

الْيَا قُوتُ وَالْمَرْجَانُ فِي ذِكْرِ عُلَمَاءِ سَمَسَوَانِ

المعروف

حياة العلماء

مؤلفه

مولانا سيد محمد عبدالباقي سمسوانی دام فینہ

باہتمام کیسری داس سٹیجیو پرنٹرز

در مطبعہ فنیہ لوشو و قع لاکھنؤ

۱۹۲۲ء
۱۳۲۰ھ

فہرست مضامین کتاب حیوۃ العلماء سہسوان ضلع بدایون

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ کتاب	۳۶	مولوی سید قدرت اللہ رح
۲	سبب تالیف کتاب	۳۸	مولوی سید عبدالعلی رح
۳	مناجات	۴۰	مولانا محمد حسن رح
۵	تاریخی و جغرافیائی حالات	۴۱	مولانا مفتی سید ظہور احمد رح
۱۰	آدساوات کرام	ایضاً	مولانا حافظ سید اولاد احمد رح
۱۳	ماخذ کتاب ہذا	۴۳	مولانا حضرت سید سراج احمد رح
۱۵	مولانا محمد صدر الدین رح	۵۲	مولوی سید نیاز احمد شہید رح
۱۶	مولانا خواجہ سید محمد عطاء اللہ رح	۵۳	مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ رح
۱۸	مولانا مفتی سید ابو محمد رح	۵۴	حکیم محمد بدر الدین فاروقی رح
۱۹	نہر پریشیہ ولایت خواجہ	۵۶	حکیم مولوی نیاز احمد فاروقی رح
	مفتی سید نظر محمد رح	۵۸	حکیم مولوی سید اسد علی رح
۲۱	مولانا مفتی سید نور احمد رح	ایضاً	مولانا سید محمد عبدالحمید رح
۲۲	مولانا خواجہ سید آل احمد شاہ رح	۶۰	حکیم مولوی سید اشتاق حسین رح
۲۴	تاج الاولیاء حضرت مولانا	ایضاً	حکیم مولوی نور الحسن فاروقی رح
	سید محمد تاج الدین حسن رح	۶۱	حکیم مولوی سید الہی بخش رح
۳۴	مولانا سید مبارز علی رح	۶۲	مولوی سید نیاز حسن رح
۳۵	مولانا خلیفہ معین الدین رح	ایضاً	مولوی حکیم سید محمد یعقوب رح

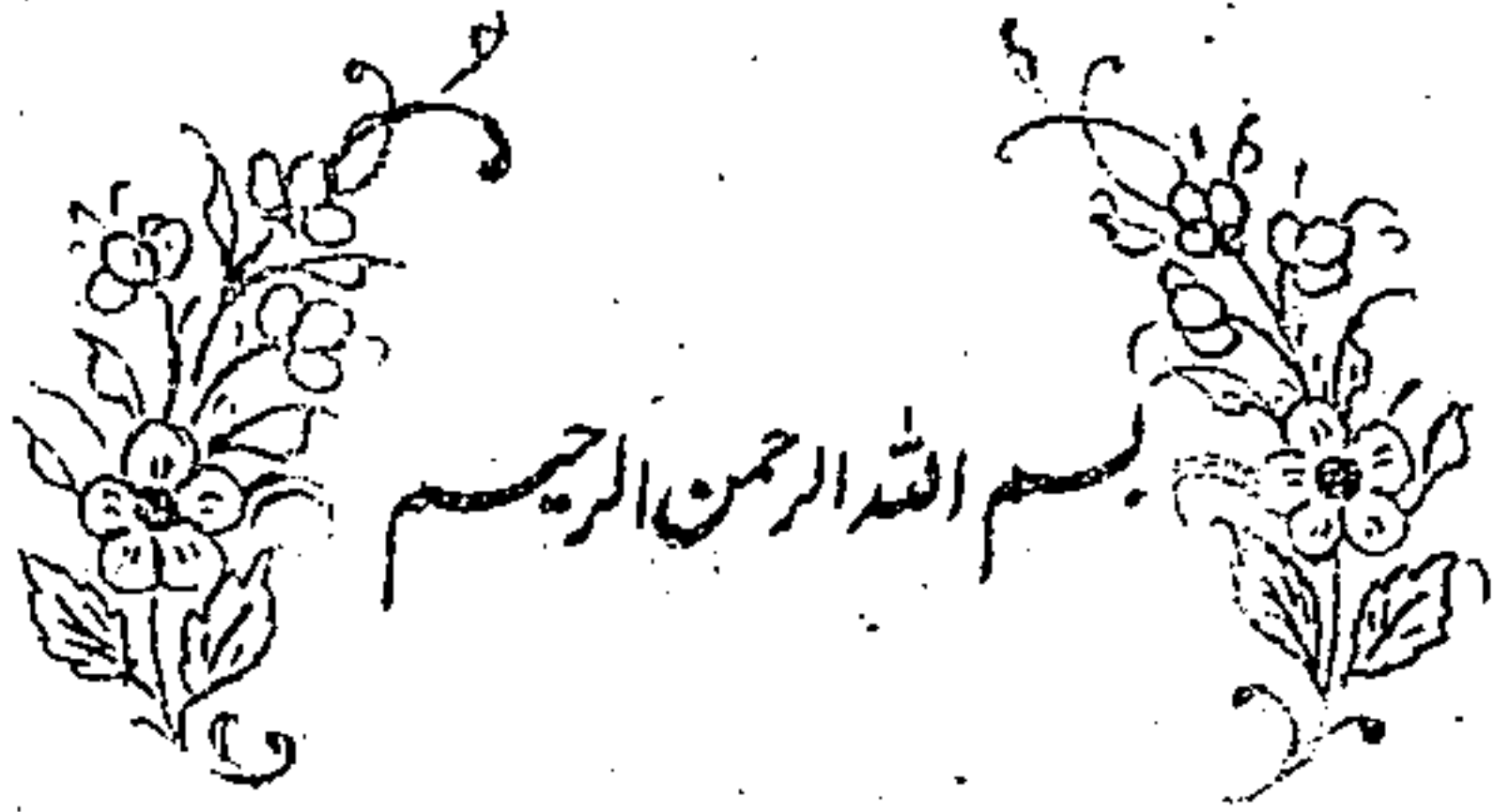
مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
مولوی میر باد علی رح	۱۰۴	مولانا سید امیر حسن محدث رح	۶۴
مولوی سید عبدالصمد شاہ رح	۱۰۵	مولوی سخاوت حسین رح	۷۰
مولوی سید محمد نذیر رح	۱۰۷	حکیم مولوی قاضی سید احمد حسن رح	۷۱
مولوی سید پرورش علی سلمہ	۱۰۸	حکیم مولوی امداد حسین زبیری رح	۷۲
حافظ مولوی شیخ امیر حسن ثانی رح	۱۰۹	حکیم محمد مصطفیٰ علی صدیقی رح	ایضاً
مولوی حافظ سید غلام جیلانی رح	۱۱۰	حضرت مولانا شاہ سید محمد سعید رح	۷۳
مولوی حافظ میر احمد رح	۱۱۱	شمس العلماء حاجی مولانا	۷۵
شمس العلماء حافظ سید محمد امین سلمہ	۱۱۲	سید امیر احمد رح محدث	۷۷
مولوی انعام حسین رح	۱۱۳	یرمان المتکلمین حاجی مولانا	۸۰
مولوی خطیب محمد اسماعیل انصاری رح	۱۱۵	سید عبدالباری محدث رح	۸۱
ابوالفضائل سید آل محمد شاہ سلمہ	۱۱۶	مولانا محمد بشیر محدث فاروقی رح	۹۰
مولوی حکیم سید عبدالواحد رح	۱۱۷	مولوی سید حفصہ رح	۹۶
حکیم مولوی عبدالرشید فاروقی سلمہ	۱۱۸	حاجی مولوی سید سبط احمد رح	۹۸
مولوی محمود حسن زبیری رح	۱۱۹	حکیم خورشید حسن فاروقی رح	۹۹
مولوی سید اسرار حسن سلمہ	۱۲۰	حکیم محمد نذیر فاروقی رح	۱۰۰
مولوی سید محمد الیاس سلمہ	۱۲۱	حکیم مولوی منظر علی فاروقی رح	ایضاً
مولوی سید جمیل احمد سلمہ	۱۲۲	حکیم محمد ضیاء الحسن فاروقی رح	۱۰۶
مولوی محمد شاکر حسین نکت صدیقی سلمہ	۱۲۳	مولوی سید سلطان حسن رح	ایضاً
مولوی حکیم سید محمود عالم رح	۱۲۵	حکیم مولوی سید محمد رح	۱۰۳
حکیم مولوی سید اعجاز احمد مجتہد سلمہ	۱۲۷	حکیم انوار حسین صدیقی رح	ایضاً

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۳۳	مولوی محمد نذیر حسین فاروقی رح	۱۲۹	ست سعیدہ شفیقہ بیگم سلمہا اللہ
۱۳۴	مولوی قاضی سید اظہر علی سلمہ	ایضاً	ست عزیزہ حسنہ بیگم سلمہا اللہ
۱۳۵	مولوی محمد تقی انصاری رح	=	گزارشیں مولف سلمہ کتاب ہذا
۱۳۶	مولوی سید خلیق احمد سلمہ	۱۵۱	ترجمہ احوال حضرت مصنف از
ایضاً	مولوی حکیم سید آغا علی رح		مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
۱۳۷	مولوی امیر احمد قریشی سلمہ	۱۵۹	نسب نامہ سادات مودودیہ چشتیہ
۱۳۸	مولوی حکیم سید مظفر علی رح	۱	سہوان -
۱۳۹	ابوالعلا مولوی سید نظر احمد سلمہ	۱۶۰	تقریظ منظوم حکیم مولوی
۱۴۰	مولوی سید افتخار احمد ساحر سلمہ	✓	سید اعجاز احمد مخبر سلمہ اللہ تعالیٰ
۱۴۱	مولوی سید مصباح الحسن سلمہ	از صفحہ ۱۶۱	قطعات تاریخی
ایضاً	حکیم سید عقیل احمد سلمہ	تا صفحہ ۱۶۲	
۱۴۲	حکیم سید حفص الرحمن سلمہ	از صفحہ ۱	تقریظ علماء ربابت کتاب ہذا
ایضاً	حکیم محمد عبدالجفیظ خان سلمہ	تا صفحہ ۸	
ایضاً	انتماس مولف کتاب ہذا	از صفحہ ۱	ضمیمہ بابیت تحریر ربوا
۱۴۳	سیدہ عالمہ شمس النساء رح	تا صفحہ ۱۸	
ایضاً	ست صالحہ لحاظ النساء رح	از صفحہ ۱۹	ضمیمہ بابیت قصہ حضرت داؤد
۱۴۵	الست الشریفہ مسماة عقیفہ رح	تا صفحہ ۲۹	
۱۴۶	الست المکرمة احتشام النساء سلمہا اللہ	از صفحہ ۲۹	سناجات منظوم فارسی
۱۴۷	الست الذکیہ مصطفائی بیگم سلمہا اللہ	تا صفحہ ۳۲	

✓
p9259917
2 PAGE

~~Uf III 5~~
6469

DATA ENTERED



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ حَبِیْبِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ
وَمَلَائِكَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا

آب العبد باقتضای مشیت الہی ۲۷- ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ ہجری مطابق ۱۹- نومبر ۱۹۱۱ء
روز یکشنبہ سے لغایت ۲- جمادی الاخریٰ ۱۳۳۱ھ ہجری و ۹- مئی ۱۹۱۳ء روز جمعہ تک محفل
لال باغ حضرت گنج شہر لکھنؤ میں میرا قیام رہا اس زمانہ میں وہاں کے اکثر نامور علماء دین
واولیائے متقین کی مجالس مذاکرہ علمیہ میں بطور تفسیر طبع شریک ہوتا تھا جیسے مشہور
مقتدا کے قوم مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی جو خدمات قومی و مذہبی میں نمایاں دخیلی
رکھتے ہیں اور حاجی مولانا شاہ عین القضاة صاحب جنکا زہد و تقویٰ اس دور آخر میں
غنیمت سمجھا جاتا ہے آپ کے ذاتی مصارف سے ایک مدرسہ تعلیم قرآن مجید و قرأت
و تجوید و علوم صرف و نحو و حدیث بڑے پیمانہ پر جاری ہے جس میں صد ہا طلبہ غیر مستطیع
تعلیم پاتے ہیں اور ان کے لیے قیام و خوراک و پوشاک کا انتظام بھی مدرسہ ہی کی نصاب
سے ہے جزاہ اللہ خیراً۔ اور گاہ گاہ محبت مکرم مولانا حکیم سعید عبدالحی صاحب ناظم

عہد میں حسام الملک صفی الدین جناب نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر بن امیر الملک والاجاہ حضرت مولانا نواب سید
محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم دہلی کی کوٹھی پر بوجہ مراسم قدیم مقیم رہا میں آنجناب کی قدر افزائی کا بدل ممنون ہوں۔ منہ
عہد آپ نسبتاً ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ ہجری میں بمقابلہ دراجہ
رنجیت سنگھ جمادنی سبیل اللہ میں شہید ہوئے حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل و مولانا محمد عبدالحی رحمہما اللہ بھی اسی سفر کے
میں آپ کے ہمراہ شہید ہوئے۔ سید اعجاز احمد عفی عنہ ۱۳

ندوۃ العلماء کی صحبت علمی میں اتفاق شرکت ہوا آپ نے ایک مرتبہ بائبل تہ تذکرہ اہل علم فرمایا کہ ”ہم نے علمائے ہند کا ایک مبسوط تذکرہ بزبان غزلی لکھنا شروع کیا ہے آپ اپنے وطن سہسوان کے علمائے نامور کے حالات تحریر کر دیجئے تاکہ تذکرہ مذکورہ میں درج کیے جائیں سہسوان میں بکثرت علماء و فضلاء کا ملین گذرے ہیں مگر انکا ذکر خیر کہیں تفصیل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا۔“ میں نے ہر چند اپنی ناواقفی کا عذر واقعی پیش کیا فرمایا جو کچھ حالات کم و بیش معلوم ہو سکیں وہی سہی۔ بحسن اتفاق دو مہینہ کے اندر ہی میرا وطن جانا ہوا اور اس خیال کو اپنے ساتھ لیتا گیا بعض اعزہ سے اس امر خیر میں امداد کا خواہاں ہوا مگر انھوں نے ایک نے اعتنائی کے ساتھ روکھا سو کھا جو اب دیا جس سے شوق و ارادہ میں کمی پیدا ہو گئی اسی حالت میں ویس میں مخدومی مولوی سید ابن حسن صاحب دکنری منشی محمد قاسم حسین صاحب صدیقی فخر نخلص سے کچھ تذکرہ آگیا ہر دو اصحاب نے میرے خیال کو بنظر استحسان دیکھا اور ہر سری طور پر کچھ یادداشتیں بزور قوت حافظ ایک ورق پر لکھا کر رہنمائی کی اور بعض مسودات غیر مطبوعہ کا پتا بتایا جس سے بہت کچھ مادہ تالیف کتاب راقم کے ہاتھ آیا بس اسی ورق کو اس عظیم الشان عمارت کا سنگ بنیاد سمجھنا چاہیے اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ افسر وہ طبیعت کا حوصلہ پھر تازہ ہو گیا اور اسی دن سے احوال علماء کی تلاش و جستجو شروع ہو گئی۔ مجھ کو فخر خاندان علامہ زمان عزیز مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ کا بمزید ادعہ ماثورہ صلاح و سعادت شکر گزار ہونا چاہئے

یہ ہر دو بزرگ عمر بھر ۹۶، ۹۷ سال موزر دسا و زمینداران قصبہ سہسوان سے علمی مشاغل سے دلچسپی رکھنے والے تھے۔ اول الذکر کے مختصر حالات ضمناً درج کتاب نمبر ۲۰ ہیں۔ موصلاً ذکر ریختہ کے نام آور دو پر گو شاعر اور منشی تھے شکر آبادی کے سربراہ ناز شاگرد ہیں نہایت مستقل مزاج بختہ و فصیح خوش عقیدہ مسلمان ہیں کلام صنف غزل میں اور مراعات لفظی سے مملو ہے کتاب قانون شریعت محمدی رد و شرک و بدعت میں آپ نے تالیف فرما کر طبع کرائی یہ فیض صحبت اہل علم ہے۔ آپ کی وفات ۲۱۔ رجب ۱۳۲۵ ہجری مطابق ۱۳۔ مئی ۱۹۱۶ء یکشنبہ وقت دوپہر ہوئی۔ نجات فاخر مادہ تاریخ نتیجہ طبع و قادم مولوی سید ابوالاحمد سلمہ ربہ ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہسوانی مخقر لہ۔

جنھوں نے بکمال محنت و عرق ریزی بہت سے علمائے کرام کے حالات اجمالی و تفصیلی تحریر کر کے مقام بسولی ضلع بدایون سے میرے پاس قصبہ رالپنڈی علاقہ ریاست بھوپال میں بھیجے اس تحریر سے واقعی تصنیف کتاب کو بہت بڑی مدد ملی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک سر سبز و شاداب جمن آپ کے پیش نظر ہے اسکے سوا ترتیب و تہذیب کتاب میں بھی عزیز موصوف نے خاص حصہ لیا ورنہ چند علماء کے مختصر و نامہ تمام وغیر مزبور حالات کے سوا میں کیا لکھتا عافاۃ اللہ تعالیٰ عن جمیع الافات والحقن و حفظہ عن غش و لاهل الحقد والحقن جہاں تک مجھے ممکن ہوا میں نے تحقیق و انکشاف حالات و اقباعہ میں تفصیر نہیں کی تاہم اپنے جہل و تصور بشری کا اعتراف کرتے ہوئے عزیزان نیک منش سے بادب و رجا استدعا کرتا ہوں کہ جو کچھ کمی و بیشی ناخواستہ ہو گئی ہو بہ نیک نیتی خود حاشیہ پر تحریر فرما وین یا زمرہ علماء و فضلا سے کسی بزرگ کا تذکرہ بسبب عدم تیسر حالات و رج کتاب ہونے سے رہ گیا ہو میرے نسیان نقصان بشری پر محمول کر کے جدا گانہ بطور تہمتہ ضم کتاب کر دین بمضمون شعر سے

جہاں تحریر سست و گہر پر بیان بنا چار حشوش بود و در میان

عیب جوئی و نکتہ چینی سے معاف فرمایں گو فطرت انسانی کا اقتضایہ ہے۔

صد نقش ہنزداری و کس را نظری نیست چون رفت خطائے ہمہ را چشم بر بست

جن حضرات نے کوئی سوانح عمری لکھی ہے وہ خیال کر سکتے ہیں کہ ایک شخص کے حالات لکھنے میں کس قدر خون جگر کھانا اور دماغ سوزی کرنا پڑتا ہے چہ جائیکہ شتر استی علماء کے حالات جمع کرنا اور صحیح واقعات کو غیر صحیح سے بہ تحقیق و تنقید جدا کرنا اس میں

۱۵ مخدومی حضرت مولف دام نیضہ نے تاریخ رای سین بکمال تحقیق و جہد بلغ تصنیف فرمائی ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگی ۱۲ سپد شہزاد علی عفی عنہ۔

۱۶ جب مسودہ تیار ہو گیا تو اکثر اجاب و اعزہ کی پسند و بید اصرار سے مستقل کتاب کی صورت میں بنا چاری طبع کرانا پڑا۔ ۱۲ منہ۔

کیا کچھ مصائب کا سامنا نہوا ہوگا۔ سو اس کے بین سات سویل پر وطن سے دور ^{طہ} یہ لکھ رہا ہوں تو کس قدر دشواری ہوگی اسپر طرہ یہ کہ کوئی صاحب عزیزان وطن سے میری کسی تحریر کا جواب حسب نشانہین دیتے۔ مجھ کو اس قدر فرصت اور فکر معاش سے فراغ نہیں کہ ایک مدت کے لیے صرف اسی غرض سے قیام وطن اور مزید تلاش و تجسس کتب و مستودات کے لیے بار بار سفر اختیار کروں اور خدمت ملازمت سے سبکدوش ہو جاؤں تاچار حالات و معلومات ما حضر پر اکتفا کیا گیا۔ التماس۔ چونکہ علمائے مذکورین میں ایک گروہ اہل کمال کا فن شریف طب سے بھی موصوف نظر آیا اس لیے بعض ایسے حذاق و ماہرین طب کو بھی جگہ دینا پڑی جو علوم عقابہ و نقلیہ میں کوئی خاص پایہ نہیں رکھتے کتب و رسسہ رسمیہ پڑھ کر فن طب کو باقاعدہ حاصل کیا اور نامور معالج و طبیب ہوئے ناظرین پر تمکین عیطالوہ حالات خود تفریق و امتیاز فرمائینگے۔ ہر چند کہ میں نے تلاش و تجسس حالات علمائے متقدمین میں حتی الامکان کمی نہیں کی تاہم مجھ کو اعتراض کو نا ضرور ہے کہ بہت سے علمائے گرامی متقدمین کے حالات نہ لکھ سکا کیونکہ ان کے حالات مفصل و مجمل دستیاب نہونے لہذا ان کے ذکر خیر سے مجبور رہا اگرچہ مع بزرگوں سے اکثر متقدمین کی نسبت سنا کہ فلان فلان اپنے خص میں بڑے نامور عالم با عقل ہیں مگر ان کی نسبت کیا لکھتا ناچار ترک اولی سمجھا علماء مذکورہ و متروکہ میں اکثر سیاسیات تمدنی و مہمات ملکی وغیرہ میں بجد قابل و نامور تھے اور غزوات و جہاد کفار میں بڑی بڑی خدمات دینی و ملکی انجام دین مگر انکا حال ہر جگہ لکھنا مگر رات کا درج کرنا ہر لہذا اس سے اجتناب کیا الا ماشاء اللہ۔

مناجات بحضرت مجیب الدعوات

یا آلہی یا غفور یا رحیم خاص تیری بارگاہ اقدس دار علی میں عاجزانہ و مخلصانہ دعا

کرتا ہوں میں بندہ عاصی سیاہکار صرف تیری رحمت و بیع کا امیدوار ہوں مجھ سے کوئی طاعت و عبادت بخلوص نیت نہیں ہوئی جس سے امید گلو خلاصی و مغفرت آخرت کر سکوں۔ اس ناچیز مسودہ کو جو تیرے عباد مخلصین و اولیائے متقین کا تذکرہ ہے تیری سرکار میں پیش کر کے تیری قبولیت اور عزت و حرمت دارین کا بلتجی ہوں اس ہدیہ محقر کو زیور قبول سے مزین فرما کر مطبوع طبائع اولی العالم فرما اور اس مذنب خاطر کو بخش اسے و فور رحمت سے بخش دے کیونکہ میں تجھ کو وحدۃ لا شریک لہ بصدق لجانکر اشہد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور تیرے بزرگ خاص مقبول بارگاہ سرور کائنات حضرت خاتم النبیین و المرسل محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو رسول برحق مان کر اشہد ان لا الہ الا اللہ و اس سولہ کی بخلوص قاسب شہادت دیتا ہوں اور اپنے نفس کو گنہگار ترین امت مرحومہ سمجھتا ہوں۔ میں تیرے اور تیرے نبی کے احکام کو فرض و سنت بے شک و لاریب واجب الاتباع جانتا ہوں تو بلاشبہ نکتہ نواز خاثر الذنب قابل التوبہ و ارحم الراحمین ہے۔

سُبْحَانَكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط

حررہ محمد عبد الباقی غفرلہ سسوانی مقام رایسین ریاست بھوپال ۲۵ جنوری ۱۹۱۳ء

مطابق ۲۴ جنوری ۱۳۳۲ھ

ویباچہ لکھنے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ سسوان کے تاریخی و جغرافیائی حالات مختصر طور پر قبل از مقصود درج کتاب کردون جو کہ ناظرین و الا نشان کے لیے باعث ازو یاد بصیرت ہیں و باللہ التوفیق۔

تاریخی و جغرافیائی حالات سسوان

سسوان ایک قدیم شہر قسمت بانس بریلی ملک روہیل کھنڈ صوبہ ممالک متحدہ آگرہ

وادھ میں بدایون سے ۲۵ میل جانب غرب واقع ہے ابتدا سے عماد آری انگریزی میں
 ایک مدت تک صدر ضلع رہا اور اب دفتر ضلع شہر بدایون میں ہے۔ پانسو برس
 سے پہلے حالات بتانے کے لیے یہاں کی تاریخ بالکل خاموش ہے البتہ پیرائے کھنڈر
 اور منہدمہ عمارات کے اونچے اونچے سیر بفلک ٹیلہ دیکھنے والوں کو انقلاب عظیم کا پتا
 دیتے ہیں لفظ شہسوان کی اصل حسب تصریح محققین سنسکرت باہن سے ماخوذ ہے اور
 یہ یہاں کے راجہ کا نام تھا جو پہلی صدی عیسوی میں خاندان راجہ سالباہن سے یہاں
 حکمرانی کرتا تھا۔ بعض سنگین کتبے جو کہنہ عمارات کے کھنڈروں سے حاصل ہوئے
 صد ہا سال قبل مسیح کا پتہ و نشان دیتے ہیں ابتدا سے عہد انگریزی میں بعض کتبے
 محققین آثار قدیمہ نے کلکتہ بھیج دیے اور قدیم زبان کے ماہروں نے انکو پڑھا
 کہا جاتا ہے کہ یہ مقام راجگان قنوج و دہلی کا شکار گاہ و سیر گاہ تھا و اللہ اعلم بالصواب
 زمانہ ترقی اسلام میں آخر عہد سلاطین مغلیہ تیمور یہ تک یہاں حکام والا قدر جمعیت
 فوج سوار و پیادہ متعین رہے ابتدا شیوخ زبیری و افغانہ شہر انتظام ملکی سرداری
 کے لئے منتخب ہوتے رہے۔ عہد کبیری شاہ ۹ ہجری میں قلیج خان چوگان بلی
 یہاں کا حاکم ذی اختیار و اقتدار تھا اسی کے زمانہ میں ملا عبد القادر مشہور مورخ
 کا قیام کئی سال یہاں رہا۔ قدیم حکومت اسلامی کی ایک شاندار یادگار یہاں کا
 وہ سنگین کتبہ ہے جو سکندر ثانی سلطان علاء الدین خلجی کے عہد میں تعمیر قلعہ عظیم
 کا پتہ دیتا ہے یہ خوشنما تحریر بحروف ہنوت طغرا سے خط ناست ہے الفات متصلا
 خطوط مستقیمہ طویلہ ہیں جو مثل انگشتان کشیدہ متوازی نظر آتے ہیں تمام عبارت
 ایک موٹی سطر میں ڈیڑھ گز طویل ہوگی یہ پتھرا ب صحن جامع مسجد میں پڑا ہے

لے یہ قلیج خان چوگان بلی سورت و گجرات کا بھی صوبہ دار رہا ہے اس نے پرتگیزیوں کو جو ہمیشہ
 دریائے سندھ و گیتی کیا کرتے تھے چند مرتبہ تباہ کیا۔ تاریخ گجرات مؤلفہ شاہ تراب معتد خاص
 البرشاہ۔ فارسی مطبوعہ ٹائپ آہنی ۱۳۰۰

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ عبارت کا کتبہ نذر ناظرین ہے۔

بنامے این حصن رفیع الارکان از براسے مامن اہل ایمان بفسرمان
مجلس اعلیٰ خدایگان زبدہ سلاطین جہان سایہ رحمان علاء الدنیاد الدین
الواثق بنصر اللہ المجاہد فی سبیل اللہ ابوالمظفر محمد شاہ السلطان
ناصر امیر المؤمنین خلد اللہ ملکہ تارخ غرہ جمادی الاولیٰ روز جمعہ
مبارک بسال ہفتصد سال از ہجرت نبی علیہ السلام والتجیہ۔

ممکن ہے کہ حج سے قبل عبارت میں لفظی تقدم و تاخر ہو گیا ہو کیونکہ سو او خط
بالکل غیر مانوس ہے۔ اب قلعہ کا نام و نشان صاف ہستی سے مٹ چکا ہے مگر اسے
اسی سال پیشتر اندرون قلعہ کی شاہی مسجد کے آثار نمایان تھے وہ مسن بزرگ
جن کی عمر نوے سال سے متجاوز ہے مسجد مذکور کی شکستہ فصیلیں ریختہ دیواریں
وہ درہ کنوان اور دروازہ قلعہ کے پورانے کھنڈر بچشم خود دیکھنا بیان کرتے ہیں۔
اب اسی کی بنیاد پر مسلمانان شہر نے جدید مسجد جامع نہایت عالی شان و خوشنما
بصرف کچھ سال پہلے ہی تعمیر کی اور یکمال جدوجہد و دو سال کے اندر تکمیل کو
پہنچ گئی مگر افسوس ہے کہ تعمیر دروازہ ہنوز ناتمام ہے۔ بسعی ملک العلماء
مولانا الحاج حضرت سید عبدالباری صاحب سہوانی رحمہ اللہ تعالیٰ مبلغ دو ہزار
روپیہ والی ریاست بھوپال سے چند دین وصول ہوا۔ اس تعمیر بنیظیر کی تاریخین
شعراے نازک خیال نے بھنائے عجیبہ وغریبہ بکثرت لکھیں۔ ایک قطعہ تاریخ اردو

۱۹۵۰ء میں تخت نشین ہو کر اسی سال بدایون پر فوج کشی کر دی سلطان رکن الدین شاہ
بدایون بود جب شکست کھا کر بھاگ گیا سکندر ثانی فاتحانہ داخل بدایون ہوا جشن فتح کیا حوالی سہوان
میں بھی مقیم رہا اسی زمانہ میں غالباً تعمیر قلعہ سہوان واقع ہوئی اور ستہ ۱۱ میں انجام کو پہنچی۔ اس سے
قبل جمعیت عم خود سلطان جلال الدین خلجی بھی اس جگہ ایک مدت تک اسے قیام کیا تھا۔ مقالہ دوم تاریخ فرشتہ - ۱۲
۱۲۰۰ء میں سید زبیر اہتمام فقہد اسے عالم حضرت عم مکرّم مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سہ
ابتداء سے انتہا تک تعمیر ہوئی اللہ الحمد - ۱۲

جو اندرونی محراب مسجد میں سنگ مرمر پر کندہ ہے سادہ و نلے تکلف ہے۔ وہ ہو ہذا۔

کیون نہ غش ہو مسجد جامع یہ دل	اس نزاکت پر ہے کیسی استوار
حسن و خوبی میں عمارت اسکی ہے	سہسوان کو باعث صد افتخار
سماں ختم اس کی بنا کا اے جمیل	کر تم ہے شانہ پروردگار

یہ مسجد جامع مرگھ حصہ زمین پر قریباً قاضی محلہ واقع ہے۔ یہاں آثار قدیمہ ہنود سے ایک چشمہ بصورت تالاب سرسوتہ نام تفرجگاہ خاص و عام آبادی سے ایک میل جانب شمال مغرب اہل ہنود سے یہ ایک طویل و عریض سنگین و پختہ حوض ہے جو وقت پانی سے لبریز رہتا ہے طول ٹھینا پندرہ گز اور عرض کچھ کم ہے اندر اترنے اور نہانے کے لئے ہر طرف طویل پتھر کی سیڑھیاں ہیں۔ تیرتھ کے خاص ایام میں دور دراز مقامات سے عام ہنود پنڈت۔ سادھو۔ جوگی۔ برائیگی۔ بھگت۔ امیر غریب مرد و عورت جوق جوق یہاں آکر نہانے اور غسل کرنے کو اپنے گناہوں کا کفارہ جانتے ہیں۔ اکثر ہنود مرد و عورت روزانہ صبح کو غسل کرتے ہیں۔ پانی اس میں ہمیشہ تاسینہ دکر رہتا ہے حالانکہ بذریعہ ایک نالہ بدر رو کے ہر وقت نکلتا رہتا ہے بقول مشہور سبب یہ ہے کہ اس میں متعدد چشمے ہیں اسی لیے اس کا پانی کبھی کم ہی نہیں ہوتا۔ حوض کے کنارہ بجانب غرب ایک مشہور و پختہ وسیع والان بنا ہے جو سادھوؤں کے رہنے اور ٹھہرنے کے لیے وقف ہے والان کی پشت پر کیوڑہ کی بیج در بیج کھنی چھاڑیاں دور تک چلی گئی ہیں کیوڑہ کی پیداوار اس کثرت سے دوسری جگہ نہیں سنی گئی اس مندرج جان و دل کا مخزن جغرافیہ میں سہسوان ہی بتایا جاتا ہے بلاد اطراف و جوانب کے اہل شوق نے بہت تدبیریں کیں اور یہاں سے جڑیں و شاخیں منگا کر

لے سرسوتہ لفظ مرکب بمعنی سر چشمہ ہے یا مفرد سرسوتی سے ماخوذ ہے جو ایک ہندوؤ کا مہود ہر گویا کہ سورج کند ہنود ہی یہ بہت قدیم ہے کیا عجیب کہ راجگان دہلی و قنوج کے عہد میں تعمیر ہوا ہو۔ ۱۲ منہ

باغون میں لگائیں مگر نخل امید سرسبز نہوا یہاں کیوڑہ کے درخت متعدد جگہ ہیں اور یہ سرزمین اسکے لئے مخصوص ہے۔ اگرچہ گلاب چنبیلی بھی آبادی کے متصل بکثرت پیدا ہوتا ہے اور انکی باقاعدہ کاشت کی جاتی ہے۔ چند سال ہوئے کہ جیون رام بقال قوم ہیسری بھگت نے سرسوتہ کے نخل ایک سنگین جوف جو عرض و طول میں اس سے کچھ کم ہے تعمیر کرایا ہے یہ بھی آب سرد کا قدرتی چشمہ ہے جو سرسوتہ سے پانچ چھ جریب بجانب غرب ہے اس پر کتبہ سنگین بخط ہندی نصب ہے۔ ایک اسلامی یادگار قدیم زیارت حضرت میران صاحب آبادی سے سمت جنوب میں ہے پختہ احاطہ کے اندر مقبرہ جسپر عظیم الشان گنبد ہے واقع ہے مشہور ہے کہ یہ مزار حضرت سید محمد ابراہیم شہید کا ہے جو ابتداء سے اشاعت اسلام میں تخمیناً آغاز پانچویں صدی ہجری کو بحبیت حضرت سید مسعود سالار غازی رحم کفارہ و مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے اور شہید ہوئے ہر موقع پر راجگان ہنود سے سخت محاربے ہوئے حضرت سید سالار رحم کا یہ سفر جہاد اجود جیہا سے قنوج تک اسی راستہ سے ہوا۔ تعمیر مقبرہ و احاطہ و مسجد وغیرہ بعض اعراب دربار جہانگیر بادشاہ کی کوشش سے یہاں انجام کو پہنچی۔ سلطنت تیموریہ کے ضعف و زوال پر سہسوان شہید کی حکومت سے نکل کر نواب شجاع الدولہ وزیر سلطنت و صوبہ دار اودھ کے زیر حکومت ہو گیا آخر کار بائیس سال کے بعد سنہ ۱۷۱۰ء میں بعد نواب سعادت علی خان والی لکھنؤ و اودھ ملک روہیلکھنڈ بقبضہ گورنمنٹ انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی آ گیا اور بلجاظ خوبی موقع و عمدگی آب و ہوا و کثرت شکار سرکار نے سہسوان کو صدر مقام ضلع بنایا اور ایک مدت تک اس حال پر رہا بعد ۱۷۳۸ء میں دفتر ضلع بدایون کو منتقل ہوا شہر کا موجودہ جغرافیہ

لے آپ حضرت سید سالار مسعود غازی رحم کے معتقد خاص و مشرف نظام فوجی تھے جو سنہ ۱۷۲۰ء کو ہند میں تشریف لاکر بجا و دغرا اعلیٰ کے گامہ اللہ فرماتے رہے۔ از اخبار الایثار مولفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۲ منہ۔

یہ ہے کہ آبادی بنیں لہزار نفوس ہے مسلم و ہنود تقریباً مساوی تعداد میں ہیں اور مسلمانوں میں بجز مذہب سنت و جماعت کے دوسرا فرقہ نہیں ہے ہنود کی حالت علمی و اقتصادی رو بہ ترقی ہے آبادی کے اکثر محلے غیر متصل ہیں مساجد بکثرت و آبادی میں ولند الحمد۔ قاضی محکمہ مخصوص اہل اسلام و شرفائے ساوات و شیوخ کا ممتاز مسکن ہے ثروت و جاہت و علم و فضل و عزت میں خاص حیثیت رکھتا ہے۔ سہسوان سے بجانب جنوب پانچ چھ میل پر دریا کے کنارے موزوں ہے بحالت طغیانی یہ فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔ لطافت آب و ہوا و اعتدال موسمی کے باعث و بائی امراض دیگر مقامات کی طرح یہاں نہیں پھیلتے فصلی تغیرات کا اثر بھی کم ہوتا ہے حشرات الارض و موذی جانوروں کی بہت کمی ہے۔ لوگ عموماً ذکی و ذہین علوم و فنون صنعت و حرفت سے فطری مناسبت رکھتے ہیں۔ اکثر نام آور تحصیل کمال و شہرت ہنر میں یگانہ آفاق گزرے ہیں اسی لئے اہل نظر سہسوان کو خطہ یونان کے لقب سے پکارتے اور اس ہنر میں کو دیگر مشہور قصبات و بلاد مردم خیز پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں کے تمدن و تہذیب و ترقی علم و فضل کی مجمل تاریخ یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ سہسوان میں سادات کرام کی آمد ساڑھے چار سو سال سے ہما موری عمدہ ہاسے جلیلہ قضا و اقا و نظام ملکی و فوجی بجانب دربار سلاطین اسلام ہوئی اور خدمات مفوضہ کی وجہ سے ان حضرات کا قیام یہاں ہوا رفتہ رفتہ بعد حصول جاگیرات و معاہدات مستقلہ و حقوق وراثت منصب و جاگیر سلسلہ سکونت بالاستقلال قائم ہو گیا۔ اولاً زیدہ سادات عظام حضرت مولانا خواجہ سید محمد اسمعیل بن صفوۃ الاولیا حضرت ملک العلماء خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ نقوی مودودی حشری قدس سرہما جنکا خاندان آغاز عہد سلاطین

۱۰ آج کے دربار سلاطین مودودی سے خطاب ملک العلماء پایا اور ہمراہی صاحبزادہ خود بھی رونق افزا سہسوان ہوئے اور یہیں وفات پائی ۱۲ شرف السادات۔

اسلام دہلی سے دربار شاہی میں معزز و محترم چلا آتا تھا اور انکے آبا و اجداد قدیم سے
مخدوم و مقتدا کے انام و ندیم و میسر سلاطین عظام رہے تھے عہد سلطان سکندر شاہ
لودھی بن سلطان بہلول میں بحصول جاگیر و منصب قضا یہاں تشریف لائے اور مقیم
ہوئے۔ آپ نے کمال دیانت و معدلت و زہد و ورغ و پابندی شریعت غزاکے ساتھ
اپنے فرائض انجام دیے اور مکارم و فضائل کبھی و تقدس و نجابت وہی کے
سبب دربار مسطانی میں آپ کا اکرام و احترام بخلوص عقیدت و ارادت کیا جاتا تھا
اور مراتب و مناصب و جاگیر و معافیات و وامی نسلاً بعد نسل عطا ہوتے رہے چنانچہ جناب
ممدوح کی وفات کے بعد آپ کے خلیفہ رشید حضرت خواجہ قاضی القضاة مولانا سید
محمد عبدالشکور شہید ۷۰ جو کمالات علمی و عملی و برکات ظاہری و باطنی میں مثل آبے کرام
فائق الاقران تھے باضافہ منصب و مواضع معافیات دائمی مند قضاے سہوان و
مضافات پر متمکن ہوئے اور اس خطہ کو اپنا وطن و مسکن بنایا۔ ان ہر دو بزرگ رح
کی توجہ و برکات سے یہاں کی حالت میں نمایاں تغیر ہوا پدرو پسر کی پجاہ سالہ کوششوں
نے اہل سہوان کو شاہراہ تہذیب و تمدن پر لاڈالا ہزار ہا کفار ہنود کو مومن اور
مومنون کو قبیح شریعت بنا دیا سیکڑوں جاہل آپ کے فیض سے اہل علم و فضل ہو گئے

۱۱ حضرت خواجہ سید محمد خطیر ۷۰ جو جناب قاضی محمد اسماعیل ۷۰ کی ساتویں پشت یا قبل ۱۱۰۰ء میں شہزادہ محمد شاہ شہید و بعد سلطان غیاث الدین
بلبن کے اتالیق و متحد خاص امور ملکی و فوجی تھے جاگیر بلتان و پنجاب کا عمدہ انتظام کیا جنک تاتاریں سخت زخمی ہوئے اور محمد شاہ شہید ہوا
پھر غیاث الدین نے آپ کو وزیر بنا دیا آپ کی سعی سے کچھ دنوں محمد شہید و بعد وفات غیاث الدین اور آپ نے مولانا الدین کی قیاد کو
تخت نشین کیا اور ولیعہد شہید کیا اور خواجہ صاحب کو داخلہ دہلی کی ممالعت ہوئی۔ جب سلطان جلال الدین خلجی بادشاہ
ہوا تو اس نے ۱۱۰۰ء میں آپ کو پھر خمدہ وزارت دیا بعد علاء الدین خلجی نے بھی خلعت وزارت پیش کیا عمارت
مقالہ دوم تاریخ فرشتہ یہ ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ سید خطیر را کہ بہ بینی ذات و پسندیدگی صفات و اصابت رائے و نظام
ملکی و فوجی اشتہار کمال داشت بعدہ وزارت ممتاز گردا بند و مہمات و قوام سلطنت برائے صوابید انحضرت و اگر شہزادہ
۱۱۰۰ء خواجہ سید محمد اسماعیل بعدہ قضاے سہوان ۱۱۰۰ء میں ما مور ہوئے سکندر شاہ لودھی نے ۱۱۰۰ء سے ۱۱۰۰ء تک سلطنت کی اس
عہد آپ کو علاوہ معافیات و جاگیر موروثی ہمہ گانوں سرسبتہ دربار شاہی سے بطور معافی دوام نسلاً بعد نسل عطا ہوئے
سند نیران سلطانی موجود ہے ۱۱۰۰ سید اعجاز احمد سہوانی۔

طلبہ علم مقامات دور و دراز سے آکر بیان مستفید ہوئے اور طالبان معرفت و حقیقت کو ہدایت کی روشنی میں منزل مقصد کا پتہ ملا۔ الحاصل حضرت قاضی القضاة مورث اعلا سے سادات مودودیہ سہسوان خواجہ سید عبدالشکور شہید رحم نے غایت احترام و وجاہت دینی و دنیوی و افادہ خلق اللہ و فصل خصومات و عدل و سیاست شرعی کے ساتھ قریب تین سال کے و سادہ قضا و حکومت کو رونق دی آخر کار بروز جمعہ یوم عاشورائے محرم ۹۲۰ھ میں بعض اشرا رجمال کے ہاتھ سے مسجد قاضی محلہ چوک میں بحالت تلاوت قرآن شریف شربت شہادت نوش فرمایا۔ مادہ تاریخ (بے شبہ شہید شد) سے آپ ضرب تیغ سے شہید ہوئے اور بیگناہ خون کے قطرے اوراق مصحف مجید پر گرے جو تبرکاً اب تک محفوظ ہے مرقہ شریف مسجد چوک میں ہے۔ اسی سال ہندوستان کی سلطنت میں انقلاب عظیم رونما ہوا نصیر الدین محمد ہمایون کی حکومت کا دور اول ختم ہو کر شیر شاہ سوری مالک تاج و تخت ہوا قاضی صاحب شہید رحم کے عم نامور حضرت خواجہ سید عبداللہ معروف بشاہ پنجین حاکم سبھل کی داد خواہی پر قاتلون اور مفسدون کو سزا سے مناسب دی گئی۔ آپ کے پانچ صاحبزادے جو سپہر نجد و کمال کے رختہ ستارے حلیہ فضائل صورتی معنوی سے مزین تھے بہ تجدید فرامین سلطانی وارث مناصب جاہلہ قضا و افتا و تولیت اوقات و حکومت مالی و ملکی ہو کر موردا نعالت و خلعت و جاگیر ہوئے۔ اسمائے سامی یہ ہیں۔ مولانا قاضی محمد صالح مولانا مفتی محمد فاضل خواجہ صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت ننگی مولانا محمد قاسم مولانا محمد ہاشم رحمہم اللہ تعالیٰ۔ یہ سب حضرات دربار سلطین عصر میں

۹۲۰ھ سے ۹۲۷ھ تک سولہ سال ماہر جب تک سولہ سال ماہر شاہ ہندوستان رہا پھر بسبب غلبہ شیر شاہ افغان یکایک بھاگ کر ایران گیا پھر دوبارہ ۹۲۳ھ میں ہندوستان پر تھرت ہو کر چند ماہ حکومت کی اسکی وفات کے بعد جلال الدین اگر تخت نشین ہوا ۱۲۰۰ھ۔

۱۲۰۰ھ نسخہ کتاب بستان فقیر ابو الیث سمرقندی آپ کے دست مبارک کا لکھا ہوا بوسیدہ و گرم خوردہ و نام تمام میں نے دیکھا خاتمہ کے ورق پر ۹۹۲ھ ہجری درج ہے کاتب نے جا بجا اپنے محققانہ حواشی کتاب پر لکھے ہیں عبارت خاتمہ مع نام و نسب کاتب و مہر و دعائے ختم مندرج ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہسوانی عفی عنہ۔

بزمہ علمائے دین و اولیائے متقین و ارکان و ایمان سلطنت مقرب و محترم رہے
 جیسا کہ اسناد و فراہم و شفقہ ہائے ہمایونی و اگیری و جہانگیری سے ثابت ہے
 ان کے بعد ان کے اخلاف بھی دربار شاہجہانی و عالمگیری وغیرہ میں معزز و مقتدر
 اور مناصب موروثی پر فائز رہے۔ زمانہ مابعدین یعنی آج سے سو سال کے اندر بذریعہ کسب
 معاش و حصول امارت و ریاست بعض سادات مودودیہ شکورینے دور و دراز
 شہروں میں سکونت اختیار کی اور اب ان کی اولاد و احفاد بعزت و احترام وہاں
 مسکن گزین ہے مثلاً ریاست بڑودہ۔ گجرات و لکھنؤ۔ و بالٹس بریلی۔ و مراد آباد وغیرہ
 میں علم و فضل و ثروت و عزت میں محسوس زمانہ ہیں حضرت قاضی صاحب شہید رحم
 کی نسل ان کے فرزندوں کی جانب منسوب ہو کر پانچ قبائل میں منقسم ہے۔ صالحی
 فاضلی۔ حاکمی۔ قاسمی۔ ہاشمی۔ ان سب خاندانوں میں گزشتہ چار سو سال کے
 اندر بڑے بڑے نامور حکام و رؤسا و امرا اور جلیل القدر علما و فضلا جامع علوم
 عقلیہ و نقلیہ و صاحبائے متقین و اولیائے کاملین ابدال و اقطاب زمانہ و اہل
 حافظ و شعراے نازکیناں و نشان اعجوبہ نگار و غازیان صفت شکن و شجاعان تیغ
 تعداد کثیرین شہرہ آفاق ہوئے اور ان کے کمالات کی برکت اور فیضان صحبت
 سے دیگر قبائل شہر و مردمان وطن نے بھی ترقی کے زینہ پر قدم رکھا اور بیخ فضائل
 علمی و عملی ہوئے مگر افسوس کہ ان اسلاف بالمال کے جانشین زمانہ حال میں النادر
 کا معدوم کا حکم رکھتے ہیں اور تقریباً پچاس سال سے ابواب فضائل علوم و فنون
 مسدود اور ترقی دہنی و دنیوی کے وسائل منفق و نظر آتے ہیں علمائے نام آور کی اولاد
 تغیرات زمانہ کے شکوہ سنج اور صلحا و اولیاء کی ذریت تلاش و جوہ معاش میں خستہ حال
 ہے امرا و رؤسا کے اعقاب پریشان روزگار اور دلیران شیرانگن کے اخلاف
 زمانہ کے تیرسم کا شکار ہیں۔ اب نہ کوئی باکمال بزرگون کے نام کو پوچھتا ہے

نہ کہیں شرافت و نجابت کہتی ہے سلف کے آثار کمال مٹ گئے کہ کتنی نے بر باد ہو گئے قیمتی و نادر روزگار کتابیں ردی میں فروخت ہوئیں مسودات قلمی و بیاضی تاریخی و علمی بوسیدہ ہو کر خاک ہو گئیں غرضکہ ہماری منزل مقصود کا پتہ دینے والے بھی کیسے نابود ہو گئے اور اخلاف کو ان کے اسلاف کے علمی و عملی کارنامے بتانے والا بھی کوئی نہیں رہا اور باوجود سخت جدوجہد و کمال جستجو تالیف کتاب ہذا کے لیے صرف حالات علماء و فضلاء بھی کمابھی دستیاب نہوسکے اور بحکم ماکاید رکن کلاہ کایتزک کلاہ مکتبہ پر قناعت کرتا ہوں۔ یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس ناچیز تالیف کا آغاز مندرجہ ذیل ذرائع میں محدود ہے۔ اولاً بزرگان ثقافت کی معتبر روایات اور ان کے چشم دید حالات متاخرین ثانیاً اسناد و فراہم شاہی جو اب تک بفضلہ اعیان خاندان کے پاس محفوظ ہیں ثالثاً کتاب مشرف السادات مولفہ حضرت غم ناکرم سیدنا و مولانا عارف باللہ حکیم سید نذیر احمد شاہ مودودی چشتی قدس سرہ رابعاً بیاض مشتمل بر مضامین مفیدہ مہمہ مثل تحقیق نسب السادات مودودیہ و شجرہ بزرگان و سیر بعض علماء و صلحاء قلمی یا دیگر حضرت انجی المعظم علامہ حاجی مولانا سید محمد عابد الباری رحمہ اللہ تعالیٰ خامساً اپنی تحقیقات اور اساتذہ کرام کی معلومات اور یہ زیادہ تر فضلاء کے متاخرین کے حالات میں ہے اور مصنفات

۱۔ خواجہ خواجگان قطب الاقطاب زمان حضرت سیدنا قطب الدین مودودی چشتی نقوی رضی اللہ عنہ قاضی سید محمد رفیع لشکر شہید
 شجرہ نسب میں نیندڑ حویں پشت ہیں اور حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ سے امام عالمی مقام حضرت علی نقی علیہ وعلیہ آباء الصلوٰۃ والسلام
 بلعین مزار اقدس مقام چشت میں ہے جو ہرات سے بجانب شمال دو منزل ہے سال وفات ۸۲۵ھ بعد سلطان معز الدین سنجر کی
 ایک اولاد میں یہ کرامت مشہور ہے کہ سگ دیوانہ اور سانپ کا زہر پیرائے نہیں کرتا اور اگر کسی سگ گزیرہ کے زہر
 پر وہ اپنا لعاب دہن لگا دین یا اسکو کھلا دین تو وہ بھی اچھا ہو جاتا ہے نہ ہارنا بندگان خدا اس واقعے کی سے فائدہ اٹھا
 ہیں مشاہدات کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور کرامات الاولیاء حق عقیدہ اسلام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ سے خلق کثیر
 طریق معرفت میں فیض یاب ہوئی اور آپ کی اولاد میں بھی بڑے بڑے بزرگان میں واردیائے کاملین علماء نامور ہوئے ہندوستان میں
 دربارنلاطین اسلام میں زیور امیر قدیم دیشور ہے اور صاحب رفیعہ و مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ سنہ ۱۲۰۰ھ

اہل علم و آثار متبرکہ علیہ ما بین مسودات ہیضات سے صرف ان کا ذکر لکھا ہے جو مطبوع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں یا اپنے دیگر اقربہ وطن کے کتب خانوں میں خود فقیر کی نظر سے گزرے ہیں یا عزیز گرامی مولوی سید اعجاز احمد مہجر سلمہ ربہ نے بچپن خود دیکھیں ما و شاکہ کے مقالات اور عام لوگوں کی روایات پر کان نہیں دھرا اور مہما لکن شاعرانہ فداحی و مقصبات نہ نکتہ چینی اور عبارت آرائی سے اجتناب ملحوظ رکھا اگر اہل وطن اسکو دیکھیں اور سبق عبرت لیں تو ان کا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہیں۔

(۱) حضرت مولانا سید صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بندی

رحمہ اللہ

آپ قاضی القضاة خواجہ سید محمد عبدالشکور شہید نقوی مودودی چشتی رح کے تیسرے فرزند ہیں۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ یہ پانچون بھائی جو اجداد سادات مودودیہ سہسوان ہیں سب علوم و فنون ظاہری و باطنی و فضائل صوری و معنوی میں مثل اب و جد در یگانہ و شہرہ آفاق تھے ہر ایک نے منہ علم و ارشاد پر رونق افروز ہو کر اقاوہ علوم و ہدایت خلاق و تبلیغ اسلام میں عمر عزیز صرف فرمائی اور بندگان خدا کو چتر فیوض و برکات سے دوز دور تک سیراب کیا۔ چونکہ حقیر کو ان حضرات کے تفصیلی حالات و سین و ولادت و وفات بہم نہ ہو سکے اس لئے صرف بنیاد قبولیت عام و حسن عقیدت اہل عصر آپ کی ذات قدسی صفات کو منتخب کیا اور حالات ضروری بسعی تمام حاصل کیے۔ آپ کا زمانہ تولد قریب ۱۹۰۹ء ہے بعد شہادت والد بزرگوار رح برادران معظم سے تحصیل علوم ظاہری کی بعد دارالخلافت دہلی کا سفر کیا اور وہاں بقیہ درس تکمیل کو پہنچا کر بیعت طریقت حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی خلیفہ اکبر شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز شکر بار قدس سرہ کے ہاتھ پر کی اور اجازت و خلافت بحصول خمسہ تہ و تاج

لیکھ کر سہسوان تشریف لائے۔ درس علم و وعظ و ارشاد خلق میں زیادہ وقت صرف فرماتے اور خاص اوقات میں عبادت و مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہونے آپ کے فیض تعلیم و تربیت سے اکثر طلبہ مستفید ہوئے اور درجہ فضیلت کو پہنچے آپ کے چھوٹے بھائی مولانا سید محمد ہاشم تلمیذ رشید صاحب درس و فیض عام ہوئے آخر میں اپنے کئی عزت اختیار فرمایا اور خدمتِ اولیاء اوقاتِ بلدہ سہسوان اپنے بھائی مولانا سید محمد قاسم رحم کو تفویض فرمائی اور مسند درس و تدریس مولانا محمد ہاشم رحم کو عنایت کی آپ کی برکات ظاہری و باطنی و کرامات و خرق عادات کا شہرہ عالمگیر ہوا اہل حاجت رؤسا و اہل و زرات تک خدمت باسعادت میں حاضر ہو کر ملتی دعا ہوتے تھے آپ کے متعدد خلفاء مجاز ہوئے جن سے سلسلہ بیعت و ارادت جاری رہا وسعت و تحریک علوم و فنون میں بھی اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند مریدین و معتقدین کے ساتھ زیارت قبور و فاتحہ خوانی کے لیے آبادی سے سمت جنوب تشریف لے گئے اور اُس موقع پر جہان میران صاحب شہید کا مزار ہے پہنچے اور ہرا ہیون سے فرمایا کہ یہاں ایک مجاہد شہید دفن ہیں اور انھیں کے پہلو میں انکا گھوڑا مدفون ہے یہ کہہ کر حضرت سید محمد ابراہیم شہید رحم اور انکے گھوڑے کے مدفن کا نشان زمین پر بنا دیا اور انکے حالات بیان فرمائے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا بعض امراء دربار سلطان جہانگیر جو حلقہ مریدین میں اس وقت ہمراہ تھے تعمیر مقبرہ و احاطہ میں سامی ہوئے چنانچہ حکم بادشاہی وہ عمارت عظیم الشان مومسجد وغیرہ بہت جلد تیار ہو گئی کما ذکر فہا سابقاً اس سے پہلے کسی کو اوقات اور نام و نشان قبر و صاحب قبر معلوم نہ تھا۔ ایک مقرب ندیم بادشاہ جہانگیر کو خدمت با برکت میں خاص عقیدت و ارادت تھی اور انجام کار وہ بزرگ دربار شاہی سے قطع تعلق کر کے استاء عالی

لے شرف و سعادت ذکر حضرت شاہ محمد حاکم بندگی رضی اللہ عنہ ۱۲۲۰ ہجری ۱۸۰۵ء بمقام حضرت انبی المعظم علیہ الرحمۃ ۱۲۰۰

حاضر ہوئے اور اپنی آخر عمر تک خدمت اقدس میں رہے اور سہسواں ہی میں وفات پائی قبر متصل مزار میران صاحب شہید ہے۔ آپ کی برکات و کرامات کثیرہ مشہور و زبان زد خاص و عام ہیں اس مختصر میں لکھنے کی گنجائش نہیں وفات شریف ۹۶ سال ۱۳۲۰ ہجری میں بمادہ جمادی الاخریٰ ہوئی مرقد مطہر اندر احاطہ مسجد پیرزادگان قاضی محلہ میں ہے مقبرہ پختہ ہے۔ آپ کا لقب شاہ ولایت ہے خانہ کائنات میں مدت تک سجادہ نشینی کا سلسلہ جاری رہا معافیات و تولیت وقت خیر آپ کی اولاد میں اب تک موجود ہیں اسناد معہ فرامین شاہی متعدد ہیں۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ ولایت نتیجہ طبع عزیز مولوی

سید اعجاز احمد معجز سلمیٰ رتہ

چو گشتہ رہ گراے عالم قدس	محمد حاکم ملک ہدایت
پئے سال وصالش گفت معجز	کبیر اولیا شاہ ولایت

(۲) حضرت مولانا خواجہ شاہ محمد اعطاء اللہ ثانی قدس سرہ بن مولانا

سید محمد ہاشم رحم

آپ حضرت شاہ ولایت رحم کے حقیقی بھتیجے اور علوم ظاہری و باطنی میں آپ کے تلمیذ رشید و مرید و خلیفہ اکبر ہیں اولیائے کاملین و عرفائے واصیلین میں آپ کا مرتبہ اعلیٰ و ارفع ہے بعد وفات مرشد شریعت و طریقت حضرت شاہ ولایت رحم آپ مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے چونکہ حامل فضائل صوری و معنوی تھے طلبہ علوم

۱۔ کتاب ہدایین اکثر قطعات تاریخ اردو و فارسی و عربی و مادہ ہائے تاریخ آیات قرآنی اسی علامہ زمان محمود دوران کے تراجم طبع ہیں جو فی البدیہہ بفرائش راقم الحروف تصنیف و استنباط فرمائے ہیں و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۱۲ منہ

طاہری و مشتاقان فیوض باطنی کو یکسان مستفید فرمایا اور مزاج خلّاق و مقتدای عالم ہوئے۔ مریدین و طلبہ علم کو ہمراہ لیکر اکثر غزوات و جہاد فی سبیل اللہ کیے اور کفار و مشرکین کو بارہا شکست دی اعلیٰ کلمۃ الحق و اشاعت اسلام بزبان ارشاد و تیغ و سنان کوشش بلیغ فرمائی کفار ہنود و بتعداد کثیر آپ کے دست مبارک پر بطیب خاطر ایمان لائے اور صدہا منکرین و مشرکین بمعائنہ کرامات و خوارق عادات مشرف باسلام ہوئے شرف السادات میں لکھا ہے کہ ”حضرت شیخ نور الدین بزرگ سنبھلی نے کتاب اسرار العارفین میں آپ کے حالات و کمالات و کرامات و فضائل علمی و عملی کا مفصل تذکرہ فرمایا ہے“ افسوس کتاب مذکور باوجود تلاش محرز سطور کو نہ ملی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مدت تک آپ کی یہ شان رہی کہ کبھی جذب و سکر کا غلبہ ہو گیا اور کبھی سلوک غالب آگیا اور اس زمانہ میں ریاضت و عبادت جنگل میں پسند فرماتے اور شب و روز وہیں مقیم و شاغل رہتے آپ کی ہدایت و رغبت سے عموماً دونوں پر اثر ہوتا تھا وفات آنجناب بعمر نوادس سال ۹۶۴ھ ہجری میں ہوئی کذا فی شرف السادات مزار مقدس وطن میں آپ ہی کی تعمیر کردہ مسجد کے متصل نچتہ حجرہ کے اندر ہے قبر پر نہایت رغب و جلال ہرستا ہے

قطعہ تاریخ وفات شریف ثمرہ فکر عزیز معجز سلمہ ربہ۔

خراہید در صحن بستان ضوان

چوان سرور اولیائے گرامی

ز معجز شنو۔ نخبہ اہل عرفان

چوتاریخ جونئے سال حلیت

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی سید ابو محمد بن حجتہ اللہ مولانا مفتی سید

محمد عاقل فاضلی رحمہما اللہ

آپ جد محرز سطور کے جد عالی منزات تھے ولادت شریف ادائل صدی دوازدهم ہجری

آپ کا پتا معلوم نہوا طلبہ علم و اعزہ و اہل وطن تلاش میں جا بجا سرگردان رہے۔ آپ اس دوران میں باشارہ غیبی بواسطہ عرشہ اول یعنی خواجہ شاہ محمد رمضان الدہسہاوری قدس سرہ انکے شیخ خواجہ شاہ محمد سیف اللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں مقام سلون لہ میں پہنچے یہ بزرگ حضرت شاہ سید محمد حمزہ مارہروی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے آپ نے ان سے بعد بیعت طریقہ قادریہ اجازت خلافت آبائی حاصل کر کے وطن کا قصد فرمایا اور قریب وطن ایک صحرا میں مقیم ہو گئے اس حالت میں ایک مدت بسیر ہوئی پھر بریلی جا کر خواجہ شاہ سید علی اکبر مرودوی حشتی سے خرقہ خلافت حاصل کیا اسکے بعد بھی بیرون غلبہ جذب و استغراق میں جنگل میں مشغول ذکر و فکر و عبادت و مجاہدہ رہے اور بعد افاقہ دولتخانہ پر رونق افروز ہو کر گوشہ تجرید و توکل و کج عبادت میں بسیر کی فیوض و برکات و کرامات عالی سے اہل طلب مستفید ہونے لگے اور شہرت کمالات نے صاحبان اراد و عقیدت کو دور دور سے کھینچ کر آستانہ پر پہنچایا اہل حاجت غریب و امیر مقامات دور و دراز سے جوق جوق آکر طالب و عارضی برکت ہوتے تھے آپ نے جاگیر و معاینات سور و فی جزو کل کو مصرف خیرات و صرف فقرا و مساکین و مہمانان کے لیے مخصوص فرما کر زہد و توکل کا دامن پکڑا خدمت در ماندگان و بیچارگان ذوی القربے و یتیمی و محتاجین آپ کا خاص فرض ہو گیا بادشاہ عصر محمد شاہ غازی کو جب اس حالت کی اطلاع ہوئی تو چار مواضع زرضیر آپ کی معاینات قدیم میں اور اضافہ فرمائے فرمان شاہی کے بعض فقرات بلفظ یہ ہیں "مشرافت و سیادت پناہ حقیقت و معرفت و سنگاہ مفتی سید نظر محمد شاہ گوشہ نشین و متوکل انداز صرفہ فقراء و مساکین جمعیت خاطر نمیدارند و اوقات بعثت سیکز ارند لہذا نظر بر استحقاق شاہ موصوفت نمودہ"

۱۔ مقام سلون جزیرہ جنوب ہند میں ہراس کے قریب سے ملکہ قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ ہے ۱۲۔ منہ

۱۳۔ جملہ حالات بیعت و شیوخ شرف السادات سے منقول ہیں۔ ۱۳۔

مواضع مفصلہ ذیل بنا بر اعر مزبور دروجہ مدد معاش شاہ موصوفت نمودہ شدہ باید
 بر صرف شاہ محمد روح و اگر ارند و بوجہ من الوجہ از محصول آن مزاحم نشوند و ہر سال
 سید محمد نطلبند "مرقومہ بسبت و پنجم شہر ربیع الاول ۱۳۳۶ھ جلوس والا۔ یہ فرمان
 مسجل بہر شاہی اس وقت موجود ہے۔ آپ نے اپنے فرزند اکبر مولانا مفتی سید
 نور احمد صاحب رحم کو وراثت کمالات ظاہری و عمدہ اقامت اور فرزند اصغر حضرت خواجہ
 سید آل احمد شاہ قدس سرہ جدر اتم کو خلیفہ برکات معنوی و صاحب خرقة بیعت و طریقت
 فرمایا جاگیر و موافیات شاہی و دونوں بزرگون میں تقسیم ہوئیں آخر ۱۳۳۶ھ ہجری بمقعدہ
 یوم جمعہ کو حضرت کا وصال ہوا عزاز شریف مقبرہ خلیفہ میں زیارت گاہ عام ہے
 آپ کے مکاشفات و کرامات و خوارق بوجہ تواتر و شہرت عام محتاج بیان نہیں آپ کے
 خلفا و مریدین کثیر تعداد میں دور دور تک منبع فیوض و برکات و مرشد طریق معرفت
 ہوئے بخون اطالت ان کے حالات سے اعراض کیا گیا۔

قطعہ تاریخ مشعر سال و وفات تصنیف عزیز علامہ سلیم ربیع

دلیل راہ حقیقت نظر محمد شاہ	زر حلتش شدہ برپا قیامت صغریٰ
نوشت سال سفر ہجرت از مہر الہام	زوال مہر سہر ولایت کبریٰ

(۵) مولانا مفتی سید نور احمد بن قطب الاولیاء ہنزہ پریشیہ ولایت رحمت اللہ
 ولادت مبارک آخر صدی دو از دہم ہجری قریب ۱۲۸۵ھ ہے آپ نے باہم حضرت
 والد ماجد خود طلب علم کے لیے وطن سے رحلت کی۔ قراد آباد۔ رام پور۔ لکھنؤ میں ایک
 مدت قیام رہا علامہ بحر العلوم رحم و دیگر اساتذہ عصر کے حلقہ درس میں کتب معقولہ
 و منقولہ سے فراغ حاصل فرمایا دوران طلب علم میں آپ نے شرح مسلم قاضی

محمد مبارک اور شمس بازغہ پر تعلیقات و حواشی لکھے جو آپ کے مسودات میں کثرت و بوسیدہ
 مے۔ بعد تحصیل علم آپ مستد افتا پر متمکن ہوئے اور چالیس سال بدیانت و تقویٰ
 فرائض منصبی انجام دیے۔ فارسی میں شعر و نظم لکھنے کا خاص ذوق تھا اور ہر دو صنف
 میں بسیرت و ارتجال تصنیف فرماتے تھے ایک شہسوی گلشن عشق بزرگ یوسف زلیخا
 جامی نتیجہ طبع والا جلد ضخیم موجود ہے اس میں راوی قصہ اپنے فرزند اصغر مولوی سید
 عسکری رحم کو ظاہر کیا ہے اور جاججان سے خطاب ہے۔ آپ کے سامنے آپ کے دو
 صاحبزادے نوجوان جمیل و وجیہ زیور علم سے آراستہ رہے ان سے جنت المادا ہوئے
 ایک مولانا سید ظہور احمد جو خلعت اکبر تھے انکی اولاد پسر موجود ہے سلمہ اللہ تعالیٰ
 دوسرے مولوی سید ضیاء احمد جن کے حسن و جمال صورت کا شہرہ بدرجہ غایت تھا
 لا اولد فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ ثم حضرت مفتی صاحب امانت و ثروت خاندانی و وجاہت
 دینی و دنیوی میں ممتاز اور علم و فضل میں سرفراز تھے آپ کی توجہ و ترغیب سے آپکی
 اولاد اور برادرزادگان کو بلکہ عام طور پر لوگوں میں اکتساب علم کا شوق دامگیر ہوا۔
 آپ نے ابتدائے سال ۱۲۸۰ھ میں رحلت فرمائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ عزیز علامہ معجز سلمہ
 ربہ نے آیہ پاک عِنْدَهُمْ قَصَصَاتُ الطَّوَرِ سے اعداد تاریخ مستنبط کی۔
 ۱۲۸۰ھ

۶۶) قدوة العارفين حضرت مولانا خواجہ سید آل احمد شاہ بن حضرت

ہرگز ہمیشہ ولایت قدس سرہما

آپ جناب مفتی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ سے عمر میں دو سال چھوٹے حقیقی بھائی تھے
 ابتدائے تحصیل علوم ظاہری میں وطن میں شریک درس برادر معظم رہے جب انھوں
 نے وطن سے سفر کیا تو حضرت والد بزرگوار کی خدمت میں شب و روز مصروف

۱۲۸۰ھ

استفادہ علوم و اسرار ظاہر و باطن رہے اور توجہ آنحضرت رحم بعد فراغ درس علوم
 رسمیہ آپ نے دقالتق فن تصوف و تصانیف حضرت شیخ الاکبر بتکرار حل فرمائے خصوصاً حکم
 مع شرح شیخ محب اللہ الہیادی و نقد النصوص مولانا جامی ۲۸۲ مرتبہ حضرت کے مطالعہ
 میں آئی اور پھر خود اسکی شرح بزبان عربی المبتیان المخصوص تصنیف فرما کر حضرت
 والد میرور کی خدمت میں پیش کی آپ نے اسے چند مقامات ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ
 تصنیف را مصنف نیکو کند بیان چنانچہ روزانہ بعد نماز عصر اسکا ایک حصہ آپ کے سامنے
 اور باقی سامی جا بجا محو و اثبات فرمائے اس کتاب کے ختم ہونے پر حضرت اقدس نے آپ کو ایک
 مجموعہ اپنی ملفوظات و مقالات خاص کا مرحمت فرمایا اور آپ کے حق میں دعائے خیر کی اپنے سسرالی
 فرمایا اور مزار اقدس حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحم پر تشریف لے گئے خادم آستانہ نے دوڑ تک استقبال
 کیا اسپر بعض ہمراہیان حضرت نے خادم زیارت سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو کسے اطلاع
 دی ایک بزرگ مہتمم خادم خاص مزار نے جواب دیا کہ شب کو کسی نے بہ آواز بلند کہا کہ
 صبح کو ایک شہزادہ چشت و پیرزادہ سلطان المشایخ آنے والا ہے چنانچہ ہم سب منتظر
 قدم بیمنت لزوم برسم استقبال حاضر ہوئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ پھر واپسی تشریف
 لائے اور حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعزیز قدس سرہ دہلوی سے ملاقات ہوئی شاہ صاحب
 نے اپنی مسند چھوڑ کر آپ کو باصرار اسپر بٹھایا اور وقت رخصت کچھ دور تک مشاقت فرمائی
 القصة آپ بعد وفات حضرت ہنر برہنہ ولایت مسند نشین خلافت ہو کر قطب الاقطاب عصر
 دسر آمد اولیائے دہر ہوئے طالبین معرفت و طریقت کو فیوض و برکات روحانی
 سے مالامال بنیا اور بندگان خدا کو کمالات ظاہری و باطنی سے معمور فرمایا کرامات کا دور و
 دراز شہرہ ہوا۔ بریلی۔ رامپور۔ مراد آباد۔ سنبھل۔ پٹی جھیت سے مشتاقان انوار الہی آستانہ
 فیض کا شانہ پر حاضر ہو کر حلقہ مریدین میں داخل ہوتے اور اہل حاجات اپنے مقاصد میں
 کامیاب ہو کر معتقد خاص بنتے ہر صا در و وارو ابن سہیل و فقرا و مساکین کے لئے

ازینا حضرت ملک العالی برادر ہنر را در خدمت اقدس فرمایا

انتظام خور و نوش روزانہ موزوٹی طریقہ پر بصرف کثیر جاری رہا حضرت کے چار
صاحبزادے علیہ فضل و کمال سے آراستہ اور کام صورت و معنی سے متصف ہوئے ہر ایک
کا ذکر خیر بجائے خود مذکور ہوگا وصال آن حضرت بسن ہشتاد و سال ۱۲۵۹ ہجری میں
ہوا آیہ شریفہ قیلَ دَخَلَ الْجَنَّةَ مَشْرَعًا وفات مستخرجہ عن علامہ سلیم بن عبد اللہ
۱۲۵۹ھ

قطبہ تاریخ

بود نحو بحلی پیر و ان
رحلت قطب غارین زمان
۱۲۵۹ھ

عارف کامل آل احمد شاہ
گفت معجز چو با احد پیوست

(۱) قطب زمین تاج الاولیاء حضرت مولانا سید محمد تاج الدین حسن
نقوی مودودی فاضلی قدس سرہ

بن مولانا حاجی سید محمد عارف علی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ بجز خوار علوم ظاہری و
باطنی و سرچشمہ کمالات صوری و معنوی تھے ذات قدسی صفات مصدر کمالات
لا شحط و منبع کرامات و فضائل الستیہ و ملکیتہ تھی ولادت شریف تقریباً بارہویں
صدی ہجری کے اواخر میں اور بقول بعض تیرھویں صدی کے اوائل میں ہوئی
حضرت ہمزبر بیٹیہ ولایت قدس سرہ نے آپ کے والد بزرگوار کو جو کہ حضرت کے
قربے برادر زادہ تھے آپ کے تولد کی بشارت پیشتر سے دی اور فرمایا کہ "اس نفس زکیہ
میں کمالات حقیقہ و جلیہ کا ظہور کامل ہوگا" اسی لئے حضرت تاج الاولیاء
کو آنجناب رحمہ کی خدمت میں تقرب خاص تھا اور ابتدا سے برکات ظاہر و باطن کا گنجینہ
ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے برادر کلان مولانا سید محمد بہار الدین حسن رحمہ

ولادت

ظاہر و باطن

کے ساتھ وطن میں ہونی کتب درسیہ فارسی و صرف و نحو عربی وغیرہ حضرت والد بزرگوار کی توجہ سے حاصل فرما کر وطن سے ریاست رامپور افغانان بزمانہ نواب فیض اللہ خان تشریف لے گئے اور مدت قلیل میں تمام کتب معقولہ و منقولہ علوم متداولہ کمال بحث و تدقیق کے ساتھ مختلف کاملان عصر و اساتذہ فحول سے حد تکمیل کو پہنچائیں قوت ضبط و سرعت ادراک و ذہن و حافظہ خدا داد کی مدد سے ہر استاد فن پر آپ کا نقش فضل و کمال بیٹھ جاتا تھا اہل کمال ہر بحث و مناقشہ میں آپ کو حکم تسلیم کرتے تھے۔ دقائق و محاورات زبان فارسی و عمل منوعات و استخراج مصطلحات و بدیع و معنی و عروض و قافیہ و بلاغت میں درجہ کمال پر فائز تھے حتیٰ کہ استاوان فن آپ سے مستفید ہوتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں صاحب غیث اللغات و شراح سکندر نامہ آپ کے خرمین فضل کے نوشتہ چین تھے جب وہاں آپ کی شہرت عام ہوئی تو والی ملک نے چند مرتبہ بکمال قدر و منزلت آپ سے ملاقات کی یہ حالت دیکھ کر آپ کے استغنا و زہد نے وہاں زیادہ قیام کی اجازت آپ کو نہ دی اور دفعہ رامپور سے واپسی کا قصد فرمایا یہاں در سگاہ میں طلبہ علم سے معمور تھیں علوم تفسیر و حدیث و ادب و معقول و ریاضی کے دریا بہ رہے تھے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز و مولانا شاہ رفیع الدین و مولانا شاہ عبدالقادر ابنائے مجدد الوقت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ مسند درس و افادہ پر رونق فرماتے تھے آپ نے مذکور الصدور حلقوں میں شرکت فرمائی اور حظ کامل حاصل کیا فنون حکیمہ و ریاضیہ میں وہ مہارت تامہ پیدا ہوئی کہ خود حضرت استاد مولانا شاہ محمد رفیع الدین آپ کی مدح رسائی ذہن فرماتے اور متحیر ہو کر طلبہ سے آپ کی قوت و ادراک کا بار بار ذکر کرتے آپ کے جملہ اساتذہ و اہل علم آپ کی سیادت و نجابت و ورع و تقدس کے باعث نہایت احترام و اکرام کرتے تھے اور مولانا شاہ عبدالعزیز

نور اللغات

نور اللغات

نور اللغات

آپ کو موید بالقوۃ القدسیہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔ اسی دوران میں آپ
 وقاتلوق فن تصوف و نکات معارف اپنے مشائخ عظام سے حل فرماتے رہے
 آپ نے بعض کتب منتہائیہ مولانا محمد بزرگ علی مارہروی رحمہ سے استفادہ فرمایا
 جو کہ کبار فضلاء مشاہیر سے متوطن فرخ آباد تھے مولانا سید عبدالحمید صاحب
 فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولوی شیخ امام بخش صہبائی سے بعض مصطلحات
 زبان فارسی پر آپ سے بحث ہوئی آخر کار جانبین کی روداد حضرت مولانا
 شاہ محمد عبدالعزیز رحمہ کے سامنے پیش ہوئی آپ نے اسکا فیصلہ مولانا سید تاج الدین
 صاحب کے موافق فرمایا علمی مناسبت طبع و ملکہ فطری کا یہ عالم تھا کہ جس فن میں کلام
 فرماتے اسی کے امام و محقق معلوم ہوتے تھے۔ الحاصل بعد تکمیل علوم درسیہ و رسمیہ
 و تحصیل فنون غریبہ و دقیقہ و قطع منازل معرفت و حقیقت و طی مراحل
 مجاہدہ و ریاضت وطن مالوف کو مراجعت فرمائی اور باصرار بعض اعزہ بزرگ
 آپ کا عقد نکاح ہوا طبع و ارستگی پسند کا پابند علائق ہونا و شوار تھا اسپر توجہ و انتہات
 کا تقاضا اور پھر اہل قرابت جدیدہ کی ناگوار طبع ادائین آپ کب برواشت
 کر سکتے تھے فوراً راہ غربت اختیار کی اور کچھ مدت کے بعد طلاق بذریعہ تحریر واقع
 ہوئی۔ اس آزادی نے کیفیت باطنی و ذوق معرفت کو ترقی دے کر شدت و حقیقت
 سے جا بلیا تزکیہ قلب و تصفیہ باطن و ریاضت نفس و مجاہدات میں مشغولیت
 ہوئی اور مدت دراز تک بہا بان و کوہ و صحرا میں اوقات گزاری فرمائی سفر بلاد
 دور و دراز اختیار کیا جاذبہ شوق نے حرمین شریفین کی جانب رہنمائی کی اور
 براہ خشکی کابل و ایران و عراق کے شہروں اور موانع میں قیام کرتے ہوئے
 ملک حجاز میں پہنچے اور کئی سال وہاں اقامت و سفر میں بسر ہوئے۔ اب

لے آپ کا ذکر خیر اس کتاب میں مذکور ہے ص ۱۲

حالت میں تغیر ہوا اور اطمینان قلب کے ساتھ وطن کو معاودت فرمائی قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سترہ بیان ممکن مسند رشد و ہدایت و قطب دائرہ عرفان و کرامت تھے برعایت کفو و قرابت و اجتماع مکارم و فضائل لا تعد آپ کا نکاح اپنی صاحبزادی کے ساتھ منعقد فرمایا بی بی ولیہ صاحبہ ثانیہ رابعہ نصیری تھیں از دواج موافق مزاج واقع ہوا کج قناعت و توکل و گوشہ طاعت و ریاضت میں ایک دوسرے کا رفیق و دمساز تھا۔ آپ نے اسکے بعد وطن سے باہر قدم نہ رکھا اور تقریباً پچاس سال کامل زاویہ تجرید و تفرید میں رہے وہ باہمہ بسوہے حالت یہ تھی کہ نہ تعلقات قرابت و یگانگت میں کوئی خاص دلچسپی ظاہر ہوتی تھی نہ آپ کے یہاں پیری و مریدی کا سلسلہ تھا نہ تعلیم و تدریس طلبہ علم کی پابندی تھی نہ وعظ و تلقین طالبان و معتقدان کا مشغلہ تھا نہ مجالس و مجالس علماء و فضلاء میں آمد و رفت تھی نہ اہل قرابت سے زیادہ ملتا جلتا نہ اعیان شہر و اہل اور و ساسے ملاقات طالبان زیارت و مشاقان فیوض و برکات و اہل حاجات دو لنگدہ پر حاضر ہو کر انوار جمال سے مستفید ہوتے اور غرض مطالب کرتے خواہ ہشمنان فیوض علمی کو اکثر آبادی کے قریب بیابان اور جنگلون میں استفادہ کا موقع ملتا تو نفع و انکسار و فروتنی کی کوئی حد نہ تھی سوکھی لاکڑیاں جو جنگل سے خود چن کر گھر لاتے قریب شہر ہو چکر طلبہ علم و معتقدین ہمراہیوں کے ہاتھوں سے باصرار تمام خود لے لیتے تاکہ آبادی سے اندر ان کو عار و کسر شان نہ ہو۔ کبھی کسی سے خود کلام کرنے میں سبقت نہ فرماتے ہمیشہ خاموشی تھل دہن ہوتی با این ہمہ لطیفہ گوئی و پند لہنجی و خوش طبعی سے محفوظ فرماتے۔ ہر وقت مراقب و صامت و کر قلبی میں مشغول و محو تجلیات عرفان رہتے بظاہر معمولی حالت کے انسان اور حقیقت میں جنید و بایزید

موقوف

عزیزان

ظاہر

۱۷ راقم کی حقیقی بھوپتی تھیں غفر لہا اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

وقت و قطب الاقطاب دوران تھے اہل زمانہ کی ظاہر بین آنکھیں آپ کے نفس قدسی کے کمالات کا اندازہ کرنے سے قاصر رہیں۔ استحضار علوم ظاہری باوجود ترک مشاغل درس و مطالعہ لاریب خرق عادت و کرامت تھا علوم رسمینہ و فنون غریبہ میں عموماً ملکہ خداوار تھا جو مدت حافظہ و قوت اوراک و مناسبت فطری سے ہمیشہ فضلاء عصر انگشت بدندان رہتے اور آپ کی امامت و فیضیت علمی کا اعتراف کرتے مسائل و قیقہ و مباحث مہمہ و مغلقہ جنکے حل کرنے سے مشاہیر اہل فن عاجز ہوتے یا اہل علم میں جب کسی مسئلہ و قیقہ یا مغلق عبارت پر نزاع واقع ہوتا تو آن حضرت فوراً کمال متانت و سہولت مختصر عبارت میں اصل مطالب ارشاد فرما کر تمام شکوک و اعتراض رفع فرمادیتے جس سے ہر ایک مطمئن ہو جاتا برہان المتکلمین حضرت مولانا سید امیر حسن صاحب محدث اور علامہ تحریر مولانا شیخ محمد بشیر رحمہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ استحضار و تبحر علوم و فنون و قوت ذہن و حافظہ مجملہ کرامات اولیا و کمالات دہلی ہے۔ بعض اساتذہ عصر نے زکی و مستعد طلبہ علم کو کتب منتہا یہ کے مطالب و قیقہ سمجھا کر امتحاناً آپ کی خدمت میں بھیجا اور آپ نے نے نال حسب عادت چند زبانی الفاظ میں معلم و متعلم دونوں کی تشفی فرمادی اور کسی کو پھر موقع بحث نہوا ایسا واقعہ بار بار پیش آیا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء علیہ علم صحرا میں یا راستہ چلتے آپ سے مستفید ہوتے تھے اور چند سال یہ وتیرہ رہا کہ بعد نماز عصر مسجد چوک میں ایک جماعت ارباب علم و فضل کی مجمع ہوتی اور کتب اخلاق و تصوف مثل کمیائے سعادت و اجمال العلوم و ثنوی معنوی و حدیقہ و فصوص الحکم وغیرہ سے کوئی کتاب پڑھی جاتی اور اسکے خاص مقامات پر باہم بحث و جدال درود و قدح کی جاتی حضرت والا بھی وہاں روزانہ تشریح لے جاتے اور صدر نشین جلسہ ہوتے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت یہی تھی کہ آپ سے استفادہ کیا جائے چنانچہ جب کسی مسئلہ یا عبارت

استحضار علوم

دقیق پر باہم نزاع ہو کر ہر جانب سے دلائل پیش ہوتے اور فیصلہ کی صورت ممکن نہوتی تو حضرت توجہ فرماتے اور مطلب حل فرما کر سب کی تسکین کر دیتے۔ بظاہر آپ وجوہ معاش کچھ نہ رکھتے تھے مگر مصارف اہل و عیال میں کوئی عسرت و تنگی کسی کو محسوس نہوتی بلکہ ہمیشہ آپ اور تمام متعلقین بفرانغ و اطمینان زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ کے استغنائے نفس و بے نیازی کے باب میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ جب دہلی میں آپ کا قیام تھا تو جبرمن یا انگلستان سے چند مسائل چیدہ علم ریاضی جو ہندسہ و مساحت سے متعلق تھے بذریعہ اخبار انگریزی ہندوستان میں پہنچے۔ معزز حکام شہر میں سے ایک یورپین نے برہمنوں کو بعض علماء مقتدر آپ سے ملاقات کی اور مسائل مشہرہ پیش کیے اسی کے ساتھ کہا کہ انکے جوابات شافی بلجانے پر مجھے اور آپ کو منفعت کثیر کی امید ہے کیونکہ جس جماعت نے انکو شائع کیا ہے انعام کثیر کا وعدہ کیا ہے۔ آپ نے وہ سوالات لیے اور پھر بلنے کا وعدہ کیا دوسرے روز وہ انگریز خود آیا اور آپ سے جوابات لیکر ولایت کو روانہ کر دیے چار پانچ ماہ گزرنے پر اس انگریز نے آپ کو طلب کیا مگر آپ نے نئے پروائی کے ساتھ ٹال دیا مگر بعض بے تکلف احباب دانگیر ہوئے اور باصرار آپ کو اسکے ہنگامہ پر لے گئے وہ آپ کو دیکھتے ہی جوش مسرت میں کھڑا ہو گیا اور آپ کو انعام حاصل کرنے پر مبارک باد دی اسکے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پروفیسر ریاضی کی جگہ کا پروانہ آپ کے نام پہنچا جس میں حکم تقرر ملازمت بمشاہرہ چار سو روپیہ درج تھا آپ اسی روز دہلی سے بجانب علی گڑھ روانہ ہو گئے اور کسی کو سفر کی اطلاع نہ دی انگریز مذکور نے آپ کی تلاش میں نہایت سعی کی جب اس کو درود علی گڑھ کی خبر ہوئی تو خود پہنچا اور آپ سے مستدعی ملازمت مذکورہ ۱۱ اور ساتھ ہی کہا کہ اسکے سوا

علاوہ یہ رقم انعام نقد ایک ہزار سے زیادہ تھی جو اپنے باوجود اصرار مسترد فرمائی ۱۲ منہ۔

ایک رقم معقول نقد بھی آپ کو یلگی آپ نے فرمایا کہ اس موقع کو کون چھوڑ سکتا ہے
 میں بے سرو سامانی کی حالت میں ہوں اس لیے دفعۃً کیونکر کلکتہ چلا جاؤں القصرۃ
 بلطائف انجیل اس بلا کو سر سے ٹالا اور وہاں سے سیدھے وطن تشریف لائے
 سنا ہے کہ مدت تک آپ کی جستجو رہی۔ اکثر دیکھا گیا کہ والی ریاست رامپور نواب
 محمد کلب علی خان بہادر کی خاص سواریان مع مستخدم خاص و سوار و جو بہادر باستدعائے
 تشریف آوری رام پور آپ کی خدمت میں آئیں اور جو اب صاف لیکر خالی واپس
 گئیں رقم نذرانہ و سفر خرچ بھی قبول فرمائی۔ نوابان رام پور کا یہ اخلاص معتقد
 قدیم سے قائم تھا کیونکہ جب سہسوان صدر ضلع تھا تو نواب محمد سعید خان بہادر یہاں بھدہ
 ڈپٹی کلکٹری مامور اور قاضی محلہ میں یقیم ہوئے اور آپ سے رابطہ ارادت و عقیدت
 دل میں رکھتے تھے چنانچہ حصول نوابی و امارت و ریاست کو محض آنحضرت کی دعا کا
 اثر خیال کرتے تھے ان کی حیات میں آپ ایک دو مرتبہ رام پور تشریف لے گئے
 مگر ان کے انتقال کے بعد پھر قصد نفرمایا اور ہمیشہ درخواستوں کو رد فرمایا مشہور شاعر
 حکیم مومن خان دہلوی جب بغرض ملاقات نواب محمد سعید خان بہادر و سہسوان ہوئے
 تو آپ کی خدمت میں معتقدانہ مستفیض ہوئے رہے عرفاً صدیقیہ بالاتفاق کہتے ہیں
 کہ فن تصوف و معارف میں حضرت تاج الاولیا کا ہمپا یہ نہیں دیکھا گیا اپنے عصر میں
 ثانی شیخ الاکبر تھے طریقہ قادریہ اویسیہ میں آپ کو رئیس الموحدین حضرت خواجہ محمد
 ناصر محمد خان شاہجہان پوری قدس سرہ سے بیعت تھی کذا فی شرف السادات اور
 طریقہ نقشبندیہ مجددیہ و قادریہ میں بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد نعیم اللہ صاحب
 رام پوری سے حاصل تھی۔ یہاں ایک واقعہ غریب یہ پیش آیا کہ اثنائے تحریر احوال

والا

۱۔ یہ واقعات مولف کے چشم دید ہیں حسب الحکم حضرت والدہ ماجدہ ام حبیبہ حضرت من بخت حضرت
 تاج الاولیا قدس سرہ ابتدائی کتب درسی لیکر کتب استفادہ خیر و برکت حاضر ہوتا تھا۔ ۱۲ منہ۔

آن حضرت میں حضرت کا سلسلہ بیعت معلوم ہونے سے راقم موفت کو ایک غلجان
 و قلق پیدا ہوا کیونکہ نہ مجھ کو ذاتی علم تھا نہ کسی اور عزیز وطن نے اس کے متعلق
 کچھ لکھا اس فکیرین دو تین روز گزر گئے اور حصول مطلب کی صورت نہ نظر آئی
 ناگاہ ایک مقدس بزرگ مسن العمر بھرا ہی مکر می فشتی محمد اسد اللہ خان صاحب
 رامپوری تحصیلدار بمپوری ریاست بھوپال مقام ریسین میں تشریف لائے اور
 دوران تذکرہ صلحا میں راقم سے فرمایا کہ میں ریاست رامپور میں حضرت مولانا
 سید تاج الدین حسن صاحب قبلہ کا مدت دراز تک خادم رہا ہوں اور حضرت
 کے خوان بکومت کا ادنیٰ زکہ رہا ہوں یہ کہہ کر حضرت کا شجرہ سلسلہ بیعت تحریر فرما کر
 اس تاجیز کو عطا کیا اس فیضان غیبی پر جو کچھ اشتیجاب ہوا بیان سے باہر ہے طرفہ
 یہ کہ اسی روز ایک تحریر غزنی مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ ربہ کی سسوان سے
 بذریعہ ڈاک پہنچی جس میں آنحضرت نے عبارات شرف السادات متعلق بیعت طریقت
 سعی تام حاصل کر کے برائے اندراج کتاب نقل کر کے بھیجی جو بحوالہ درج ہو چکی
 ہے عبارت شجرہ بیعت غلیہ مروغیب کتبہ یہ ہے حضرت مولانا سید محمد تاج الدین صاحب
 مجاز حضرت شاہ نعیم اللہ صاحب رامپوری وادشان مرید حضرت شاہ درگاہی صاحب
 پنجابی ثم الامغوری وادشان مرید شاہ جمال اللہ صاحب رامپوری وادشان مرید
 حضرت سید قطب الدین پنجابی وادشان مرید حضرت قبلہ عالم شاہ محمد زبیر صاحب
 سرسندی وادشان مرید جد خود حضرت شاہ نقشبند سہرندی وادشان مرید وولد
 حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم وادشان مرید وولد حضرت امام ربانی مجدد
 الف ثانی شیخ احمد سرسندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ در طریقہ عالیہ قادریہ و نقشبندیہ مرید۔
 تحریر شاہزادہ ذی الحجہ ۱۳۳۲ ہجری بمقام ریسین فقط این تحریر یک از خدام امین
 بزرگواران مجاز طریقہ متخلص بمپور است۔ آپ کی کرامات و خوارق عادات و کائنات

بہارِ شریعت

کا باب نہایت وسیع ہے صدہا واقعات روزمرہ حد تو اترو شہرت سے بھی بڑھ گئے ہیں اور اب تک بندگان خدا بعد از کثیر آپ کے دیکھنے والے زندہ موجود ہیں دل حق منزل میں دریائے عرفان موجزن تھا اور سینہ معرفت گنجینہ رموز وحدت سے معمور مگر لب خاموش مہر سا کوت قفل وہن بقول حضرت معنوی سے

| بر زبان قفل ست و در دل رازها | | لب خاموش و دل پراز آوازها |

قوت کشفیہ کا یہ عالم تھا کہ اکثر اظہار ماضی اور پیشین گوئی زبان حق بیان سے آواہوتی تھیں۔ تحریری تعویذ اور زبانی دعائیں اہل حاجت کے لیے اکسیر کا کام دیتی تھیں۔ اللہ ہسٹو کی صدا ہر سانس میں ہر ذرہ قلب و سینہ سے نکلتی جاتے گونجتی ہوئی نکلتی تھی جس کے اثر سے ہنشین کا دل ہلجاتا اور نئے عالم میں پہنچ جاتا بلکہ آپ سے دس قدم کے فاصلہ پر بھی وہ صدا آدمی کا دل ہلا دیتی تھی اور غافل شخص یکایک چونک پڑتا تھا یہ کیفیت دائمی تھی واقعہ عجیب و مشاہدہ غریب یہ ہے کہ وہی صدا اسی تاثیر کے ساتھ اب تک ہنگام صبح صادق طلوع آفتاب تک مزار مقدس سے روزانہ سنی جاتی ہے۔ میں ایسے واقعات کو بقاضاے آزاد خیالی ہمیشہ معتقدین کی حسن ارادت و تصویر متخیلہ پر معمول کرتا ہوں مگر بیان میری بھی عقل و نگ ہے کیونکہ اکثر تقسیم وطن رہ کر اپنے گھر میں جو حضرت کے مرقد سے متصل ہے روزانہ وہ آواز فجر کو سنی جسمین کوئی ریب و شک ممکن نہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ جو بزرگ آپ کے فیوض صحبت و برکات انفاس سے مستفید اور خرمین علم کے خوشہ چین تھے وہ سب صاحب نسبت و باخدا درویش پائے گئے۔ آپ کی بڑی کرامت و برکت یہ دیکھی گئی کہ جس نے دو چار سبق بھی کسی کتاب کے آپ سے پڑھ لیے وہ اہل علم میں شمار ہو گیا اور فضیلت علمی سے محروم نہ رہا اور وجہ معاش کی طرف سے بھی تمام خطر پریشان و خستہ ہوا بجا اللہ خود کاتب حروف بھی اس شرف سے محروم نہیں ہے

عرفان و کرامات

عائشہ صاحبہ

حضرت کے صاحبزادے مولوی سید محمود حسن صاحب محمولہ رحمہ اللہ جو میرے برادرِ خرم زاد اور عمر تین مہینے قریب ۱۲ سال بڑے تھے چونکہ آپ اولادِ ذکور میں اپنے والدین کے اکلوتے تھے ایسے آپ کو اُن سے خاص اُنس تھا مگر کبھی انکی تعلیم کی جانب توجہ نفرمانی اُنکا سن شعور جلسہ اجاب میں گزرتا تھا انکی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے بارہا آپ سے کہا کہ میان محمود حسن کا وقت ضائع ہوتا ہے اور آپ کچھ خیال نہیں فرماتے اسکا کچھ جواب نہ ملتا تھا ایک مرتبہ سخت تقاضا ہوا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا کہ اچھا کوئی کتاب اٹھالو اور پڑھو اس حکم کی تعمیل ہوئی دو چار دن گلستانِ سعدی کا سبق پڑھا بعدہ دو چار سبق سکندر نامہ کے ہوئے پھر کوئی عزلی صرف و نحو کی کتاب علی ہذا القیاس چند کتب و رسائل مختلفہ مدت یکماہ میں جبتہ جبتہ آپ نے دکھائے اور پڑھائے تعلیم کا سلسلہ اس مدت یکماہ سے زیادہ نہیں پڑھا نہ احسن ورس کے بعد پھر کبھی پڑھنے کچھ نوبت آئی با انہمہ صاحبزادہ صاحب کی حالت یہ ہو گئی کہ مولوی منشی شاعر محقق فصیح و بلیغ استادِ فنون مروجہ بن گئے اس قلبِ ماہیت پر تمام خاندان و اہل وطن حیران تھے افسوس آپ نے حضرت کی حیات میں بسنے شبابِ شہرِ مظہر میں ۱۲۹۳ ہجری میں رحلت فرمائی خبر وفات آنے سے دو روز قبل وطن میں حضرت تلج الاویا روح آبدیدہ و محزون نظر آئے جب کوئی قریب آتا تھا تو رومال سے آنسو پونچھ لیتے تھے۔ جب خبر وحشت اتر وطن میں پہنچی تو لوگوں کو آپ کی چشم گریان و بلال طبع کا سبب معلوم ہوا اس واقعہ سے چند ماہ بعد حضرت نے بھی وفات پائی۔

۱۵ سال ولادت آپ کا ۱۲۶۲ھ ہے عمر شریف ۳۱ سال ہوئی جودت ذہن و ذکارت طبع میں فائق القرآن کمالات و صنائع علمی و علمی بن اعجاز روزگار تھے شعر آرد و کم اور فارسی زیادہ فرماتے رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کچھ کلام فارسی تذکرہ صبح گلشن میں مندرج ہے ۱۲ منہ دام فیض۔

تین چار روز معمولی حرارت سے آپ کو بخار رہا ایک روز کچھ آفاقہ معلوم ہوا دوسرے دن صبح کو نماز فجر کے بعد ۵ آخر میں بروز شنبہ بائیس شوال ۱۲۹۳ھ بمطابق ۱۹۷۶ سال اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ مرقد مطہر اندرون احاطہ خام قاضی محلہ سے جانب شمال زیر دیوار مکان موروثی راقم الحروف واقع ہے قدس اللہ سرہ وانا بربہانہ عزیز علامہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے جو ان حضرت قدس سرہ کے حقیقی نواسے ہیں مادہ تاریخ آیہ شریفہ۔ ذلک جزوہ صحت تنزیکی سے مستخرج کیا اور ایک قطعہ تاریخ فارسی بفرمایش راقم لکھا ہوا

مرشد آفاق تاج الدین حسن در نماز فجر ہنگام سجود گفت بمعجز سال تاریخ وفات	سید السادات تاج فرق دین گشت محو ذات رب العالمین مقتداے دور و قطب عارفین ۹۳ ۱۲
---	--

(۸) مولانا سید محمد مبارز علی صاحب فاضلی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کے تولد و وفات کا سنہ صحیح نہیں معلوم تاہم یہ قیاس قریب یقین ہے کہ آپ کا زمانہ بارہویں صدی ہجری کے آخر اور تیرہویں صدی کے اول میں محدود ہے۔ آپ نے اکتساب علم کے لیے سفر کیا اور مشاہیر اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ تمام فرمائی بعد فرغ مشاغل درس و تدریس و تصنیف و تالیف بھی مدت تک جاری رہے آپ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے معرفت و زہد و تقویٰ و اتباع کتاب و سنت میں راسخ القدم و محول فضلاء عصر سے تھے۔ چند مرتبہ براہ خشکی حریم شریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے سفر اخیر میں چشت و سبزوار و خراسان میں قیام کرتے ہوئے مدینہ منورہ فائز ہوئے اور چند سال مسجد نبوی میں درس و وعظ فرمایا آخر مکہ مکرمہ پہنچ کر بعد اواسے حج رحلت فرمائی

رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے بیٹے اور پوتے عالم تبصر ہوئے۔ آپ کی تصانیف ابتدائی سے
 حاشیہ شرح ہدایت الحکمتہ صدرائے شیرازی مولوی حکیم سید اسد علی صاحب رحم نے
 لکھا تھا ان کا بیان ہے کہ وقت مضامین و انداز بیان عجیب و غریب تھا اثرات
 اسادات کہا جاتا ہے کہ آپ نے چند سال آگرہ میں بھی بمشغولہ درس و وعظ قیام فرمایا
 رحمہ اللہ تعالیٰ

(۹) مولوی خطیب محمد معین الدین بن خطیب بخش الدین نصاریٰ رحمہ اللہ

آپ کے اجداد عمد حکومت جہانگیر سے خطیب مسجد جامع سہوان رہے آپ کی ولادت
 اوائل صدی سیزدہم ہجری میں واقع ہوئی تحصیل غاوم و فنون متداولہ رام پور و گھنٹو
 میں کی بعدہ دہلی کا سفر کیا اور غاوم دینہ حدیث و تفسیر وغیرہ حضرت مولانا محمد عبدالرحیم
 و مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ و شاہ محمد اسحاق محدث رحمہم اللہ سے حاصل کر کے ایک
 مدت تک مصروف و غلط و اشاعت کلمۃ الحق و تبلیغ اسلام رہے اور برفاقت حضرت
 اساتذہ محد و حین جا بجا و غلط و نصیحت خالق اللہ کے لیے سفر تھے پھر وطن واپس آ کر
 حق ہدایت و ارشاد و سخیست بنحو ص قلوب ادا فرمایا پابندی نماز و روزہ و زکوٰۃ
 کا عام سبق دیا اور اتباع شریعت و رد شرک و بدعت کا غلغلہ ڈال دیا حتیٰ کہ
 لوگوں کو بزور تازیانہ نماز پڑھوائی مسجدوں کو آباد کیا پنج وقتہ جاعتین پابندی
 کے ساتھ قائم کیں رسوم جاہلیت تقریبات شادی و غم سے دور کیں۔ گھر گھر دینداری
 کا چرچا پھیلا غریب و امیر جو ادا سے نماز و شرکت جماعت میں تساہل کرتا آپ
 نے خوف و خطر ڈرہ شرع کو کام میں لاتے کسی سے خوف نہ کرتے ادنیٰ سے اعلیٰ تک
 آپ کے تازیانہ سے خائف و مرعوب رہتا اور کسی کو تعمیل حکم میں مجال سرتابی نہوتی
 آپ کی یہ سعی شہر تک ہی محدود نہ تھی بلکہ قریات و مواقع قریب و جوار میں بھی اکثر

دورہ فرماتے تھے اور لوگوں کے دلوں پر آپ کا دینی رعب و خوف ایسا طاری ہوتا تھا کہ کسی حاکم جابر کا بھی نہوگا۔

اہلبیت حق است این از خلق تنبیت | اہلبیت این مرد صاحب حق تنبیت

وفات شریف کو ساٹھ برس گزر گئے ہیں مگر ابھی تک عام دلون پر آپ کی دینی کشمکش اور خالص عملوں کا اثر باقی ہے اور یہاں تک کہ غلط و تہمت کے قصے زبان زد خاص و عام ہیں۔ ایک حاکم قصبہ تحصیلدار صاحب نہایت مغرور و جابر مشہور تھے اداے نمازین بھی تساہل کرتے تھے ایک مرتبہ اتفاقاً آپ نے مسجد ملحق محکمہ تحصیل میں نماز باجماعت ادا کی اور تحصیلدار صاحب کو شریک جماعت بنا کر تحصیل میں برسر اجلاس شریف لے گئے اور بعد سلام علیک سبب عدم شرکت جماعت دریافت کیا اور جواب معقول نہ ملنے پر حکم فریضت نماز و تاکید جماعت مع عظمت و جبروت الہی و وعید شدید بیان کیا اور سبیر انکو کرسی سے کھینچ کر مسجد کو لے آئے تحصیلدار صاحب افتان و خیزان آپکے ڈر سے کانپتے ہوئے مسجد پہنچے اور فریضہ ادا کیا اور آپ کی تاثیر خلوص سے آئندہ پابند نماز و جماعت ہو گئے۔ ایک گنوار مسلمان کو موضع سید پور میں ترک نماز پر درہ سے مارنا اور مسجد کو لیجانا چاہا وہ ڈر کر بھاگا اور آپ اسکے پیچھے دوڑے وہ ایک درخت پر چڑھ گیا آپ بھی باوجود عدم مہارت بخطر چڑھ گئے یہ دیکھ کر وہ گنوار نیچے کود پڑا آپ بھی فوراً کودے جسکی وجہ سے جا بجا جسم مبارک پر چوٹ آئی مگر کوشش سے منہ نہ موڑا اور اسکا تعاقب کیا آخر کار کمال بدحواسی میں وہ جاہل ایک کتوئین کے اندر گر گیا آپ بھی اسکے پیچھے قصداً کود پڑے اور پانی میں غوطے کھانے لگے۔ اس پاس سے کچھ کاشتکار دوڑے اور دونوں کو باہر نکالا۔ راقم المسطور نے ۱۲۹۶ھ میں اس خراب کاشتکار مسلمان کو سید پور میں دیکھا اور واقعہ مذکورہ کی تصدیق کی وہ دہاتی ضیعت و سن تھا اور پابندی نماز میں اس کی

ہم

شہرت تھی اپنے تمام خاندان پر تاکید نماز کرتا تھا۔ آپ کے خصوصیات میں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی غیر مسلم بلکہ غیر مفسر حاکم و امیر کی تکریم فرماتے اور جس کا ٹونہ میں ہدایت و وعظ کے لیے جاتے وہاں کے باشندوں کی دعوت طعام قبول نہ کرتے اگر چند روز قیام ہوتا تو بذریعہ محنت و حرفت بسر اوقات فرماتے۔ مساکین و بیوگان و یتیمی کی اعانت بذات خود کرتے اور مالداروں کو اس کی ترغیب دیتے۔ آخر زمانہ میں قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر میں بغرض تعلیم و تلقین مسائل دین و اصلاح حال مسلمان زیادہ قیام فرمانے لگے وہیں ایک بد بخت شقی نے موقع پا کر آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا اسکے اثر سے آپ نے بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب ادا اہل ۱۲۷۲ھ میں غدر سے دو سال قبل عالم بقا کو رحلت فرمائی وہاں ایک خلق کثیر نے نماز جنازہ ادا کی کہا جاتا ہے کہ قصبہ مذکور کی عام مردم شماری سے سہ چنڈ آدمی شریک نماز ہوا یہ ابنوہ دیکھ کر حضار جنازہ سخت متحیر تھے اور سمجھ میں نہ آیا کہ اسقدر آدمی کہاں سے اور کیوں نکلے ہو گئے بعد نعش مبارک سہسوان لائی گئی اور یہاں بھی حاضرین نماز جنازہ کی وہی کثرت تھی بزرگان دین کا اعتقاد ہے کہ یہ ابنوہ ملائکہ رحمت کا تھا۔ حضرت والد علامہ مولوی سید سراج احمد رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ آج خواجہ عالم سرور کائنات رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اس کو مولانا بزرگ علی صاحب ماہروی قدس سرہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کسی عالم دین و ہادی برحق کا انتقال ہوا چنانچہ اسی دن شام کو نعش وطن کو آئی۔ عزیز مورخ معجز سلہ ربہ نے بفرمایش راقم قطعہ تاریخ تصنیف فرمایا۔

مقداد بن معین الحدادی ابو مردتقی نیکو سرشت | بہ تاریخ وفات ان بزرگ | گفت معجز باد جاس نشوشت

(۱) مولوی سید قیدرت اللہ بن سید خیر الحق فاضلی ر ۴۱۲
آپ کے حالات باوجود نقص و تحقیق دریافت ہوئے سنین ولادت و وفات کا

بھی تپہ نملہ صرف اس قدر معلوم ہوا کہ آپ کا زمانہ آخر بارہویں صدی ہجری ہے اور طلب علم چند سفر کیے وہی میں حضرت مجدد وقت مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحم سے کتب احادیث و تفسیر پڑھ کر سند فراغ حاصل کی اور عالم پتھر فنون عقلیہ و نقلیہ کے ہوئے آپ کے بعض اہل خاندان نے آپ کی کچھ تصانیف کا بھی ذکر کیا مگر فقیر کے مطالعہ میں کوئی کتاب نہیں آئی اس لئے قلم انداز کیا۔ آپ نے وطن میں انتقال فرمایا
رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۱، مولانا سید عبد العلی بن سید تراب علی فاضلی رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ مولانا محمد مبارز علی سابق الذکر کے پوتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم وطن و رامپور میں جمعیت مولانا مفتی سید نور احمد رحمہما علماء عصر سے ہالی پھر وہلی جا کر اخلاف مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمہما سے علوم دینیہ استفادہ کیے اس درس میں حضرت مولانا سید حیدر علی صاحب رامپوری ثم التونکی بھی آپ کے شریک و دمساز ہے اور رابطہ اتحاد فیما بین آخر تک قائم رہا چنانچہ بعد حکومت نواب وزیر الدولہ ریاست ٹونک میں مولانا سید حیدر علی صاحب کا توسل و تقریب ہوا اور زمرہ علماء و اطباء و برہان میں منصب و وجاہت میں ممتاز ہوئے اس زمانہ میں مولوی سید عبد العلی صاحب بارادہ سفر حج موہ متعلقین سہوان سے ریاست ٹونک تشریف لے گئے اور مولانا رہنے آپ کا استقبال کیا اور باصرہ تمام چند روز مہمان رکھا اور والی ریاست سے بھی دو ایک مرتبہ ملاقات کا اتفاق ہوا نواب وزیر الدولہ نہایت نیک منش و قدر دان اہل علم و فن و دیندار و متقی تھے انھوں نے آپ کے علم و فضل و زہد و تقویٰ و عزت خاندانی کو بنظر عظمت دیکھ کر ریاست میں قیام و تعلق کرنے کی آپ سے استدعا کی اور یہ طے ہوا کہ بعد واپسی سفر حج ریاست میں آئیں گے۔

ساتھ نواب صاحب نے ایک رقم معقول بطور زاد سفر عطا کی جسکو آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس فرمایا اور کہا کہ بغیر خدمت میں اسکا مستحق نہیں ہوں نیز یہ رقم میری ضرورت سے زیادہ ہے میرے پاس خرچ کافی ہے۔ الحاصل بعد مراجعت حرمین شریفین ٹونک میں بعدہ نظامت ضلع سرورنج مامور ہو کر کمال عزت و احترام و دیانت و درع بسر کی نواب صاحب آپ کی قدروانی کرتے اور دربار میں اپنے قریب جگہ دیتے تھے اس عہد میں ہر علم و فن کے اہل کمال کا وہاں مجمع تھا آپ کی ذات سے بھی مشاغل علمی کا سلسلہ قائم رہا اور جلسہ اہل علم میں نہایت و مباحثات میں شریک رہے۔ مولانا محمد افضل حق خیر آبادی حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی حکیم مولوی کفایت اللہ امر دہلوی مولانا سید حیدر علی رام پوری متوسلین بہت سے آپ کے روابط و دوستانہ تھے جب فاضل خیر آبادی رحمہ و علامہ رام پوری لکی درمیان مناظرات و مشاجرات ہوئے اور مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمہ کے بعض تصانیف کا رد فاضل خیر آبادی نے لکھا تو آپ تائیداً للحق مولانا سید حیدر علی صاحب کے معین و ہم خیال رہے اور مخالفین حضرت شہید قدس سرہ کا جواب باصواب دیا۔ جب آپ نے بتقریب عقد نکاح اولاد خود ریاست سے رخصت وطن چاہی تو نواب صاحب مدوح نے خاص تزک و اعتشام دوستہ فوج و لقب جو بدر ان کے ساتھ مخصص فرمایا اور تمام مصارف سفر و شادی کی کفالت کی چنانچہ اپنے وطن پہنچ کر بیرون شہر خیمے نصب کیے اور تمام شہر کو ایک ہفتہ اپنا مہمان رکھ کر لو ان اطعمہ لذیذہ سے عام ضیافت و دعوت دی۔ فیاضی و سیر و شہی مردت و قبیلہ پروری کے اوصاف سے موصوف تھے ہر خویش و بیگانہ کو احسان و کرم سے مرہون رکھنا آپ کا مشہور شعار تھا۔ ٹونک سے دوبارہ سفر حج بقصد حرمین شریفین فرمایا اور وطن تشریف لائے نواب محمد سعید خان بہادر والی ریاست

قیام ٹونک
جمع فضلا

آؤ العزیز و احسان

رام پور جو بزنانہ قیام سسوان آپ سے رابطہ خلوص رکھتے تھے تمہنی قدوم زیارت ہوئے اور باصرار بلا کر رام پور میں چند روز نہان رکھا اور قیام کی استدعا کی آپ نے ارادہ ہجرت ظاہر کیا اور رخصت ہو کر ناکہ معظمہ ہونے لگے چند ماہ قیام کے بعد وہیں وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۶۰ ہجری کا ہے نواب صاحب رام پور نے آپ کے صاحبزادے مولوی حکیم محمد یعقوب اور مولوی سید محمد میرزا کو وظیفہ طالب علمی ستر روپیہ ماہوار باظہار خلوص عقیدت دیا جو نواب یوسف علی خان کے عہد تک قائم رہا۔ تاریخ وفات سامی غریزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمی نے آئیہ یعیظم لکھا ہے کہ اجبراً سے مستخرج کی جزاء اللہ خیراً ۱۲۶۰

(۱۲) مولانا محمد حسن بن مولوی محمد شرف علی رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ عالم اکمل و فاضل اجل تھے طلب علم کے لیے سفر کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ بسی تمام حاصل کیے و مینیات میں آپ کو خاص تبحر تھا شہر اکبر آباد معروف بہ آگرہ میں قیام فرمایا اور درس و تدریس و وعظ کا مشغلہ رکھا۔ زہد و ورع و اتقا سے مزین تھے اور لوگوں کو اتباع قرآن و حدیث و ترک بدعات کی جانب ہدایت فرماتے تھے ایک گروہ کثیر اہل حق کا آپ سے خلوص عقیدت رکھتا تھا۔ افسوس کہ راقم آثم کو آپ کے سلسلہ تکذ و تصنیفات کے متعلق کچھ حال معلوم نہوسکا وفات شریف کو تقریباً ساڑھے سال منقضی ہوئے۔ آپ کے پدر بزرگوار مولوی شرف علی صاحب دھوڑا ملک پنجاب سے ابتدائے حکومت رنجیت سنگھ و مظالم قوم سکھ میں سسوان تشریف لائے فضائل علمی و عملی و شرافت خاندانی سے موصوف تھے چونکہ اس تاریک زمانہ میں پنجاب کے مسلمانوں کا مذہب و جان و مال خطرہ میں تھا آپ نے اپنی تمام جاگیر و مکانات کو خیر باد کہہ کر متعلقین و خدمتگزاران خاص وہاں سے ہجرت فرمائی۔ بڑے زہد و دیندار

تھے عوام کو شرک و رسومات بتدعہ سے زجر و منع فرماتے تھے۔ آپ کے محاسن و
مکارم معاینہ کر کے سادات نے آپ کا خیر مقدم کیا ان سے قرابتیں پیدا ہوئیں
آپ کی نسل ابا و سادات بتورا و کثیر ہے۔

۱۳) مولانا مفتی سید ظہور احمد بن مولانا مفتی سید نور احمد رحمہما اللہ

ولادت مبارک تھینا ۱۲۲۵ھ ہجری میں ہے کتب درسیہ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد علامہ
سے اور بعض کتب فتنائیہ ادب و فن حکمت و ریاضی حضرت تاج الاولیا قدس سرہ
سے استفادہ کر کے فراغ حاصل کیا تانت طبع و اصابت رائے میں ممتاز تھے
ایک مدت منصب افتا کی خدمت بحکم پیر بزرگوار ادا کی اور ورس و تدریس علوم کا
سلسلہ جاری رکھا اپنے برادر اوسط مولانا سید ضیاء احمد رح کی تعلیم پر خاص توجہ فرمائی
اور ایک کتاب بسو ط فن بلاغت و منطق میں بانداز مفتاح سکا کی عربی میں تصنیف
کی جو ہنوز مسودہ ہے۔ شہر مراد آباد میں بعدہ تحصیلداری مامور ہوئے اور کمال
دیانت و سطوت و معالمت کے ساتھ فرائض انجام دیے دونوں بھائی علاوہ کمال علم
و فضل و ریاست و اغراض خاندانی حسن و جمال صورت میں بھی یکتا تھے دونوں حضرت
نے بسن شباب عمدہ حیات و والدین رحلت فرمائی جیسا کہ سابقاً بذیل ترجمہ حضرت
مفتی سید نور احمد صاحب رح ذکر ہوا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی مفتی
سید مقبول احمد رح نے کتار جد بزرگوار میں تربیت پائی اور وارث عمدہ افتاد ریاست
ہوئے ابا ان کی اولاد ساکن مراد آباد ہے وفات صاحب ترجمہ آخر ۱۲۶۳ھ ہجری
میں واقع ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ حضرت ہنر پریشہ ولایت کے پوتے تھے۔
۱۴) مولانا حافظ سید ولاد خان خلیف اکبر قدوہ العارفین جو اچھ سید آل محمد شاہ قدس سرہ
آپ ہنر پریشہ ولایت کے پوتے اور اپنے بھائیوں میں جو ارکان اربعہ کمال است

صوری و معنوی تھے سن و سال میں بڑے تھے ہر ایک کا ذکر خیر بالترتیب بلا فصل
 نذر خامہ ہوگا۔ آپ کا سن ولادت تقریباً ۱۲۸۰ھ ہجری ہے۔ حکیم حضرت والد ماجد خود
 بمعیت اپنے منجھلے بھائی یعنی مولانا والدی سید سراج احمد رح طلب علم کے لیے مراد آباد
 گئے اور پھر وہاں سے رام پور ہوئے اکثر کتب درسیہ ادب و منطق و فقہ و اصول وغیرہ
 علامہ مفتی شرف الدین صاحب رح رامپوری کے خلقہ درس میں تدریس و تحقیق کے
 ساتھ پڑھیں بعدہ لکھنؤ جا کر ابوالبرکات مولانا ترازب علی لکھنوی و علامہ ادیب
 مولوی محمد اسماعیل لندنی مراد آبادی سے تکمیل درس فرمائی۔ ذہن و ذراک و طبع خواص
 رکھتے تھے ہر فن کے اصول و فروع پر بہت جلد حاوی ہو گئے۔ خوشنویسی و انشا پر داری
 عربی و فارسی میں یدِ طولیٰ حاصل تھا تحقیق لغات و مصطلحات و دقائق علوم میں
 بے نظیر سمجھے جاتے تھے عربی و فارسی کے اہل ادب آپ کو بدیع الزمان و ابوالفضل
 کا ہمسایہ تسلیم کرتے تھے بزمانہ سلطنت اودھ و لکھنؤ بقدر دانی و وزیر الممالک آپ
 عمدہ تحصیلدار کی سلطان پور پور فرمائے گئے بعد چندے عدالت دیوانی و منصفی کے
 حاکم اعلیٰ ہوئے مشہور ہے کہ آپ کا فیصلہ بغایت قابلانہ اور تجویز نہایت پر زور
 ہوتی تھی حکام بالادست شان عبارت و محاسن لفظی و معنوی دیکھ کر تعجب ہوتے تھے
 اور اپیل میں کوئی اس کی تردید نہ کر سکتا تھا آخر نظام سلطنت میں آثار اتری بلا حطہ
 کرتے ہوئے قطع تعلق ملازمت فرمایا اور باوجود اصرار اراکین حکومت وطن مالوف کا
 راستہ لیا اور کنج عزلت و عبادت میں ہمیشہ متوکلانہ بسر فرمائی۔ اسی دوران میں اپنے
 حسب ارشاد حضرت والدہ ماجدہ خود سات ماہ کے اندر تمام قرآن مجید حفظ کر کے محراب
 تراویح سنائی یہ قوت حافظہ اب تک ضرب المثل ہے آپ کی مطبوعہ و مقبولہ تصانیف

ولادت
تحصیل علم و اساتذہ

ملازمت لکھنؤ

حفظ کلام اللہ

۱۔ وطن قدیم مراد آباد ساکن و متوسل لکھنؤ علوم معقولات و ادب میں علامہ غم صاحب تصانیف کثیرہ تھے بعد سلطنت ناصر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ منجانب
 حکومت آپ لندن بھیجے گئے وہاں ایک لیڈی سے نکاح کیا تصانیف سے شرح مقدمات حریری و حاشیہ میندی وغیرہ مشہور ہیں سنہ وفات ۱۲۵۵ھ بمطابق ۱۸۴۰ء
 ۲۔ آپ کے اجداد علمائے دہلی سے تھے آپ نے محلہ میں آباد لکھنؤ میں قیام کر لیا بعد چند برس سے آپ اعظم لکھنؤ چلے گئے اور

۱۲۸۰ھ ہجری میں ولادت فرمائی از تحفۃ الاحباب ۱۲۸۰ھ

سے متفاح اللغات ہے جو خلف اکبر یعنی حافظ سید ابن احمد کی ابتدائی تعلیم کے لیے تالیف فرمائی تھی حجم پانچ جز مطبوعہ اگرہ نصاب لغت عربی فارسی ہے۔ ابتدائے صرف علم صرف عربی زبان اردو لغتیں تعلیم برادر خرد و بطریق صرف میر قیام لکھنؤ میں تصنیف فرمائی تھی ۶ جز مطبوعہ لکھنؤ ہے۔ شمس الفصحی عربی لکھنؤ میں مترجم طبع ہوئی ہے۔ شرح حسن و عشق امتحان عالی مطبوعہ لکھنؤ و کانپور اصل کتاب کے حاشیہ پر اب تک اس شرح کے حوالے درج ہوتے ہیں مصنف کے شعر ابتدائی کے مصرعہ مع حدیث عشق شد زیب بیانم۔ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بجائے لفظ زیب حسن زیادہ مناسب ہے تاکہ صنعت براۃ الاستعمال پیدا ہو اس اصلاح نے شعر کا حسن بڑھا دیا۔ سراج التحقیق عربی میں ضابطہ تہذیب منطق کی مبسوط شرح ہے اب تک اس پایہ کی کوئی شرح نہیں لکھی گئی یہ ہنوز غیر مطبوعہ ہے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اپنے بھائی مولوی سید سراج احمد کی فرمائش سے تصنیف کی گئی ضابطہ تہذیب کے جواب میں بھی شرائط اشکال اربعہ کو خود اجبارت موجب و بلیغ تحریر فرمایا ہے اسکے سوا بعض کتب درسیہ ادب و منطق و فلسفہ پر شروع و حواشی قلمی بخط حضرت مصنف و بعض تصانیف مولانا محمد اسماعیل مراد آبادی آپ کی مکتوبہ موجود ہیں خطوط مرد و تہذیب و نسلیق و شفیعیہ میں یکساں دستگاہ تھی آخر وطن میں اپنے منجھلے بھائی کے صدمہ و فاقات سے مضمحل و غمزدہ ہو کر بعمر نچاہ سال اوائل ۱۲۸۱ھ میں رحلت فرمائی

تہذیب

۱۲۸۱ھ

سید اولاد احمد علم غصہ کرد آہنگ سیرت شہت کلک معجز بنات انخیش اولاد خلد باد شہت
 (۱۵) رئیس ایمین حضرت مولانا والذنا سید سراج احمد بن خواجہ حضرت
 سید آل احمد شاہ انار اللہ برہانہ

ولادت باکرامت تقریباً ۱۲۳۱ھ بھری میں ہے آپ مولانا سید اولاد احمد مغفور سے

قریب تین سال عمر میں چھوٹے تھے۔ خود طفلی و سن شعور میں ہمشاغل درس و تعلیم و
 قیام بلاد و سفر و ملازمت و کسب معاش میں اکثر دونوں بھائی، مصحبت و رفیق رہے
 تفصیل مشائخ و اساتذہ علوم آپ کے بھائی کے حال میں مذکور ہوئی مزید غلیبہ یہ کہ
 بعد فراغ علوم درسیہ آپ نے دہلی کا سفر کیا اور مولانا شاہ محمد اسحاق تلمیذ و ہنیرہ حضرت
 شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سند صحاح سنیہ قرأتا و سماعاً حاصل کی سن ۱۰۷۵
 مگر حضرت مولانا شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز گونڈا کر
 ندلی آپ سے رابطہ خلقت و مودت بھی مستحکم تھا چنانچہ شاہ صاحب گنج مراد آباد
 سے آپ کی ملاقات کے لیے بارہا کوری تشریف لے گئے اچھا صل بعد تکمیل درس
 آپ وطن ہو کر بڑے بھائی صاحب کی خدمت میں پھر لکھنؤ واپس ہوئے علماء و فضلاء عصر
 سے صحبتیں رہیں اور علمی مذاکرات میں آپ کے پوچھنے سے جان پڑ گئی جس طرح
 مولانا سید اولاد احمد صاحب ہر فن میں رزانت رائے و متانت طبع و زور تحریر و
 راجوبہ نگاری میں ضرب المثل تھے اسی طرح آپ سرعت ادراک و ذکاوت طبع و جودت
 استدلال و جسارت و خوش بیانی میں بے مثل تھے رسائی ذہن کا یہ عالم تھا کہ بجا
 درس استاد نے سبق کا مطالبہ بھی پورا نہیں بیان کیا کہ آپ نے تقریر کو آخر تک
 سمجھ لیا اور اسپر دو ایک شہسے بھی وارد کر دیے استاد نے جواب کی تمہید شروع
 کی اور آپ نے جواب الجواب سنا دیا آپ کے سرعت فہم و فطانت طبع کی مشہور
 روایت ہے کہ زمانہ تعلیم ابتدائی کسی صاحب نے آپ سے کوئی صیغہ صرفی امتحاناً
 پوچھا اسکا جواب با صواب دے دیا پھر حضرت سائل نے دریافت کیا کہ یہ کس
 باب سے ہے اسکے جواب میں کچھ تامل ہوا اسی موقع سے قریب مگر آپ کی نظر
 سے غائب بڑے بھائی آپ کے استاد کے پانوں آہستہ آہستہ داب رہے تھے
 لیکن کان اس طرف لگے تھے جب آپ کو تامل پایا تو بانٹا یہ لطیفہ استاد کے

کرا بے علم

فضائل نظری

اشرف

پانوں پر زور سے ہاتھ مارے جسکی آواز بلند ہو کر آپ کے کان تک پہنچی اور
 ذہن رسا جواب سائل میں کامیاب ہو گیا فرمایا کہ باب ضرب بصر سے ہے حضرت
 استاد خاموش پڑے ہوئے یہ تمام واقعہ سن رہے تھے یہ عجیب فطانت دیکھ کر
 ضبط نہوا اور ذوق اٹھ کر بیٹھ گئے اور دونوں نو عمروں کی ذکاوت و جودت ذہن کی دیر
 تحسین و آفرین کی یہ اور اس قسم کے اکثر واقعات آپ کی قوت اور اک و سرعت فہم کے
 متعلق وطن وغیرہ میں زبان زد خاص و عام ہیں۔ مباحث علمیہ و درس و مذاکرات
 میں عجیب و غریب موثکافیان فرماتے اور زور کلام و قوت استدلال سے مخاطب
 کو مبہوت کر دیتے تھے جرات و حق گوئی و قوت گویائی سے لوگ مرعوب رہتے تھے
 گما سبھی لکھنؤ میں برزائے سلطنت شاہان اور وہ کلکٹر میر محمد حسین خان
 بہادر ناظم ضلع سیتاپور اور انکے چھوٹے بھائی میر فد حسین خان بہادر کپتان فوج
 تھے یہ دونوں بھائی معزز سادات فاضلی متوطن سمسوان دلیر و شجاع و بامروت
 و سخی و بہادر نواز صاحب اقتدار و جاہ و حشم تھے اور ان کے توسل سے گزروہ کثیر
 اعزہ و اہل وطن کا لکھنؤ میں برسر ملازمت و تعلق معاش تھا حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ
 اور جناب کپتان صاحب موصوف کا یوم ولادت ایک ہی تھا اس وجہ سے دونوں
 حضرات بدو عمر سے سوائے قرابت خاندانی رابطہ محبت و بہتی بھی رکھتے تھے اور
 کلکٹر صاحب ممدوح آپ کے اظہار کمالات و آوازہ ناموری پر بچوش حب الوطنی
 بغایت شادمانی و فخر و ناز فرماتے تھے اور بعض معزز خدمات حکومت کے لیے آپ
 استدعا کی لیکن آپ نے باستغناء نفس دولت کمال پر قناعت فرمائی اور
 مشاغل علمیہ تدریس و تصنیف و بحث و صحبت ارباب علم میں وقت عزیز صرف
 فرمایا علمائے عصر سے مباحثات تحریری و تقریری کیے اور فن کلام و قوت مناظرہ
 میں آپ کی مہارت و سبقت کا غلغلہ بلند ہوا مجالس اعیان و رؤسایے دربار میں

بھی اکثر بتقریب مناظرہ مکالمہ اہل علم آپ شریک ہو کر تیغ زبان کے جوہر دکھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ وزیر السلطنت اور دم کے دربار میں موجود تھے اور امراداران حکومت کے سوا علما و مجتہدین شیعہ پایہ پایہ اپنے مقامات پر موقب اور صدر جلسہ میں ایک مجتہد العصر بلباس فاترہ شکان تھے ان کے رعب و ادب نے سب کو ساکت و سرفگندہ بنا دیا تھا مجتہد العصر نے نزل غیبی و شیوعہ کے متعلق کچھ تقریر کی اور آخرین بزور طبع یہ فیصلہ سنایا کہ اصحاب ثلاثہ کے نسبت شیعہ جو کچھ مطاعن و الزام بیان کرتے ہیں کلیتہً انکار خلاف عقل سلیم ہے کوئی عمارت بے بنیاد بلند نہیں ہوتی وہ مشہور واقعات اگر سب سچ نہیں ہیں نہون مگر کوئی بھی صحیح نہو یہ غیر محال ہے بقول شاعر ع۔ تانباشد چیز کے مردم نکوید چیز ہا ہا اس تقریر پر خود وزیر سلطنت اور دیگر امرا و حضار دربار نے مرجبا و احسنت کا نعرہ بلند کیا اور علماء شیعہ نے خوب خوب داد دی کہا ہو واہم۔ یہ رنگ دیکھا کہ آپ سے نہ ہا لیا اور بے تامل مجتہد صاحب سے بلند آواز سے خطاب کیا کہ بجا ہے پیر و مرشد ع۔ تانباشد چیز کے مردم نکوید چیز ہا ہا مشرکین نے خدا سے تعالیٰ کے لیے جو ہزاروں شریک و سہم تجویز کیے ان سب کا انکار کہاں تک ہو سکتا ہے کچھ اصل تو ضرور ہے ع۔ تانباشد چیز کے مردم نکوید چیز ہا ہا یہود و نصارا نے اس و احد لا شریک کے ابناء و نبات ثابت کئے ع۔ قیل ان الاله ذو ولد۔ یہ نہیں تو بھانجے بھتیجے ضرور ہونگے ع۔ تانباشد چیز کے الخ جناب سرور کائنات صلعم کو ساجر و کاہن کہا گیل ع۔ قیل ان الرسول قد کتا۔ اگر اس قدر نہیں تو شعبدہ باز نظر بند تو ضرور ہونگے ع۔ تانباشد الخ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بیدین و کافر کہا یہ نہیں تو ضعیف ایمان و دعویٰ ضرور ماننا پڑے گا کیونکہ ع۔ تانباشد الخ اس تقریر سے تمام علماء شیعہ کے چہرہ کارنگ فق ہو گیا اور مجتہد صاحب تو جو اس باختم ہو گئے جلسہ پر ستانا چھا گیا اور کچھ دیر کے لیے خاموشی ہو گئی آخر وزیر سلطنت علی نقی خان بہادر نے آپ سے

تانباشد چیز کے

خطاب کیا کہ مولانا آپ کی فصیح و بلیغ تقریر اور زور کلام کی جو تعریف سنی تھی وہ درحقیقت صحیح ہے اور جس موضوع پر آپ نے اس وقت استدلال فرمایا وہ ایسا ہی سے مخالف اسکا جواب ہرگز نہیں دے سکتا۔ وزیر کے دل پر آپ کی بیباکانہ حق گوئی کا بہت کچھ اثر ہوا چنانچہ ایک بار محل خاص سلطانی نے کسی واقعہ ناگوار پر برہم ہو کر شہر کے ایک محلہ کے تمام مکانات منہدم و مسمار کرنے کا حکم دیا بادشاہ بیگم کے حکم سے کسی کو مجال سرتابی نہ تھی رعیت سخت پریشان ہوئی اور کلکٹر صاحب مدوح و کپتان صاحب بھی اسی محلہ میں ساکن تھے اور ان کی عالی شان عمارتیں وہیں واقع تھیں ملکہ جہان کے مزاج میں سوائے وزیر سلطنت علی نقی بہادر کے کسی کو دخل نہ تھا آپ نے اس ہنگامہ رنجیز پر وزیر موصوف سے رعایا کی سفارش کی اور خود ملکہ جہان کی خدمت میں جا کر بطلاقت لسانی قر خداوندی و باز پرس روز جزا کا خوف دلایا اور بے توسط کسی کے اس مہم کو بندگان خدا کے سر سے دفع کیا۔ جب مولانا فضل حق خیر آبادی لکھنؤ تشریف لائے شہر میں عام شہرت ہوئی اور اراکین و رؤسائے خیر مقدم کیا علامہ موصوف کو کلکٹر صاحب سے بوجہ تعلق نظامت سیٹاپور و خیر آبادی ربط محبت تھا کلکٹر صاحب مرحوم نے ایک جمع کثیر علماء و ائمرا کے ساتھ ان کی دعوت و مہمانی کا اہتمام فرمایا اور آپ سے بھی شرکت دعوت کی خواہش کی اور ہنس کر فرمایا کہ آج آپ کی جرأت و طلاقت لسان کا امتحان ہے کیونکہ بڑے نامور سے مقابلہ ہے چنانچہ شب کو کھانے سے قبل معزز میزبان نے دونوں حضرات میں بھارت کرایا اور ایک سے دوسرے کی بغایت تعریف کی جب بعد فراغ طعام ادھر ادھر کی باتیں شروع ہوئیں اور علوم و وجہ کے متعلق بھی کچھ گفتگو ہوئی تو آپ نے علامہ خیر آبادی سے بے تکلفانہ سوال کیا کہ حضرت علم منطلق کی غرض و غایت ارشاد فرمائیے جو اب دیا کہ اسکو ادنیٰ طلبہ بھی جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس میں مجھ کو شبہ ہے فاضل موصوف نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے ذہن فکر

ذہنی و عبادی

ملاقات علامہ خیر آبادی و لطیف علیہ

واستدلال میں غلطی نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ طرفہ تماشل ہے کہ متقدمین و متاخرین میں کوئی
 شخص اس غرض کو حاصل نہ کر سکا قدما میں اشراقیین و مشائیین کے اختلافات اور ہر فرق
 کے فلسفیانہ استدلال ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں متاخرین نے قدما کی غلطیاں
 ثابت کر کے نئے دعویٰ قائم کیے اور بزور دلائل انکو حق بتایا اور ان پر بھی باہم اتفاق ہوا
 شیخن و امام رازی و طوسی و شیخ الاشراق کے مشاجرات اور اختلاف مسالک نجف
 حیرت انگیز تھا ہے خود علم منطق کی کتابوں پر نظر کیجئے تو ماتن اپنے پیشروں کے اقوال
 رو کرتا ہے اور شارح اس کے جوابات دیتا ہے اور محشی ماتن کی تائید کرتا ہے۔
 وَهَلْ كُنْتُمْ جَبْرًا اور یہ سب منطقی فن میزان میں اپنی امامت تسلیم کرانچکے ہیں یہ
 کیا قیامت ہے ؟ مولانا نے جواب میں کچھ معقولیانہ توجہ فرمائی مگر آپ نے جواب بجا
 میں اپنے مدعا کو اور بھی روشن فرمادیا اور سلسلہ گفتگو ختم ہو گیا اس کے بعد مولانا سے
 اکثر دوستانہ ملاقاتیں ہوئیں اور مذاکرات علمی بھی رہے مولانا نے کاکڑ صاحب بہادر
 آپ کی وسعت نظر و استحصار علم و قوت بیان کی چند مرتبہ کما حقہ تعریف کی۔ آپ کے
 اور مولانا کے مسلک میں یہ اختلاف تھا کہ حضرت شاہ محمد اسمعیل شہید ۱۶۷ اور مولانا نقلت
 صاحب سے چند مسائل اعتقادی امکان نظر وغیرہ میں تحریری بحثیں ہوئیں اور ایک
 مدت تک باہم چھیڑ چھاڑ عالمانہ رہی مولانا نے دلائل منطقیانہ و فلسفیانہ بہت صرف
 کئے مولانا شاہ محمد اسمعیل شہید نے رسالہ یکروزہ میں انکار و ابطال کیا فریقین میں
 کسی نے اپنے مخالف کی تکفیر و تفسیق نہیں کی بعد شہادت شاہ صاحب ۷ ٹونک میں
 مولانا سید حمید علی رامپوری اور مولانا خیر آبادی کے باہم پھر ان مسائل پر مباحثے
 ہوئے اور طریقین سے تصنیف رسائل کی نوبت آئی سید صاحب ۷ شاہ صاحب
 کے ہم عقیدہ تھے اور مولانا شاہ محمد عبد العزیز محدث دہلوی ۷ کے شاگرد شہید
 ان کے بعد ایک گروہ پیدا ہوا جسے عوام میں غلط خیال پھیلا کر بزرگان دینی موجدین

ہم تعلق سے تعلق رکھتے ہیں

و محدثین کے بغض و عداوت کو اپنا فرض نہ ہی سمجھا اور مولانا شہید و شاہ محمد اسحاق
محدث و مجدد عصر مولانا شاہ محمد ولی اللہ رحمہم اللہ کی شان میں کلمات ناسزا کہنا اور
عوام کو ان کی جانب سے بدظن کرنا شعار ٹھہرایا۔ ان فرض آپ تبلیغ کتاب و سنت و
ماہی شرک و بدعت تھے طریقہ محدثین و اخلاف مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ کی
حمایت و نصرت اور ابطال اقوال مبتدعین و مضیلین کو فرض جانتے تھے۔ مولانا
خیر آبادی نے ایک جلسہ میں فرمایا کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب جس چیز کو حلال کہیں سکو
میں حرام اور جسکو وہ حرام کہیں اسکو میں حلال ثابت کر سکتا ہوں آپ اس موقع پر
تشریف فرما تھے فرمایا کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے مان بہن بیٹی کو حرام اور زوجہ کو حلال فرمایا
آپ ایسے موقع پر کیا کیجے گا اور باب جدل و کلام و اہل بدعت کی جو ابہی میں آپ کو خاص ملکہ
تھا میدان بحث و مناظرہ میں ہمیشہ بحکم الحق یعلو ولا یغالی غالب و منصور ہے اور
تمام سعی اشاعت حق و اعلائے کلمۃ اللہ میں تھی مولوی محمد فضل رسول صاحب
بدایونی نے حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ کی کتاب تقویت الایمان کا رد لکھ کر بنام
احقاق الحق شائع کیا جب وہ لکھنؤ میں آپ کی نظر سے گزرا تو بفرمایش بعض اہل حق
آپ نے اسکا تحقیقانہ و منصفانہ جواب باصواب ایک جلسہ میں تصنیف فرما کر
بیت السلطنت لکھنؤ میں طبع کروایا تھا نیت علمائے سہسوان سے پہلی کتاب ہی
ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور اپنے باب میں لاجواب سمجھی گئی اسکا نام سراج الایمان
سے۔ مولانا مفتی محمد سعید اللہ رامپوری سے آپ کا رابطہ مجالست و مودت تھا جب بعض
ارکین حکومت اودھ اور کلکتہ میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی نے آپ کو تعلق
ملازمت سلطنت پر مجبور کیا تو مفتی صاحب رحمہ بھی مصر ہوئے۔ یہاں تک کہ عہدہ
تخصیلا رومی قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ پر مامور کئے گئے اور پانچ چھ سال فریضہ
عجیب قابلیت و ناموری کے ساتھ انجام دیے اس نواح میں اب تک آپ کے علم و

اسکا

تعلقات حکومت

و فضل و ذہن و ذکا کے حیرت خیز قصے مشہور ہیں فریقین مقدمہ کا اظہار ختم نہیں ہوا اور طبع رسائی اصل واقعات کا پتہ لگایا و کلا قانونی و واقعاتی گتھیان سلجھانے کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے اور حکام بالادست نظام سیاسی و ملکی و تدارک حکومت میں آپ سے مشورہ کرتے اور آپ کی اصابت رائے و حکمت عملی کی تحسین تبلیغ کرتے تھے اور یہ اعتراف و اہلیت میں تک محدود نہ تھا بلکہ جب نابین سلطنت اودھ و گورنمنٹ انگریز تجدید عمد نامہ ہوئی اور حدود ملک و الحاق بعض مقامات میں صورت نزاغ و ریش ہوتی تو بایں وزیر سلطنت آپ کو نیابت و کیل سلطنت اودھ کا منصب دیا گیا اور یہ عمدہ آپ کے لیے نیا قائم ہوا آپ نے اقل مدت میں تمام سیاسی پیچیدگیان اور نزاغی صورتیں رفع فرما کر طرفین کو مطمئن کیا اراکین حکومت اودھ کی پریشانی زائل ہوئی اور کچھ حصہ ملک بھی مثل نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آیا اس جن کارگزاری کے صلہ میں آپ خلعت و پالکی سے ممتاز کئے گئے اور ترقی منصب کا مسئلہ درپیش ہوا آپ نے بزمانہ تحصیلداری نظام حکام و سواد نظام حکومت و خوف نتاج بد سے متواتر وزیر سلطنت و دیگر معتمدین کو مطلع فرمایا تھا اور انتظام جدید و اصلاح ملک کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اس کا نتیجہ کچھ نہوا ارکان حکومت کی عیش پسندی و غفلت اور حکام کی خود غرضی و شوشانی و بیدادگری احد سے متجاوز تھی یہ ابتری ملاحظہ فرما کر آپ ۱۸۵۲ء ہجری میں بلازمت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو گئے مفتی محمد عباس صاحب رئیس کا کوری جو آپ کا نہایت احترام فرماتے تھے اور اپنا دیوان خانہ و مکان آپ کے لیے دو تین سال کو وقف کر دیا تھا قیام کا کوری پر اصرار کیا اور دیگر اخیان قصبہ بھی دامنیگیر ہوئے آپ نے زمانہ کی حالت اور اپنی مصالح پر نظر فرما کر موہ متعاقبین و بان اقامت فرمائی اسکے بعد ہی مصائب قدر کا آغاز ہوا اور تمام ہند میں آتش فساد مشتعل ہوئی جب حکم آئی قندہ عظیم فرو ہو کر امن عام کا حکم ہوا تو ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۷۴ھ میں آپ وطن تشریف لائے

شرک ملازمت

دراستی

اتفاقاً ایک انگریز جس نے بنجانب سرکار انگلشہ اور وہ میں خدمت انجام دی تھی آپ کے
 خوب واقف اور جوہر عقل و فہم و قوت بیان و ذکاوت خوب دیکھ چکا تھا یہاں عمدہ
 حاجی پر مامور تھا اُس نے آپ کو وکالت کی ترغیب معہ سند وکالت دی تقریباً دو سال یہ
 مشغلہ قائم رہا وکلاے عصر کو آپ کے خلاف مقدمہ لینا بڑی دشواری کا سامنا تھا ذوالفقار
 قانون کے وہی معنی عدالتین تسلیم کرتی تھیں جس پر آپ زور دیتے تھے واضمان قوانین
 کا نشا اور وضع قانون کے موجبات آپ کی تقریر سے ذہن نشین ہو جاتے تھے اس لیے
 حکام کا فیصلہ آپ کی رائے کے خلاف کمتر تھا اور ہوتا تھا با این ہمہ کبھی کوئی مقدمہ خلاف
 حق نہیں لیا اور دروغ و ملیح سازی سے برکنار رہے آخر اس مشغل کو ترک فرما کر خانہ نشینی
 و عزت گزینی اختیار فرمائی اپنے اور اہل و عیال کے لیے بغرض حصول رزق حلال
 کچھ تجارتی کاروبار اور جائیداد موروثی آبائی کو کافی خیال فرمایا اور شب و روز عبادت
 و ذکر و وعظ و ارشاد عباد و درس قرآن و حدیث میں بسر فرماتے اور بعض اوقات صحت
 حضرت تاج الاولیاء قطب عصر مولانا سید تاج الدین جن قدس سرہ میں مستفید فیوض و حوائی
 رہتے۔ آپ کی تصانیف کا ایک بیش بہا ذخیرہ فتنہ غدر و حوادث سفر میں تلف
 ہو گیا اسکا اکثر حصہ رد و شرک و بدعت و حمایت توحید و سنت میں تھا متفرق مسودات
 کے ناقص اجزا ہنوز موجود ہیں ایک کتاب علم سیاست و نظم مملکت میں دستبر و
 انقلاب سے محفوظ ہے اس میں ہر عنوان آیات قرآنی و احادیث نبوی سے مرتب
 کیا گیا ہے اور مواد تاریخی و دلائل عقلی سے اسکی توضیح فرمائی ہے آپ کا کتب خانہ
 محتلف علوم کی کتابوں سے مشحون تھا کتب حدیث و کلام و سیر و رجال کی تعداد زیادہ
 تھی چونکہ حضرت مولانا حاجی سید محمد عبد الباقی صاحب علیہ الرحمہ جو آپ کے خلف الصدق
 اکبر اور فقیر راقم کے حقیقی برادر بزرگ تھے بطلب و تحصیل علم وطن سے باہر رہے
 اور بعد فراغ درس بوجہ تعلقات ملازمت و معاش بلاد و دراز میں اقامت گزینے

مشائخ

بہا

ہوئے اور حقیر بقرض طلب علم آن حضرت کی خدمت میں رہا اس لیے بڑا حصہ کتب خانہ کا
برباد ہو گیا عمدہ عمدہ کتابیں خاک کا ڈھیر ہو گئیں۔ آپ کے اخلاقی خصائص میں حسن خلق و
مروت و کرم و ہمدردی و حاجت روائی قابل ذکر اوصاف ہیں حضرت مبرور نے تاریخ
۱۹۔ شوال ۱۲۷۹ھ بمطابق ۱۹۰۴ء سال دارفانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا اللہ
وانا الیہ راجعون ہ مزار مقدس حطیرہ میں ہم پہاوی سے مرقد پدید علیہا الرحمہ ہر
اس نسخہ کی تاریخ جناب مفتی محمد سعید اللہ راپوری نے قطعہ ذیل میں لکھی ہے

تاریخ

مولوی سید سراج احمد کو رحلت ازین جہان حدیث از پنے سال رحلت آشفستہ	عالم دین و مرشد عالم رخت بر لبست سوئے باغ ارم خاموشی سراج دین گفتم
---	--

(۱۶) حضرت مولانا شاہ سید نیاز احمد شہید بن خواجہ سید ابوالاحد شاہ

مودودی قدس سرہما

آپ کا سال تولد ۱۲۳۳ھ ہے آپ اپنے بچھلے بھائی صاحب موصوف الصدور سے
تین سال عمر میں چھوٹے اور اپنی دو بہنوں اور ایک بھائی سے بڑے تھے آپ
بد و عمر سے زیور صلاح و سعادت سے آراستہ اور حایہ زہد و تقویٰ سے پیراستہ
تھے اسی وجہ سے براہِ ادران محترم و معظم آپ کا پاس ادب فرماتے اور آپ کی راہ
صائب کو ہر مشورہ میں قابل اتباع جانتے تھے تحصیل علوم درسیہ لکھنؤ و دہلی
میں فرمائی فن حدیث و فقہ سے خاص مناسبت تھی بعد تکمیل دہلی میں چند سال قیام
فرمایا اور طلبہ علم کو درس دیا فنون پہگری و شق تیر اندازی و شمشیر زنی و شسواری
میں مہارت تامہ حاصل کر کے بعض بزرگان دین کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی اور نیرنگ
غزوہ ہوئے کفار و مشرکین سے جنگ کی۔ پھر وطن واپس ہو کر حضرت والد ماجد

قدس سرہ کے دست مبارک پر بطریق حضرات صوفیہ بیعت کر کے مشغول طاعت و ذکر و فکر و مجاہدہ نفس و تزکیہ قلب ہوئے با این ہمہ شان امارت و ریاست و عہد و وقار کے تھا ممکن و سادہ عظمت و احترام رہے۔ آقا و ورغ میں پایہ عالی تھا اور نفاست پسندی و سلیقہ شکاری و خودداری میں سزا فراز و ممتاز تھے آخر بعد واقعہ عذر کفار اشرا کے پانچویں سال ۱۲۶۲ ہجری مطابق ۱۸۴۶ء میں بعمر ۳۹ سال وطن میں شہرت شہادت نوش فرمایا دست مبارک میں تسبیح اور لب پر کلمہ شہادت تھا۔ تاریخ وفات قطعہ فارسی میں نظم کی گئی ہے۔

شہادت یافت چون سبط پیمبر	نیاز احمد کہ بو و از آل احمد
چو روح پاک او در جنت آسود	دخول خلد۔ تاریخش برآمد

مزار اقدس خطیب محامدین کناکر کا ہے۔ آپ کے خائف مولوی سید غفور احمد صاحب نہایت لائق فن ریاضی کے ماہر خوشنویس تھے ریاست بھوپال میں تحصیلدار بلیقیس گنج رہے اور وہیں ۱۲۹۶ھ میں بعمر ۳۳ سال وفات پائی بامروت باوقار و سلیقہ تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۷) مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ خلیف اصفہر حضرت خواجہ سیّد

آل احمد شاہ رحمہما اللہ

ولادت شریف تقریباً ۱۲۲۳ ہجری کے آخر میں ہے آپ اپنے والدین رحمہما کے اصفہر اولاد میں اور وقت وصال حضرت والد بزرگوار رحمہما پانزواہ سالہ تحصیل علوم درسیہ میں مشغول تھے اپنے برادران معظم سے لکھنؤ میں اور قابل مولوی شیخ احمد حسن مراد آبادی تلمیذ حکمت ناب مولانا فضل حق خیر آبادی و دیگر فضلاء سے عصر سے تعلیم پائی پھر مدرسہ شریف لکھنؤ اور مدت دراز قیام کیا کتب ادب و بلاغت مولوی محمد فیض الرحمن

سہارنپوری و فلسفہ و منطق مولوی فضل حق خیر آبادی و مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی سے استفادہ کر کے علوم دینیہ تفسیر و حدیث تکمیل کو پہنچائی بعدہ فن طب مشہور طبیب عصر حکیم سید فیض علی تلمیذ رشید حکیم قدرت اللہ و حکیم عزت اللہ خان شاگردان حکیم محمد شریف خان مرحوم سے حاصل کر کے وطن کو مراجعت فرمائی۔ بچمال فیض سانی خلق اللہ مصروف علاج و مداوا ہوئے اور درس و مطب کا سلسلہ بڑے پیمانہ پر جاری ہوا اور اس میں خاص شہرت و نیکنامی حاصل ہوئی مطب و علاج مرضی کو آپ نے ذریعہ کسب معاش نہیں بنایا خواہ مساکین کو ہمیشہ امر پر ترجیح دی بسر اوقات جاگیر و معافیات موروٹی و آبائی پر تھی اور اسکا بڑا حصہ صرفہ محتاجین و فقرا پر۔ اسی دوران میں مطالعہ کتب معرفت و تصوف کا شوق ہوا ملفوظات حضرت ہنزبرمشہ ولایت اور بعض تصانیف حضرت والد ماجد الشرف مطالعہ فرماتے اور عبادت و ریاضت و کثرت ذکر میں وقت زیادہ صرف فرمانے لگے بعد چندے دفعہ بحکم بشارت غیبی خیر الواصلین حضرت شاہ محمد رحیم اللہ خان ^{سنہلی} مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ ہمسوانی قدس سرہما کی خدمت میں پہنچے اور بیعت طریقت باخذ خرقة و تاج خلافت عمل میں آئی یہ ولایت آبائی و میراث اسلاف کرام شاہ صاحب رحم نے عطا فرما کر آپ کو رخصت کیا۔ بتائید ربانی مقامات سلوک و عرفان و منازل کشف و ایقان لے فرما کر متوجہ ارشاد و ہدایت بندگان خدا و مداوا کے امراض روحانی ہوئے۔ ابتلع کتاب و سنت میں قدم راسخ اور حقائق و معارف باطن میں پایہ عالی تھا۔ بدعات مروجہ صوفیہ سے احتراز و اجتناب واجب جانتے اور معتقدین کو متابعت قرآن و حدیث کی تلقین فرماتے۔ کسی امیر و غیب کا نذرانہ و شکرانہ قبول فرماتے اور ہمیشہ دولتخانہ فیض کا شانہ پر رونق افروز رہتے سلسلہ بیعت و رشادت قائم تھا معتقدین مقامات دور و داز سے آکر مرید ہوتے اور ہفتون آپ کے مہمان رہتے مگر خود بدولت کبھی مریدوں میں دورہ فرماتے الاماشاء

فیض علی

ہا

دولت و اسفند

اعزہ خاندان وذوی القربیٰ میں بیامی و بیوگان و بیچارگان کی سرپرستی بخلوص فرماتے اور سب کی خبر گیری فرض سمجھتے کبھی کسی کے پاس محض ملاقات یا مصاحبت کے لیے تشریف نہ لے جاتے روساؤ حکام خود دو لٹکدہ پر گروہ گروہ حاضر ہوتے اور خواہش علاج روحانی و جسمانی کرتے آپ کی مجلس میں بجز ذکر خدا و رسول و علماء و صلحا دنیوی اذکار نہوتے تھے آپ کے استغناء و توکل کی ادنیٰ مثال یہ واقعہ ہے کہ امیر الملک والا جاہ نواب سید صدیق الحسن خان بہادر م سے بزمانہ طاب علم دہلی میں آپ کا رابطنہ موانست مستحکم تھا اب بعد نوابی ریاست بھوپال حضرت کا ذکر خیر تو بسط الملک العلماء مولانا حاجی سید محمد عبد الباری سہسوانی جو حضرت کے حقیقی برادر زادہ تھے نواب صاحب ممدوح کے گوش زد ہوا تو بفرط اشتیاق ملاقات و یاد آوری اتحاد قدیم استدعالے تشریف آوری کی اور بطریق زرا و سفر ایک ہزار روپیہ نقد ارسال خدمت کیا آپ نے قدم رنجہ گوارا فرمایا اور بادعیہ و شکر یہ روپیہ واپس فرمایا چند سے مکاتبت و مراسلت فیما بین رہی اور آپ نے اظہار مسرت و لطف فرمایا تھنیت و تالیف کے مشغلہ سے کبھی خالی نہ رہے روزانہ کچھ اوراق تصوف و اخلاق و حالات اولیاء و سیر و مناقب میں تھنیت فرماتے متعدد کتابیں مجلد ضخیم ہیں طبع و اشاعت کی جانب توجہ نہیں فرمائی۔ اردو فارسی پڑھی تینوں زبانوں میں بے تکلف فی البدیہہ عبارت تحریر فرماتے نظم کی طرف بھی میلان طبع تھا چنانچہ ایک مجلد قصائد فارسی حمد و نعت و منقبت اصحاب و اہلبیت اظہار مدح بزرگان دین میں مرتب ہے۔ تصیدہ علویہ کئی سوشو کا تلمیحات و اقتباس آیات و احادیث فضائل مرتضوی و رموز و کنایات معرفت و تصوف سے بھرا ہوا اور صنائع لفظی و معنوی سے معمور ہے اس کی عجیب و غریب شرح جو متکفل حل نکات و غوامض و تفسیر آیات و احادیث طریقت ہے آپ کے صاحبزادہ صاحب سلمہ المدنی نے آپ کی افادت و ارشادات سے تالیف کی ہے اور خود حضرت نے اسپر نظر نامی فرمائی ہے اپنے باب میں بمثل

و حکیم النیر ہے۔ شرف السادات بزبان اردو و حالات فقر او اولیائے مساوات
 مسوان و تراجم بعض دیگر اہل کمال شاہد وسعت معاونات و بحر علم ہے بحر سطور
 کو اس مبارک مسودہ سے جا بجا مدد ملی ہے ایک مجلد سیرت و حالات حضرت خواجہ
 خواجگان قطب الاقطاب زمان خواجہ سید قطب الدین مودودی حشتی رضی اللہ عنہ بن بزبان
 اردو موجود ہے اس کے سوا چند رسائل عربی و فارسی علم تصوف میں اور ایک مجلد
 مصطلحات حضرات صوفیہ میں ہے۔ آپ ہر سال ایک مرتبہ دعوت عام درویشان
 و فقرا بصرہ کثیر فرماتے اس میں دور دور سے درویش سالک و مجذوب آکر مہمان
 ہوتے تھے۔ جب زمانہ حیات آخر ہوا تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اذکار و اواراد
 خاندانی و ملفوظات خاص حضرات آبا کے کرامت و تصنیفات خود و چند کتب تصوف
 و معرفت و خرقہ و سجادہ خلافت تفویض فرما کر وصایاے نافرہ تلقین فرمائیں اور
 بخارہ تہستقا بعمر ۶۶ سال ماہ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ہجری میں بعد نماز مغرب کلمہ
 تشہد پڑھتے ہوئے رہگرا کے عالم بقا ہوئے فقہہ اللہ بفراتہ۔ مادہ سال وفات آیہ کریمہ
 اِذَا الْحَيَاتُ اسْرُفَتْ سے عزیز مولوی سید اعجاز احمد مہجر سلمہ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ
 فرمایا جزاۃ اللہ تعالیٰ خیراً

فتاویٰ

(۱۸) مولوی حکیم محمد بدر الدین فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کے والد شیخ محمد صدر الدین عمری مقام تھانہ سرٹاک پنجاب سے سن شباب میں
 مسوان آئے مولانا شرف علی نے آپ کی شرافت جسی ونسی کی وجہ سے آپ کا
 عقد نکاح اپنی دختر سے منع فرمایا ان کے بطن سے حکیم بدر الدین صاحب اوائل
 صدی سیزدہم میں متولد ہوئے اور مع برادر حقیقی خود یعنی مولوی حکیم نیاز احمد صاحب
 بطلب علم سفر کیا فضلاء مشورین و علمائے شہر دہلی سے اکتساب علوم و درسیہ

مقام اولیٰ اولیٰ و تفسیر صحیح آنا اور میں تیار اور آباد ہے ۱۱۲۱ھ

مقداد کے ہر دو فاضل متحیر ہوئے اور فن طب کی طرف توجہ فرمائی حضرت مولانا شاہ
 رفیع الدین دہلوی رحم سے قانون شیخ بالا استیعاب پڑھا اور بعد تکمیل و فراغ درس و مطب
 آپ بیت تسلطت لکھنؤ میں رولق افروز ہوئے رسالدار نواب فقیر محمد خان بہادر نے بکمال
 قدر دانی آپ کو اپنا مشیر و نذیم خاص بنایا اور آپ کو اظہار کمال کا موقع دیا۔ اعیان روسا و
 امرائے آپ کی طرف معالجات میں رجوع کی دائرہ علاج و مطب وسیع ہوا اور شہرت و نیکنای
 عام ہوئی آپ طبیب فاضل و حکیم کامل تھے قانون شیخ الریس پر حواشی و تعلیقات
 تحریر فرمائے طالبہ علم کو ایک مدت درس دیا توسط نواب صاحب موصوف محلات شاہی
 و شاہزادگان کا بھی علاج و مداوا کیا اور صلہ و جائزہ کثیر پایا۔ طرز معاشرت ابتدا سے
 ریسا نہ رہا۔ اسپر امرائے لکھنؤ کی صحبت اطعمہ لذیذ و پرتکلف کا شوق تھا دستار خوان پر
 اجباب کا مجمع ہوتا تھا باور چرخانہ کے مصارف زیادہ تھے سیر چشمی و عروت و احسان و
 مہمان نوازی آپ کے خاص اوصاف تھے جنکا ظہور اولاد امجاد میں بھی کامل طور پر تھا۔ چار
 صاحبزادے معدن علم و حکمت کے جو اہر درخشان ہوئے ہر ایک کا تذکرہ بجائے خود درج
 ہوگا۔ چند بار مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اور اپنے ہی علاج سے بفضلہ تعالیٰ شفا پائی
 آخر بمقام تہذیب سندیلہ سنہ ۱۱۶۶ ہجری میں بعض مذکورہ فات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ
 (۱۹) مولوی حکیم نیاز احمد بن شیخ صدر الدین فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ
 آپ کی تعلیم و کتابت علوم کی حالت ذکر ہو چکی ہے آپ بھی اپنے بھائی حکیم بدر الدین کے
 مثل حکیم جاؤق و طبیب فاضل تھے شہر دہلی میں درس و مطب فرمایا مولانا سیدنا حسین
 محدث دہلوی رحم نے آپ سے شرح سلیم ملاحسن و کلیات نفیسی وغیرہ پڑھی اور ایک
 جماعت طلبہ آپ سے فیضیاب ہوئی حالات محدث دہلوی رحم میں آپ کا تذکرہ بھی بہت
 اساتذہ میں مذکور ہے وفات کا صحیح سن دریافت نہوسکا آپ کے نامور خلف حکیم
 محمد نور الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۰) مولوی حکیم سید محمد اسد علی بن میر وجہ اللہ فاضل رحمت اللہ
 ولادت تیرھویں صدی ہجری کے ابتدا میں ہے جب سن شعور کو پہنچے تو کسب علم کا
 خیال آیا لکھنؤ کا سفر کیا وہاں سے بنارس گئے مولانا غلام حسین بنارسی سے علوم عقلیہ
 و ریاضیہ استفادہ کئے اور پھر لکھنؤ میں مولوی قدرت علی صاحب لکھنوی و بعض
 فضلا کے فرنگی محل سے تحصیل و تکمیل فنون و رسمہ کمال توجہ و محنت فرمائی مطالعہ
 کتب و مذاکرہ علم میں شب و روز منہمک و مشغول رہے بعد فراغ و رس علم طب کا
 شوق ہوا اور کئی سال نامور شاہی طبیب حکیم مسیح الدولہ لکھنوی کے پاس درس و طب
 میں مصروف رہا کئی سند فقیہات حاصل کی اور ان کے تلمیذ رشید شمار کیے گئے اور
 مولانا حکیم محمد انور علی وغیرہ نامور علما و اطباء سے مشاجرات و مناقشات رہے بعد وطن
 واپس ہوئے اور تا آخر کہیں باہر نہیں گئے یہاں درس علوم و طب و علاج مرضی
 میں اوقات صرف فرمائی اور بغایت سادگی و بے تکلفی کے ساتھ بسر کی بے طمع و تواضع
 و انکسار نفس و ہمدردی غربا میں ضرب المثل ہوئے ایک جماعت اہل علم آپ کے تلمذ سے
 بہرہ یاب ہوئی آپ فضلا و متظہین و علماء تبحرین سے تھے تقریباً ۱۲۳۵ ہجری میں
 بھرم ۶۳ سال وطن میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے حقیقی برادر زادہ مولوی
 سید ابن حسن صاحب بھرم ۹۵ سال موجود ہیں اور بزم سلیم و عقل مستقیم اتباع
 قرآن و حدیث میں ثابت قدم اور اعانت و نصرت اہل حق میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں
 اور مقدمات قانونی و عدالتی میں مہارت و دلچسپی تام ہے معاملہ فہمی و علم و استعداد
 سادگی میں امتیاز خاص رکھتے ہیں اور بزمین و سال قانونی موشگافیوں سے دستگیری ہے
 اور نزاخی معاملات میں مہارکن حصہ لیتے ہیں سلمۃ اللہ تعالیٰ و البقاہ —
 (۲۱) مولانا سید محمد عبد الحسین سید ہدایت علی قاسمی رحم
 سال تولد ۱۲۳۵ ہجری ہے کتب و رسمہ فارسی و صرف و نحو عربی اپنے نانا عشق

سید فتح علی رح سے وطن میں تعلیم پا کر شہر مراد آباد بطلب علم گئے اور مولوی احمد حسن صاحب
 و مولانا قطب عالم صاحب مراد آبادی سے کتب درسیہ معقول و منقول و علم طب حاصل کیا
 اور دینیات کا زیادہ حصہ مولانا عالم علی محدث تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے
 استفادہ فرمایا پھر وطن آکر خدمت قطب الائق تاج الاولیاء حضرت مولانا سید
 محمد تاج الدین حسن قدس سرہ سے علوم معارف و اخلاق و تصوف و نکات فتویٰ غریبہ
 و دقائق زبان فارسی و مقامات حقیقت حاصل کیے اور استفادہ فیوض و برکات کما فی
 کیا۔ اور طریقہ نقشبندیہ و قادریہ میں آنحضرت سے بیعت کی اور خاندان چشتیہ میں
 سید الجاہدین مولانا سرفراز علی صاحب جو پوری رح کے مرید ہوئے بقدر دانی متاضی
 محمد شمس الاسلام عباسی بدایونی بمشغلہ درس و تدریس علوم بدایون میں چند سال قیام
 فرمایا اور اہل شہر سے جماعت کثیر نے آپ سے استفادہ کیا بعدہ ریاست دان پور ضلع
 بلند شہر میں علم دوست رؤسائے آیکو اپنے بہانہ بلا کر رکھا اور ایک مدت تک آپ کی
 خدمتگاری کی تھی کہ سفر حرمین شریفین میں آپ انکے ہمراہ تھے اور حج و زیارت سے
 مشرف ہوئے۔ علاوہ جامعیت علوم غریبہ عقلیہ و نقلیہ فارسی دانی و انشانگاری
 و حل مضامین و مصطلحات و فن تصوف میں و شگاہ خاص رکھتے تھے اور بغایت نیک نفس
 فرشتہ صورت بزرگ تھے بزمانہ آخر وطن میں آٹھ سال تک طالبہ علوم کو چشمہ فیض سے
 سیراب فرمایا اور ایک مدت مرض فلج میں مبتلا رہ کر بعموم ۷۷ سال ۱۲۰۰ھ میں وفات پائی
 رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مزار نور متصل دروازہ جنوبی مسجد شاہ عظیم محمد رح ہے آپ کے تین صاحبزادے
 ذی علم طبیب موجود ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ اعزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ نے جو آپ کے
 تلمیذ رشید ہیں قطعہ تاریخ سال وفات موزون فرمایا ہے

عالم عصبہ صوفی صافی	ابو عبدالحیدب خوش سیرت
از پے سال رحلتش معجز	گفتانے ریب داخل جنبت
	۱۲ ۱۳ ۱۴

(۲۲) مولوی حکیم سید اشفاق حسین بن مولوی سید بشیر الدین ہاشمی رح
 آپکی ولادت تقریباً ۱۲۰۰ھ میں ہوئی کتب ابتدائیہ وطن میں پڑھ کر بطالب علم سفر کیا۔ بدایون
 میں مولانا محمد فضل رسول رح سے اور بریلی میں مولوی رحیم اللہ رح سے کتساب فنون عقابہ و نقلیہ
 فرما کر وہی پونچے اور شاہی طبیب حکیم احسن اللہ خان دہلوی سے علم طب و مطب حاصل کیا
 پھر وطن واپس آکر درس و مطب کی جانب متوجہ ہوئے اور صحبت و مجالست علماء و فضلاء
 حضرت مولانا سید اولاد احمد و مولانا سید سراج احمد رحمہما اللہ میں زیادہ وقت صرف کرتے اور
 مذاکرات و مشاغل علمی سے مستفید ہوتے تھے۔ علم فقہ و تربیت و ریاضی میں مہارت زیادہ
 تھی تفہیم کی طرف خاص رجحان تھا مسائل فرعیہ میں فقہ پر عمل پیرا تھے بعد شورش غدر
 بذریعہ ملازمت انگریزی و تعلیم و تربیت اولاد و متعلقین بانس بریلی میں فرکش ہوئے حکام و
 درغایاں شہر و قوم نے آپ کی بڑی عظمت و عزت کی ملک متوسط ہند میں بعد وہی کلگری
 مدت مدید مامور رہے پھر نیشن لیکر بریلی میں خدمات قومی و اسلامی بکمال حمیت و سہروری
 ادا کیں اجرائے یتیم خانہ و تعلیم گاہ آپکی عمدہ یادگارین میں آنریری مجسٹریٹ و والس سیدنی
 مینوسپل بورڈ سے ممتاز تھے۔ تربیت و تعلیم اولاد کی مثال بھی اعلیٰ و ارفع قائم کی تینوں
 صاحبزادوں کو حافظ و قاری قرآن و عالم و حاجی بنایا اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم دلائی چنانچہ سب
 آپ کے سامنے بڑے عمدوں پر فائز ہوئے آپ نہایت پختہ مزاج مدبر و دوراندیش
 سعادت دینی و دنیوی سے بہرہ ور شہرت و نیکنامی میں بلند پایہ تھے باوجود سکونت
 بریلی نکاح پسران و دختران خاندان و اعزہ وطن میں کئے اور باہر غیر کفو میں قرابت
 نہیں کی آپ نے بھر ۶۰ سال ۱۳۱۸ھ مطابق یکم جون ۱۹۰۱ء میں رحلت فرمائی
 مزار شریف بلخ تر شاہ بانس بریلی میں ہو کر لیتے

(۲۳) حکیم محمد نواز احسن بن حکیم شیخ نیاز احمد فاروقی رحمہ اللہ
 آپ حکیم محمد بدر الدین سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ تھے علوم ابتدائی صرف و نحو

و منطق وغیرہ مولوی حکیم سید اسد علی سہسوانی سے تحصیل کیے۔ بعدہ رامپور جا کر کتب درسیہ
متداولہ علماء عصر سے پڑھیں پھر صناعت آبا فی علم طب دہلی و لکھنؤ میں اطباء کے
نامی سے حاصل کر کے مشغول مطب ہونے لگے کتب معقولات و فقہ میں مہارت و رس
حاصل تھی طلبہ علم آپ سے اکثر مستفید ہونے لگے مطب کی طرف توجہ خاص تھی
اور شخص امراض و تجویز دوا میں سرآمد اطباء کے زمان تھے رؤسا و اُمراء کی استدعا
پر وطن سے باہر گئے اور خاص ناموری حاصل کی اصلاح باند شہر و علی گڑھ میں
رؤسا و عظام نے بقدر دانی تمام آپ کو ایک مدت رکھا۔ آخر میں سیٹھ
لکھنوی چند رئیس شہر متھرا نے باصرار تمام مشاہرہ معقول پر آپ کو بلایا اور فروش
کیا دولت و ثروت کثیر سے متمتع ہوئے اور مال و نقد بسیار پس انداز فرمایا۔ آخر
حمد تک متھرا میں بشت و نیکنامی بسر کی۔ بعض مسائل فقہیہ میں آپ سے اور
مولانا محمد عبدالحی قرنی محلی لکھنوی رہے سے تحریری بحثیں ہوئیں۔ اولاد ذکور میں ایک
فرزند زوجہ اولی سے اور ایک زوجہ ثانیہ سے آپ کے اعقاب ہیں معرکہ الہرام
موقعوں پر بمقابلہ اطباء نامور مثل حکیم محمود خان صاحب دہلوی و حکیم محمد ابراہیم خان
لکھنوی وغیرہما آپ نے معالجہ و دوا کیا اور کامیاب ہوئے آخر ۱۲۹۶ھ میں
بمقام متھرا ۲۷ سال رہا اور دار بقا ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۲۷) مولوی حکیم سید الہی بخش بن سید نبی بخش صالحی رحمہ اللہ

آپ حکیم نور الحسن صاحب کے ہم سن اور تحصیل علوم میں سہسوان و رامپور میں تہمت
ورفتق رہے مولوی حکیم سید اسد علی رحم سے کتب درسیہ پڑھ کر رامپور میں مختلف
اساتذہ سے تکمیل درس کی بعض کتب معقولات شمس العلماء مولانا محمد عبدالحق خیر آبادی
سے بھی استفادہ کین بعد تکمیل نضیات علم و طریقہ مطب حکیم علی حسن خان لکھنوی

سے حاصل کر کے سند فراغ لی اور وطن واپس آ کر علاج و تداوی مرضی میں مصروف ہوئے
 کم سخن و متانت طبع آپ کا وصف تھا مواقع بحث و مذاکرہ سے مجتنب رہتے تھے مطب
 ذریعہ معاش تھا اس لیے آپ خویش و بیگانہ سے یکسان تعلقات رکھتے تھے تقلید شخصی
 پر جمود تھا۔ آپ کے خلف رشید مولوی حکیم سید محمود عالم مرحوم فری استعداد و نامور
 طبیب فخر خاندان ہوئے جیسا کہ مذکور ہوگا۔ ۱۲۹۶ھ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی
 مزار لاٹھہرہ وطن میں ہے۔ عمر تخمیناً ۶۵ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۵) مولوی سید نیاز حسن بن حاجی میر فرخند علی رحمہ اللہ

آپ کے جدا علی قصبہ اکروٹیہ سے سہسواں آ کر متوطن ہوئے رفتہ رفتہ سادات سے
 قرابت قائم ہو گئی۔ آپ نے مولوی الہی بخش و حکیم نور الحسن کے ساتھ مولانا سدی
 صاحب سے وطن میں اور اپنے مامون مولانا عبدالمجیب رحم سے استفادہ کیا اور پھر سفر
 رام پور میں بھی ہر دو صاحبان کے رفیق و ہم سبق رہے ذہین و ذکی اپنے ساتھیوں
 میں قوت اور اک و عظمت سے موصوف تھے تحصیل و ریاست کے بعد تعلق بعض
 حکام انگلریز ملک پنجاب میں بعد تحصیلداری مامور کیے گئے مشاغل علمی سے خالی
 نہ رہتے اور علم و دست و کام آپ کی قدر شناسی کرتے تھے مولوی سید ممتاز حسن
 آپ کے چھوٹے بھائی ڈپٹی انسپکٹر مدارس پنجاب مقرر ہوئے جو علوم جدیدہ سے
 بہرہ ور ریاضی میں ماہر و کام میں معزز تھے۔ پنجاب میں ۱۲۹۴ھ و ۱۲۹۶ھ میں
 دونوں حضرات نے ہجرت کیا مذکور وفات پائی رحمہما اللہ تعالیٰ

(۲۶) مولوی حکیم سید محمد یعقوب بن مولانا سید عبدالعلی مہاجر ملک رحمہما اللہ

آپ اہلیت علم و فضل سے صاحب و جاہت و تقویٰ تھے۔ سن و سال میں بہتر ارباب

علم و حکمت مذکور الصدر سے بڑے اور تحصیل علم میں سیاق تھے وطن میں مولانا اسد علی صاحب سے اکتساب علم کیا اور پھر رامپور و ٹونک میں تحصیل علوم و فنون کی مولوی عبد الواحد بنا بنا رامپور سے کتب درسیہ پڑھیں اور مولانا سید حیدر علی ٹونکی کی خدمت میں استفادہ کیا حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی مقیم ٹونک سے کتب طب کی تکمیل کی اور ایک مدت مطب میں مشغول رہے اس فن سے مناسبت خاص تھی زہد و ورع و پابندی شرع و صلاح و سعادت و ذکر و عبادت سے مزین اور محاسن اخلاق و فضائل موروئی و آبائی سے نکلے تھے نواب محمد علی خان والی ٹونک نے آپ کے حقوق موروئی و عزت و شرافت قدیم کا اعتراف کر کے باکرام و احترام آپ کو معتد خاص بنایا پھر بعد موروئی نواب محمد وح انکے ولی محمد نواب محمد ابراہیم علی دام اقبالہ نے نشین ہو کر طبیب ریاست کے منصب پر ممتاز کیا اور بکمال عقیدت و خلوص آپ کی عظمت و عزت کی انتہے تک خواص اوویہ و علم نباتات و معدنیات و ترکیب ادویہ میں کامل اور تشخیص امراض و ادراک اسباب و علامات میں فائق الاقران تھے معرفت قواعد نبض و قارورہ و مذاقت علاج بدرجہ کفایت تھی و داخانہ ریاست کے مہتمم بھی تھے ہمیشہ دیانت و تشریح کے ساتھ فرایض ادا کئے اور خویش و بیگانہ سے بھلی خلق و احسان و کرم ہمدردی فرمائی صبر و استقامت و رضامین ثابت قدم تھے جو انحرگی اولاد سعید پر صبر جمیل کیا اب آپ کے دو خلف صالح موجود ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی سید محمد میراج ندیم و مصاحب نواب اور صاحب سلیقہ خاص و مبصر و مدبر تھے صاحبزادگان ریاست آپ کا احترام کرتے تھے اکثر تربیت و اتالیقی نوابزادگان آپ کو تفویض ہوئی آپ کا ازدواج ثانی راقم کی خواہر کلان مرحومہ کے ساتھ ہوا آپ کو حضرت تلج الاولیا قدس سرہ کے ساتھ ارادت خاص تھی اکثر ندیم خلوت رہتے تھے ۱۲۹۵ ہجری میں بمرض آگاہ دہن آگر دین وفات پائی۔

حضرت صاحب ترجمہ نے ریاست ٹونک میں برص فالج ۱۳۱۳ھ میں رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امام اکیس مولانا علامہ سید امیر حسن بن میر لیاقت علی قاضی رحمہ اللہ

ولادت باکرامت تقریباً ۱۲۲۳ھ ہجری ہے عمر کا ابتدائی حصہ تحصیل علم سے بالکل خالی رہا غنفوان شباب میں بعد از وراج و تامل محض بمقتضیٰ حمت و غیرت نفس علم کے لیے کمر بستہ ہوئے اور وطن سے نکلا کر علیگڑھ کول کا راستہ لیا وہاں علامہ عصر مولانا محمد عبدالجلیل مجاہد اسراہیلی رحم کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور تلافی اوقات یافتہ میں توجہ بندول ہوئی۔ عہدہ فیاض سے جوہر ذہن و ذکاوت حافظہ و سرعت فہم و ضبط کا بڑا حصہ عطا ہوا تھا اس وجہ سے اسرع اوقات میں منازل اکتساب و ازویا و بصیرت طے فرمائے اور وقائع علوم کی راہیں کھل گئیں بعدہ فرخ آباد میں مولوی بشیر الدین تونجی سے تحصیل علم کی پھر بعض مسائل باعث سفر ناکھنڈ ہوئے وہاں علمائے فرنگی محل و ابوالبرکات مولانا تراب علی رحم سے تکمیل فنون عقلیہ و حکمیہ وغیرہ فرمائی مگر تشنگی کم نہ ہوئی اور اس سے پیاس نہ بجھی وہاں سے وہلی کا رخ کیا اور چندے مولانا مفتی صدر الدین خان بہادر کے حلقہ درس سے استفادہ فرما کر شیخ الحدیث مولانا شاہ سید ندیر حسین رحم و مولانا شاہ عبدالغنی محدث مجدد دوی رحم و مولانا شیخ عبدالرحمن بنارس سے تلمیذ علامہ شوکانی رحم کی خدمت میں کتب صحیح وغیرہ سماعاً و قراءتاً حاصل کر کے سندھی آپ کے سوا دیگر مشائخ کرام سے اسانید کتب حدیث اخذ فرما کر وطن تشریف لائے اس میں تحصیل علم کی طرف متوجہ ہونا اور اس قلیل مدت میں فراغ حاصل کرنا اسکے ساتھ تبحر و وسعت نظر و سلیقہ و عنظ و بحث فوق الوصف ہر شخص کو موجب

وہاں

کھنڈ

صدیرت و استعجاب ہوا جو کچھ اساتذہ سے پڑھا اور مذاکرات میں حل ہوا اور جو مضامین مطالعہ کتب سے حاصل ہوئے من و عن مستحضر فی الذہن تھے وطن کے توہیان علم کا بازار سرد پایا اہل فضل رحلت کر چکے تھے اور جو باقی تھے بسبب تعلقاً معاش وطن سے باہر تھے آپ نے سوتون کو جگایا غافلون کو ہشیار کیا بیدنیون کو دنیدار اور جاہلون کو عالم بنانے کی کوشش میں نور و خواب کی پروانہ کی ہر قیاس ضبط و استقامت و تحمل سے کام لیا اور موغظہ حسنہ و تواضع و ملاحظت پر کار بند رہے انجام کار غلوں قابضانے مساعی و نبی میں رنگ تاثیر دکھایا اور بھولے بھٹکوں کو شاہراہ مقصود پر پہنچ لانے بیدین پابند شرح اور غافل عامل اور جاہل عالم ہونے کے یہ لاریب کرامت نفس قدسی و تائید الہی تھی۔ سبحان اللہ و محمدہ۔ ایک جماعت کثیر نے طلب علم پر کمر باندھی اور آپ کے ہمراہ رکاب ہوئی باصرار اعیان تجار و رؤسائے وہابی چند سال آپ نے وہابی میں قیام فرما کر تشنگان علم و ہدایت کو چشمہ فیض و غطرہ ارشاد سے سیراب کیا اور باطل باطلہ و ادیان فسوخ سے تحریری و تقریری مباحثات کیے جنہن بجز حمایت دین برحق و اعلائے کلمۃ اللہ ریا و عجب کا نشان نہ تھا اسی وجہ سے ہر عمر کہ میں غالب و منصور رہے۔ جامعیت فنون معقول و منقول و فروع و اصول کے ساتھ معرفت حقائق دینیہ و حکم شرعیہ و علوم کتاب و سنت میں امام عصر و مجدد وقت تھے چونکہ شرائط اجتماع و قواعد استنباط مجتمع تھے اس سبب سے تعلیم شخصی پر کنار مجتہد فی المذہب تھے ہر جزئیہ کو دلائل کتاب و سنت سے ثابت فرماتے اور اور مخرفین کو صراط المستقیم پر پہنچا دیتے رو بدعات و نہی منکرات میں یدِ طولی رکھتے تھے علم کلام و اصول میں فائق الاقران اور تحقیق مسائل متنازعہ میں بعدیل زمان تھے کتب ادیان مختلفہ پر نظر تھی اور کمال قوت حافظہ مضامین و عبارات بلفظ مستحضر رکھتے تھے خوش بیانی کی تاثیر لہون کو مسح کرتی اور حسن خلق کی ادا دشمن کو دوست

ارشاد مجاہد

وہابیوں کی

پہلی اور دوسری

بنا دیتی تھی مخالفین آپ کے وعظ میں بدچسپی تمام محو ہوتے اور اہل بدع داہوا آئے
 عقائد باطلہ و اعمال سیئہ سے تائب ہو کر جاتے۔ درس و افادہ کی یہ برکت شاہدہ کی گئی
 کہ مبتدی اقل مدت میں درجہ فزیاحت پر فائز ہو گئے اور آپ کے مستفیدین صحبت ہادی
 و رہنما سے دین بن گئے ہر سو توحید و خدا پرستی کے آواز سے بلند ہوئے اور ہر مجلس
 میں قال اللہ و قال الرسول کے چرچے ہونے لگے قیام واپلی کے زمانہ میں شہرہ علم و
 فضل و آوازہ کمال دور دور تک پہنچ چکا تھا بنا برین عمائد شہر میرٹھ و علم و وسعت
 تجارت جو حیثیت دینی و قدر دانی اہل حق سے موصوف تھے آپ سے قیام میرٹھ پر مقرر
 ہوئے خصوصاً رئیس تجارت بادشاہ شیخ امبی بخش مرحوم نے آپ کی خیر مقدم کی یادگار میں
 ایک وسیع مدرسہ اسلامیہ غزلی کی بنا ڈالی اور اسکا سنگ بنیاد حضرت کے دست مبارک
 سے رکھا گیا اور وہ مدرسہ دینیہ بالکل آپ کی حفاظت و نگہ رانی میں رہے دیا آپ نے
 بھی بخلوص نیت وجہ اللہ اپنی اوقات کو اسکی خدمت کے لیے وقف فرما دیا۔ علاوہ
 طلبہ شہر دور و دراز مقامات سے طالبان علم آکر آپ کے حرم فیض سے خوشہ چین
 ہوئے اور دامن مراد گلمائے مقصود سے بھر کر اساتذہ عصر ہوئے۔ وطن سے
 بالخصوص شرفائے سادات و اہل قرابت سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور
 انکو حلیہ علم و فضل سے آراستہ فرمایا جنہیں بہت سے علامہ زمان و فخر دوران نکلے جنانچہ
 آپ کے خلف شمس العلماء و مولانا سید امیر احمد رح و تلمیذ خاص رئیس الفضلا مولانا حاجی
 سید عبدالباری رح و مولانا حاجی سید سبط احمد رح و مولانا سید محمد نذیر رح ان حضرات کا تذکرہ
 مفصل درج ہوگا اہل وطن کے سوا آپ کے نامور شاگرد مولانا محمد تراب علی شاہ آبادی
 سلمہ و قاضی محمد احتشام الدین مراد آبادی وغیرہا بالاسیعیاب آپ کے چشمہ فیض سے
 سیراب ہوئے اس دور میں سموان سے جو کچھ آوازہ علم و فضل بلند ہوا وہ سب آپ ہی
 کی برکات انقاس کا اثر تھا جزاۃ اللہ عن جمیع المسلمین خیراً۔ آخر زمانہ میں مدرسہ میرٹھ کا

قیام میرٹھ

نامور تلامذہ

انتظام اپنے نابین و تلامذہ کے ہاتھ میں دے کر پابندی سے آزاد ہو گئے میرٹھ میں کم اور وطن و علیگڑھ میں زیادہ قیام فرماتے تھے وطن میں درس قرآن و حدیث و مذاکرہ و مناظرہ میں صرف اوقات فرماتے اور طلبہ مستعدین کو باہم دینی مسائل میں بطور بحث مشغول کرتے عوام کو ترک مہنیاں و پابندی صوم و صلوات کی طرف بکھشن مساعی ترغیب دیتے مسجد غلام علی شاہ میں روزانہ درس ہوتا طلبہ علم مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہر جمعہ کو آپ و خط قرآن و حدیث سے مجمع کثیر کو مستفید فرماتے اگر کوئی غیر مذہب آجاتا تو نہایت خوبی کے ساتھ مطالب کی باگ اسکے مذہب کی طرف پھیر کر نرمی و خوش بیانی کا جوہر دکھاتے ہوئے اصولاً و فروعاً احقاق حق و ابطال باطل فرما کر مخالفت کی تشفی کر دیتے مذہب باطلہ کے جزئیات مع اولہ و مالہا و ما علیہا بیان کرتے۔ پادری ہاسکن یورٹن میٹم بدایون و پادری اسکاٹ انگریز میٹم بریلی جو فرقہ نصارا کے نامور سیس و عالم تھے اور بڑے محقق و مناظر تھے جاتے تھے بارہا آپ سے برسر بحث ہوئے اور آپ کی وسعت نظر و تحقیق مذہب کا لوہا مان گئے۔ اکثر سہوان بھی آپ کی ملاقات کو آئے اور وخط سنئے دونوں کا اعتراف تھا کہ ایسا محقق آج کوئی اور نہیں ہے آپ کو الزام و اسکاٹ خصم میں قوت خدا واد سے پادری اسکاٹ نے جب ولایت میں آپ کے انتقال کی خبر سنی تو انگلستان کے ایک مشہور انگریزی اخبار میں آپ کے متعلق مضمون طویل شائع کیا جس میں آپ کی علمی و تحقیقی فضیلت و قوت بحث دکھا کر آپ کو علمائے ہند میں بمثل ویکتا تسلیم کیا ہے۔ اَنْفَضَلَ مَا شَهَدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ علامہ نحر بر مولانا محمد بشیر صاحب محدث سہوانی ۱۹۰۷ء آپ ہی کے فیض صحبت و ارشاد سے سالک جاوہر تحقیق و تارک تقلید ہوئے اور جب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی سے مسئلہ وجوب زیارت پر مباحثہ و مناظرہ ہوا اور طرفین سے مسائل تصنیف ہو کر شائع ہوئے تو آپ کی آخری تصنیف جس پر کہ بحث کا خاتمہ ہوا منہ ز غیر مکمل تھی کہ

بیان وطن

تاثیر وخط و مناظرہ

وقت مناظرہ

اتفاق سے مولانا محمد بشیر صاحب حضرت مولانا سے ملاقی ہوئے اور بعض مقامات پر بحث
 میں اپنا تحریف و ضعف بیان فرمایا اور مولانا لکھنوی کا رسالہ پیش کیا آپ نے فوراً فرمایا
 کہ آپ کے مقابل کی تصنیف کا ماخذ کتاب شفاء انقسام علامتہ سبکی رح ہے اور اس کا
 جواب باصواب و رد بلوغ صارم سبکی مصنفہ امام محمد بن عبد العزیز رح ہے ساتھ ہی اس کے
 بعض مقامات جو ذہن میں محفوظ تھے سنا دیے اس بشارت و اشارت سے کچھ
 کام چلا اور کتاب کی جستجو ہوئی آخر آپ ہی نے مولوی عنایت اللہ ساکن بمبئی سے وہ
 کتاب مطلوب منگا کر مولانا کے حوالہ کی اور جواب مکمل ہو کر لا جواب ثابت ہوا۔ آپ کی
 تصنیفات مسائل تنازعہ و رد بدعات و حمایت سنت میں تلامذہ و احباب کے نام سے
 شائع ہوئیں انکی تعداد کثیر ہے رسائل متوسطہ ہمیشہ ایک دو جلسہ میں لکھا دیتے اور
 نقل عبارات مستندہ کے لیے کتابوں کی طرف کتر رجوع فرماتے بعد قوت حافظہ کتب
 فقہ و اصول و فتاویٰ و کلام کی طویل عباراتین بلفظہ زبانی پڑھ کر سناتے کاتب انکو مین
 کر لیتا اکثر صفحہ وسط و باب وغیرہ کا صحیح پتا بھی بتا دیتے جس پر سامعین تہنیر و شجرت ہوتے
 تھے۔ رسالہ تلک عشرہ کاملہ مولفہ مولوی سید محمد نذیر سہسوانی میں لکھا ہے کہ آپ نے
 الہیات شفا پر ایک حاشیہ مسیحی بجز و اما تصنیف فرمایا تھا یہ یا ست حیدر آباد دکن
 میں جب بعض کتب شیعہ کی تردید و جواب نویسی کا انتظام درپیش ہوا اور والی
 دکن نے ملاک المناظرین حضرت مولانا محمد حیدر علی فیض آبادی تلمیذ رشید مولانا
 شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مصنف نعتی الکلام و ازالۃ الغیبن کو باوجود کبر سن و
 ضعف قوی اس امر متم بالشان کا متکفل بنایا آپ نے طوعاً و کرہاً بعد عذر ضعف و
 اضمحلال پیری قبول فرمایا اور استعداد کی کہ کوئی معین صاحب بصیرت و عالم وسیع النظر
 شریک مہم آپ کو دیا جائے چنانچہ آپ ہی کے انتخاب و تجویز پر حضرت مولانا مرحوم کو
 بمشاورہ چار سو روپیہ ماہوار بوغده اضافہ آئندہ تا یکہزار روپیہ ماہوار طلب کیا گیا غزوة

تصنیفات

ترجمہ حیدر آباد

واجبات نے بھی ترغیب دی مگر آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اوقات درس و وعظ کو مباحثات و مشاجرات میں صرف کرنا اور تقرب امر اور وعیش و تنعم اختیار کرنا نہیں چاہتا ایک دنیدار عالم کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہے۔ یہاں سے آپ کے استغناء و نفس و قناعت و خلوص سبھی کا پتہ لگتا ہے اور میدان علم و تحقیق و بحث و مناظرہ میں ایک علامہ عصر کی نظر نے آپ کی ذات جمع کمالات کو تمام ہند میں منتخب کیا اس سے آپ کی فضیلت و اعتراف اہل فضل ظاہر ہے من خلق و تواضع و بذلہ سچی و رنگینی طبع خاص شعار تھا گویا ع جوانوں میں جوان بوڑھوں میں بوڑھے لڑکوں میں لڑکے کا آخرین آپ کے مشاغل کا بڑا حصہ عبادت و ذکر و ریاضت نفس تھے ایک مرتبہ بذوق شوق تمام حضرت شاہ رحیم اللہ خان سنبھلی خلیفہ و مرید حضرت خواجہ سید اکبر احمد شاہ سہوانی قدس سرہ کی خدمت میں وطن سے سنبھل گئے اور زکون ارادت و خلوص قابل چند روز مستفیض صحبت رہے۔ اگرچہ بطریقہ معروفہ انعقاد بیعت نہیں ہوا مگر فیض روحانی و تجلیات ربانی سے مالا مال ہو کر وطن واپس ہوئے اور شیخ کے کمال و کرامات کے بچہ مداح تھے۔ اسکے بعد حالت میں زیادہ تغیر ہوا اور جذبہ معرفت نے تمام مشاغل سے سبکدوش کر کے کبج خلوت میں زاویہ نشین بنا دیا بجز ذکر و فکر و مجاہدہ کوئی کام نہ کرتے تھے اسی حالت میں علیگڑھ تشریف لائے گئے اور وہیں معمولی ناسازی طبع میں بروز دو شنبہ یازدہم صفر ۱۲۹۱ ہجری کو جو ارجمت کی طرف منتقل ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ اس حادثہ کی تاریخ انجی مکرّم مولوی سید محمود حسن بن حضرت تاج العلماء نے بصفت صوری و معنوی فی البدیہہ تصنیف فرمائی ہے

ایک

بہت

بہت

رحلت حضرت سے کیوں عالم نہ ہوا تکرہ	غم سے سینہ شوق پر ہر طفل و جوان و سر کا
دی ندامت و کوفت نے ہر سال فوت	لکھ صفر کی گیارہویں اور شکر کی ہر گیارہویں
عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے آپ پاک و سر حجابہ کی خیر سے	۹۱

۱۲ھ

اعداد مطلوبہ مستخرج کیے جزاہ اللہ تعالیٰ

(۲۸) مولوی شیخ محمد سخاوت حسین خلف محمد افضل حسین نصاریٰ

آپ نے اولاً مراد آباد درام پور کا سفر کیا اور علمائے وقت سے تحصیل فنون رسمیت و رسمہ کی بعدہ لکھنؤ گئے اور عربیت و فقہ و اصول کی تکمیل کی اور بعد فراغ درس نظامیہ و علوم متداولہ وطن واپس ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ صرف و نحو عربی سے آپ کو خاص مناسبت تھی جو بیات مسائل نوک زبان پر تھے اور تصانیف ائمہ نحو مستحضر رکھتے تھے اکثر بحث و مذاکرہ میں اپنے مقابل کو مشاجرات نحویہ میں لیجا کر ملزم و ساکت فرمادیتے تھے۔ سلسلہ طریقت میں شاہ محترم علی صاحب خیر آبادی رہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور صوفیت مروجہ عام سے قدم آگے نہ بڑھایا باوجود علم و فضل ظاہر تقبیل مزارات و استعانت اموات و بدعات عرس و نذر غیر اللہ کو مباح خیال کرتے اور عظمت تعزیہ و علم کو موجب ثواب سمجھتے تھے تعظیم مرشد کا بیان تک حق ادا کرتے کہ قصبہ خیر آباد پہنچ کر پانوں سے نعلین اتار دیتے اور کوچہ و بازار میں برہنہ پا پھرتے مجالس میلاد و سماع میں شریک ہوتے سہسوان میں آپ کے خالہ زادہ مولوی سید عبدالصمد شاہ رحم آپ کے شاگرد رشید تھے نواح بلند شہر و علیگڑھ میں بقدر دانی رؤسائے علم دوست برسوں قیام فرمایا اور طلبہ علم آپ کے فیض تعلیم سے بہرہ ور ہوئے مہمان نوازی و سیرت جنتی آپ کا وصف خاص تھا ایک دو مہمان کے لیے اپنی گھر کی بکری گائے ذبح کر دیتے تھے اسم باسملے تھے آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولوی قطب الدین عرف پروسی برصیحاری سہیل ہند مقابل فرقہ آریہ اس زمانہ میں مشہور دیار و امصار ہیں اکثر لکھنؤ میں قیام رکھتے ہیں۔ آپ کی رحلت بعمر ۶۲ سال ۱۲۹۹ھ میں بمقام خیر آباد ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ و خفائے

(۲۹) مولوی حکیم سید احمد حسن بن قاضی سید محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

آپ نے ابتداءً وطن میں تحصیل علم کی اور پھر وہلی جا کر فنون متداولہ اکتساب فرمائے چونکہ ابتدا سے فارسیت کی جانب بھی میلان طبع اور نظم و نشر فارسی لکھنے کا شوق تھا وہلی میں مرزا اسد اللہ خان غالب سے مشورہ کرتے اور کالان فن کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے بعد تکمیل درس عربی بتوسل بعض اعزہ مقتدر و ذمی جاہ ریاست بڑودہ ملک گجرات تشریف لے گئے وہاں نامور طبیب حکیم ہاشم علی خان موہانی سے علم طب استفادہ کیا اور مطب و علاج میں مصروف ہوئے بوجہ تعلقات ملازمت ریاست و قدر دانی رڈ سا بڑودہ میں سکونت اختیار فرمائی اور اپنے اقارب و انخوان کو بھی پاس بلا کر خدمات ریاست پر مامور کرا دیا باحروت و سیر چشم و کریم و مہمان نواز و قدر شناس اہل علم تھے مطا لو کتب و صحبت ارباب کمال و تصنیف و تالیف و شاعری و انشا نگاری میں زیادہ دلچسپی کے ساتھ اوقات بسر فرماتے علماء و شعرا سے صادر و وار و کوشوق تمام مہمان رکھتے تھے مولانا سید احمد حسن عرشی قنوجی رح بن مولانا سید اولاد حسن رح جو نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم کے برادر کلان صاحب فضل و کمال تھے جب بعض مہج بیت اللہ چلے تو بڑودہ میں آپ کے مہمان رہے اور وہیں وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۰۰ ہجری کا ہے۔ نواب صاحب مدوح رح سے اسی بنا پر آپ کا تعارف و رابطہ و داد ہوا اور اکثر کتب مصنفہ آپ کو بھیجیں نواب صاحب رح نے اتحاف النبلا وغیرہ میں تحت ترجمہ مولانا عرشی رح آپ کا ذکر خیر لکھا ہے اردو کے معلمین مرزا غالب کے چند خطوط دوستانہ آپ کے نام ہیں۔ آپ کا کتب خانہ علوم و فنون مختلفہ کی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا بڑودہ میں ۱۲۰۰ ہجری کو بعمر ۶۵ سال انتقال فرمایا آپ کے فرزند ارجمند سید محمود حسین سلمہ ربہ جانشین پدر ہیں۔ آپ

محرر سطور کے قریبی خال با فضائل تھے حمد اللہ علیہما

(۳۰) مولوی حکیم امداد حسین بن شیخ امیر اللہ رحمہ اللہ زبیری

آپ اپنے سلف کے سر پایہ ناز خف اور فخر خاندان تھے مسکن آبائی محلہ دہلیزہ ہے
قاضی محلہ کے اہل کمال کی صحبت نے تحصیل علم کا شوق دل میں پیدا کیا اور اساتذہ عصر
سے مستفید ہو کر بطلب علم سفر کا پورہ لکھنؤ کیا ذکاوت ذہنی و استعداد فطری سے
چند سال میں کتب درسیہ معقول و منقول علماء کے وقت سے بخود و تدبیر پڑھیں جنہوں
منطق و فلسفہ و ریاضی میں مہارت تامہ حاصل کی اور فاضل شہر ہوئے اور علم طب و طریقہ
علاج و مطب بجنبت تمام حاصل کر کے بعد مدت وطن مالوف کا رخ کیا مزاج میں صفائی
و تکلف تھا نازک و باغی و لطافت طبع بدرجہ غایت تھی لکھنؤ کی طرز معاشرت و تہذیب
پر کاربند ہوئے نفس و پالکی میں سوار ہونا پسند فرماتے افسوس کہ زمانہ نا قدر شناسی سے
با این ہمہ علم و فضل و خذاقت خلاق و متواضع بھی تھے مگر خود داری کے ساتھ لہذا اہل وطن
نے اجنبیت کی نظر سے دیکھا اور خواہم کو آپ کی سنجیدگی سے وحشت ہوئی مطب کو
فروغ نہوسکا آخر بجا ناست نامساعدت روزگار بچھڑہم سال عالم بقا کو رحلت فرمائی
۱۲۹۵ھ ۹۰ سال وفات ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۱) حکیم شیخ مصطفیٰ علی ولد منشی کوکم الدین صدیقی رح

آپ مولوی حکیم بدر الدین رح کے خواہر زادہ تھے عربی صرف و نحو و غیرہ سے فارغ ہو کر
کتب طبیہ فارسی و عربی میں توغل کیا اور حکیم صاحب موصوف سے طریق علاج و مداوا
میں مستفید ہوئے تشخص امراض و تجویز معالجہ میں حاذق تھے زبان فارسی و تعلیم کتب
درسیہ فارسی میں متنازع تھے کتب طبیہ فارسی کا ہمیشہ درس قائم رکھا آپ کے مشاہیر

تلامذہ سے آپ کے فرزند حکیم انوار الحسن اور اعزہ مین حکیم سید ابن علی و حکیم سید عبد الحق
و حکیم سید نظر حسین و حکیم شیخ بدر احسن وغیرہم ہوئے آخر عمر میں نابینا ہو گئے اور بعمر
۱۲۹ سال ۱۲ ہجری میں انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا شاہ محمد سعید بن مولوی سید بہا الدین حسین فاضل

آپ حضرت تاج الاولیاء رحمہ کے حقیقی برادر زادہ تھے ابتدائی زمانہ حضرت ہی کی خدمت
میں بسر کیا اور تربیت نجلیہ فرزندانہ پائی نظر کیمیا اثر نے حالت میں تغیر اور طبیعت میں
آزادگی پیدا کر دی با این ہمہ تحصیل علوم و اکتساب فنون کی جانب متوجہ ہوئے کلام اللہ
شریف مع تراویح سبوعہ و تجوید حفظ کیا اس کے بعد چند سال میں وہلی و کھنڈو
قیام فرما کر علوم درسیہ معقولہ و منقولہ و تفسیر و حدیث و فقہ تحصیل کیے سرعت فہم و ذکاوت
و قوت حافظہ کا وصف بمرتبہ نہایت رکھتے تھے جذب معرفت و کیفیت وجد و ذوق
عرفان فطری تھا لہذا علوم ظاہری کے ساتھ معارف باطنی کا ور یا موجزن رہا ہنگام
بلاوت قرآن مجید جوش رقت قلب ہوتا اور آیدیدہ ہو جاتے خشیت الہی کا اثر نور شہ
و لرزہ اندام سے ظاہر ہوتا اور کبھی استغراق و محویت کی حالت طاری ہو جاتی۔ تکمیل
تحصیل ظاہری و طی مراحل باطنی کے بعد وطن شریف لائے باتباع سنت و حکم پورے
عقد نکاح کیا اور چند سال مقیم رہے بعد لکھنؤ کا رخ کیا اور تا آخر حیات وہیں رہے
تعلقات و بیوی کو وطن سے نکلنے ہی خیر باد کہی۔ ہر صنف خط میں خوشنویس کا مل
تھے کتابت قرآن کا مشغول کیا اور مطابیح کو باجرت کا بیان لکھ کر دین اور بسر اوقات
فرمانی مجاہدہ نفس و تزکیہ باطن و عبادت شغل شماروزی تھا بعدہ جذب و شکر کی
منزل میں قدم پہنچا مگر خلاف شریعت مصطفوی کوئی امر سرزد نہوا تاویہ فرائض و
سنن میں ثابت قدم قبیح قرآن و حدیث رہے اور باوجود عدم اشتغال علوم ظاہری

لہذا یہ میرے لئے زاد و برادر تھا اور قیام میں وہ شاعر و شاعرانہ خیال میں رہتے

فیض عرفان

و ترک درس و مطالعہ آپ کے استحضار علم پر علماء زمانہ انگشت بدندان ہوتے تھے
 معضلات فنون و دقائق علوم بے غور و فکیر حل فرمادیتے اور عبارات کتب زبانی سننا
 دیتے۔ تاثر و قبولیت کا یہ عالم تھا کہ عمائد امر اور رؤسا اور حکام و اعیان شہر لکھنؤ
 و مضافات کا در دولت پر انبوه رہتا اور نوبت نبوت حاضر خدمت بابرکت ہو کر ملتی و عام
 قضاے حاجات ہوتے عامہ مخلوق ہندو و مسلمان بغرض استعدا اور جوخ کرتے
 مقتدر انگریز و حکام ہر صنیعہ کلکٹر و کمشنر وغیرہ بھی حاضر ہو کر تکریم و تعظیم بجالاتے
 تھے مشہور صاحب مطبع منشی نول کشوری۔ ایس۔ آئی۔ آپ کو اپنی عزت و دولت
 کا ذریعہ سمجھتے اور بکمال عقیدت روزانہ حاضر خدمت ہوتے اور ہر تیسرے روز آپ کے
 کھانے کے لیے خود کھانا لیکر آتے اور دست بستہ سامنے کھڑے رہتے۔ اسی
 کھانے پر آپ قناعت فرماتے تھے اور کسیکا ہدیہ و نذر نقد و جنس قبول نہ فرماتے
 اعزۃ وطن سے جب کوئی فائز خدمت ہوتا بحسن خلق و محبت پیش آتے۔ راقم سطور
 ایک مرتبہ وطن سے ریاست بھوپال کو واپس جاتے ہوئے راستہ میں لکھنؤ
 آترا اور حاضر خدمت اقدس ہوا بغیر تعارف و ملاقات سابق بطریق بزرگانہ
 میرانام لیکر اظہار مسترت فرمایا اٹھ کر بندگی ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا اور خود بخود
 حصول مقصد کی بشارت دی چنانچہ بھوپال پہنچ کر اسکا فوراً ظہور ہوا وقت رخصت
 بستہ کھو لکر ایک روٹی کا ٹکڑا اور بان کی گلوری رحمت فرما کر دعائے غنائی
 نفس و سلامتی ایمان دی۔ مجھ کو اس حالت کشفی و اطلاع مافی الضمیر پر آجتک
 حیرت ہے برکت بارہ نان یہ پاتا ہوں کہ محمد اللہ اب تک محتاج غیر اللہ و منت کشن
 مخلوق نہوا بلکہ اہل مال و دولت سے زیادہ فارغ البالی و خوشحالی میں بسر
 کی اور محسود و محسار رہا۔ اب گلوری بان کی برکت کا امیدوار ہوں کہ رحمت الہی
 سے خاتمہ بالخیر ہو سر سبزی نخل ایمان و سر فروئی آخرت سے بہرہ ور ہوں

بنی عام

ملاقات راقم

وَذَلِكَ لَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝ وفات شریف لکھنؤ میں ۱۳۰۴ھ بمطابق ۱۸۸۷ء
 میں ہوئی کسی بیدین شقی نے آپ کے کھانے میں زہر ملا کر شہید کیا قدس اللہ تعالیٰ کے
 سرور و جبرو۔ اس واقعہ کی تاریخ سید المورخین عزیز معجز سلمہ نے لکھی ہے

امام ظاہر و باطن امین ستر خدا	نمود عزم سفر سوے جنت الملائکے
باغت از پئے تاریخ مصرعے معجز	وفات شاہ محمد سعید نور ہدے

(۳۳) شمس العلماء مولانا سید امیر احمد بن مولانا سید امیر حسن محدث رحمہما

آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۶۲ھ بمطابق ۱۸۴۵ء میں ہے جب آپ کے والد بزرگوار بعد فراغ
 اکتساب علوم وطن واپس ہوئے تو آپ کی تعلیم کی جانب توجہ فرمائی اور قیام وہلی
 و میرٹھ میں آپ کو اپنے پاس رکھا بھجواسے الوداعی کلام لکھیا جو دست ذہن قوت فاضلہ
 میں عدیم النظیر تھے تیزی فہم و جبارت و جولانی طبع و بیباکی سے موصوف اور
 بحث و جدل کی طرف راغب تھے اقل مدت میں جملہ علوم درسیہ و کتب متداولہ اپنے
 پدر بزرگوار سے جودت و اتقان کے ساتھ استفادہ فرما کر مشغول درس و تدریس
 ہوئے خیر التکلیف مولانا الحاج اخوان سید محمد عبد الباری رحمہما کے ہمدرد و سپہم
 مشاغل رہے اور باہم ارتباط و دوستانہ و محبت برادرانہ رکھتے تھے۔ بعد
 قطع تعلقات میرٹھ حضرت شمس العلماء نے وہلی خوجہ آگرہ لکھنؤ بریلی بدایون نولہ وغیرہ
 مختلف اوقات میں قیام فرمایا اور ہر جاہ طلبہ علم درس و تعلیم سے مستفید ہوئے جانتے
 فنون عقلیہ و نقلیہ و مذاق ادب و معقولات و انطانت و تفنن طبع و استحضار علوم
 وجودت حافظہ میں سرآمد فضل سے عصر تھے جس کتاب کو دیکھ لیتے وہ ذہن میں
 محفوظ ہو جاتی اکثر عبارات طویلہ زبانی نقل فرماتے اکثر اشعار عربی و حماسہ و دیوان
 شبنی و مقامات حریری کا لفظ تھے متون منطوق و حکمت و نحو و بلاغت کے درس میں

میرٹھ

وہلی

اقوال کثیرہ شارحین و محشین بیان فرماتے اور بحث و مناظرہ میں طرز استدلال متکلمانہ
 و فلسفیانہ پر قادر تھے اور بوجہ جامعیت علوم و استحضار مضامین مقابل پر غالب آتے
 تھے نام آور علماء سے مجالس بحث و مجادلہ منعقد کیں اور گاہ بشوق طبع و حدت ذہن خلاف
 مخالفت پر ضد و اصرار کیا اور اپنے دعاوی کی تائید اور خصم کی تردید زور شور سے کی تفہیم
 اتہامین زیادہ تھا۔ تقریباً ۱۸۷۵ء میں گورنمنٹ ہند نے عربی و ہندیوں کے دربار میں جاری
 کئے اور اگرہ میں اسی صیغہ کی درسی اول پر آب مامور ہوئے اور قریب تین سال
 فرائض درس و تعلیم انجام دیے وہیں حقیر راقم سطور بھی آپ کے چشمہ فیض سے
 سیراب ہوا اور ایک جماعت کثیرہ طلبہ علم کے ساتھ آپ سے اکتساب علم کیا علامہ
 مولانا محمد بشیر سہسوانی روم مدرسہ سنٹیٹ جوئس کالج میں عربی فارسی کے پروفیسر تھے اور
 آپ مدرسہ عربی کے صدر مدرسین اور میرے انج معظم حضرت مولانا سید محمد عبد الباقی
 رحمہ اللہ علم ادب و ریاضی کے مدرس اعلیٰ تھے ہر سہ فضلاء سہسوان اپنے اپنے
 مکان پر بھی مختلف فنون معقول و منقول طلبہ علم کو پڑھاتے اور تصنیف و تالیف و بحث
 و مناظرات و وعظ و درس میں شب و روز مصروف رہتے تھے تینوں ہی وطن اور باہمی
 تعلقات قرابت کے سوار رابطہ محبت و یگانگی بدرجہ غایت رکھتے تھے۔ شمس العلماء روم
 اکثر اپنے زور طبع میں غیر کی موافقت گوارا فرماتے اور مسائل مختلفہ میں مولانا
 شیخ محمد بشیر روم کے مقابل ہو جاتے تھے اور تردید میں زور قلم و زبان صرف فرماتے
 تھے اور کبھی نزاع بڑھ کر باہمی شکر رنجی کی کیفیت بھی نمایاں ہو جاتی تھی اور فاضل
 علامہ انجی معظم روم جو دونوں حضرات پر اثر خاص رکھتے تھے باہم مصالحت و تجدید اخلاص
 میں سعی فرما کر پھر شیر و شکر کر دیتے تھے اور دونوں بزرگ بصفای قلب متحد ہو جاتے
 تھے ہر سہ ارباب کمال حقیر کے استاد تھے سلوک جاوہ تحقیق و اتباع خاص کتاب و سنت
 ہر ایک کا نصب العین تھا پیروی عقائد سلف و رد و شرک و بدعت میں ہر ایک ممتاز تھا

تین بحث

کے

حضرت شمس العلماء جب بتقریب نکاح اول قبیلہ خیر آبادین میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی کے مکان پر فرود کش تھے مولانا محمد عبدالحق بن مولانا محمد افضل حق خیر آبادی رح سے ملاقی ہوئے اور باہم آمد و رفت رہی مولانا خیر آبادی کی بعض تلامذہ ممتاز بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ایک صحبت میں آپ نے بائناے تذکرہ علم و فضل مولانا فضل حق رح مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رح کے مقابلہ میں انکی نفسانیت و تعصب اور کمزوری بیان فرمائی یہ واقعہ جب مولانا کے گوش زد ہوا تو نہایت برا فرود ختم ہوئے اور باہم کشیدگی پیدا ہو گئی آپ نے اپنے اثبات مدعا میں ایک رسالہ مبسوط اسمی نقض الایہامیل فی الذب عن الشیخ اسماعیل رح مسئلہ امکان نظیر میں مولانا فضل حق رح کے رسالہ کار و لکھا اور انکے خلیفہ الرشید موصوف کی خدمت میں بتوسط بعض اعیان رو سا بھیجا مگر صدا سے برنجاشت کا مضمون دیکھ کر بعد انتظار بسیار کتاب ہدیہ سعیدیہ وغیرہ مصنفات مولانا فضل حق رح پر دس اعتراضات منطقیانہ و فلسفیانہ فوری تحریر فرما کر اور روانہ کیے اور متقاضی جواب ہوئے اسکے بعد مختلف مقامات پر آپ نے بوساطت اعیان رو سا مثلاً دہلی میں موقع دربار ۱۳۱۶ء اور لکھنؤ و آگرہ میں مولانا سے مطالبہ تحریر جوابات کیا اور ریاست رام پور میں بھی تحریک بحث و مناظرہ کی اور اعتراضات متعلق فن معقول رسالہ مطبوعہ ملک عشرہ کاملہ میں مولوی سید محمد نذیر مرحوم نے جمع فرما کر شائع کیے بزمانہ قیام بدایون مسئلہ سحری میں دربارہ مسئلہ امکان و اثنا عشر نظیر مولوی محمد عبدالقادر بن مولوی محمد فضل رح رسول بدایونی آپ کے فریق مخالف ہوئے اور مجلس مناظرہ شہر سے بعید محلہ شیخ پور میں باہتمام شیخ انتظام الدین صاحب رئیس عصر منعقد ہوئی چند روز متواتر تحریرات جانشین کی بدو شد ہی آپ کی طرف سے جواب بدلائل عقلیہ و نقلیہ مع نقل عبارات مستندہ ہر روزہ بلکہ فی انصاف پہنچتا تھا اور کوئی کتاب بھی آپ کے ہمراہ نہ تھی۔ فریق آخر کی جانب سے بعد انتظار بسیار و تقاضائے مسلسل جواب موصول ہوتا حالانکہ ایک بڑا کتب خانہ ہمراہ تھا اور حسب

بہاؤ

بدایون

ضرورت بدایوں سے بھی کتب کثیرہ طلب کی جاتی تھیں۔ شرکاء سے جلسہ مناظرہ
 و محاضرتیں شیخ پور تمام حالات کا معائنہ و موازنہ کرتے تھے۔ علامہ روشن و اعجاز احمد
 کو مباحثہ کے نتائج کا انتظار تھا کہ ایک روز عین شدت گرنا میں دوپہر کے وقت
 سنا گیا کہ حضرت مولانا سے بدایونی پیادہ پا اپنے مکان کو تشریف لے گئے۔ سلسلہ
 بحث ختم ہو گیا۔ مفصل حالات و تحریرات ہر دو فریق کتاب مناظرہ احمدیہ مولفہ مولوی
 سید محمد نذیر صاحب مرحوم میں مندرج ہیں۔ منشاء الاطلاع فی شرح الیہ تحقیق
 امر یہ ہے کہ آپ علوم و فنون کے بحر زخار اور جامعیت معقول و منقول میں دریا
 ناپیدا کنار تھے۔ اسپر ذکاوت و فطانت ذہن و قوت حافظہ کا جوہر آپ کے
 فضل کو وہ چند کرتا تھا۔ دو ایک فن کا عالم آپ کے سامنے متحیر و ششدر رہ جاتا
 تھا۔ عبارت و انشا نگاری عربی و فارسی میں دستگاہ کامل و ملکہ خدا وافر
 رکھتے تھے۔ بدیہ گوئی کا یہ عالم تھا کہ متعدد کاتبوں کو مختلف مضامین عربی و
 فارسی ایک ساتھ لکھاتے اور ربط عبارت و سلسلہ مضمون میں کہیں فرق نہ آتا
 نہ خود توقف فرماتے تھے۔ صدر اوشمس بازغہ و افق البین و شرح چغنی وغیرہ کے
 درس میں بحر زخار تھے۔ قدیم حکماء یونان و حکماء اسلام کے اختلافات بقرات
 عبارت بیان فرماتے۔ نیز ادیب کامل الفن تھے۔ ہزار ہا شعر عربی زمانہ جاہلیت
 و اسلامی یاد تھے۔ اسی طرح اردو و فارسی کے شعرا زبرد تھے۔ غرض کہ فلسفہ حکمت و ادب
 میں آپ کا درجہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ بروقت درس کبھی کتاب نہ دیکھتے تھے
 درس سے بیٹھ کر مضامین کے دریا بہا دیتے۔ آپ کے مشہور تلامذہ سے مولوی
 محمد اسحاق خان بریلوی، مقیم دہلی و مولوی عبدالکریم پنجابی مقیم گنچ مراد آباد و مولوی
 مشتاق اللہ اترولی متوسل ریاست رام پور موجود ہیں۔ ان کے سوا تعداد کثیر طلبہ متعدد
 شہروں میں آپ سے فیضیاب ہوئی۔ آپ کی تصنیف رسائل مذکورہ کے سوا

مجموعہ تصانیف

ذوالجلد فی حکم الصلوٰۃ علی العجلہ مفتی سعید اللہ صاحب رامپوری کے فتوے کے
 جواب میں طبع ہوئی مگر تکمیل کو نہ پہنچی اور ایسا اکثر ہوا کہ ایک کتاب ختم نہیں ہوئی
 کہ دوسری شروع کر دی یہ تفسیر طبع مانع تمام کتاب ہوتا تھا۔ ۱۳۰۲ھ میں آپ نے
 سفر حجاز فرمایا اور فریقین حج بیت اللہ ادا کیا بعد واپسی ریاست بھوپال میں وارد
 ہو کر نواب مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر سے ملاقات کی اور اعزہ وطن
 متوسلین ریاست سے ملے آپکا اکرام و اعزاز کیا گیا مشہور عربی دان حج ناول حسب
 آپ کا شاگرد تھا اور بڑی عظمت کرتا تھا تقریب حکام و ملاقات روسائے عظام کی وجہ سے
 آپ کے اقتدار کو گورنمنٹ نے بھی تسلیم کیا اور بوجہ کمال علم و فضل خطاب شمس العلماء جمیکہ
 پہلی بار گورنمنٹ نے فضلاء نامور کو دیا ہے آپ کو مرحمت ہوا آپ کے شریک خطاب
 مولانا محمد عبدالحق خیر آبادی و مولانا محمد نعیم لکھنوی فرنگی محلی و مولوی شاہ عبدالحق کانپوری
 شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی مشاہیر زمانہ تھے اسکے بعد سے اب تک حصول خطابات
 کا مدار محض خوشنودی حکام و خیر خواہی سرکار پر ہے کسی کمال کو انتخاب میں دخل نہیں
 آپ نے اس عنایت کے شکر یہ میں باصرار بعض حکام یورپین ضلع ایک فصیح و بلیغ
 قصیدہ عربی کوئین و کٹوریا ملکہ انگلستان و ہند کی مدح میں لکھ کر بتوسط بعض حکام
 انگریز لندن روانہ کیا۔ افسوس کہ اس واقعہ سے ایک سال بعد آپ نے بدایون
 میں بھونٹیا لیس سال ۱۳۰۲ھ میں بمرض تپ و اسہال وفات پائی مزار خام متصل
 نوادہ و کھیر اباغ میں ہے آپ کا کتب خانہ عظیم الشان افسوسناک طور پر تباہ و برباد ہوا
 آپ خوش خوراک و خوش پوشاکی کے شوقین اور وجاہت کے ولداہ تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علامہ عزیز نے فاوہ سال تاریخ عربی قطعہ فارسی میں موزون کیا ہے۔

یہ خطبہ

تقریب

وفات

<p>کرد آہنگ روضہ جنت و مخلو الخلد از سپہ رحمت ۱۳۰۲ھ</p>	<p>مولوی سعید امیر احمد سال تاریخ زور قلم معجز</p>
---	---

آپ کے دو صاحبزادے ہیں خلف اصغر یعنی مولوی سید محمد صاحب مشائخ علمی و درسی امین مصر و

اوقات میں سلمہا اللہ

دہس) شمع المناظرین برہان المتکلمین مولانا خونا الحاج سید محمد عبدالباری

قدس سرہ

بن حجتہ الاسلام مولانا ابینا السید سراج احمد نقوی فاضلی رحمہ اللہ تعلقے ولادت
 باسعادت سال ۱۲۶۶ ہجری کو وطن میں ہوئی کاتب الحروف کے حقیقی برادر عمر
 میں آٹھ سال بزرگ تھے بچپن کا بڑا حصہ لکھنؤ و کاکورہ میں بخدمت حضرت
 والد ماجد رہا بسر ہو امر اجت وطن کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی
 چونکہ سرعت فہم و قوت حفظ و جودت اور ان سے بہرہ کامل رکھتے تھے اس لیے
 علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت اقل مدت میں حاصل کر لیے اور بعض متون اصول
 و کلام و ادب وغیرہ محفوظ ذہن عالی ہو گئے ابھی عمر کا بارھواں سال تھا کہ جناب پیر بزرگوار
 کا سایہ عاطفت سے جدا ہو گیا اور اندوہ و مصائب کا کوہ غطیب سر پر آ گیا
 لیکن مردانہ ہمت و استقلال و جرأت خدا داد سے آپ نے آلام زمانہ کا مقابلہ
 کیا اور حضرت والد ماجد اور چھوٹے بھائی بہنوں کی تشفی و تسلی میں چندے مصروف
 رہے اسکے بعد پھر سلسلہ کتاب علم شروع ہوا اور مولانا سید امیر حسن رحمہ اللہ کی خدمت
 میں پہنچے انکو چونکہ آپ کی قابلیت فطری و جوہر استعداد و ذہن و ذکاوت سے
 آگاہی تھی اس وجہ سے توجہ خاص آپ کی تعلیم میں مشغول ہوئے اور اپنے ہمراہ
 میرٹھ لے گئے وہاں آپ نے چند سال قیام فرمایا اور شب و روز طلب علم تکمیل
 درس میں اوقات عزیز بسر ہوئی۔ چونکہ جودت و نطانت کے ساتھ جرأت و
 دلیری زائد الوصف تھی اور کسی امیر یا حاکم کا رعب آپ کو مانع گفتگو نہ ہوتا تھا

ملاحظہ

بنا

اور قوت تقریر میں لگانے تھے اس لیے ہمیشہ مجالس و عطا و مناظرہ میں حضرت استاد
 آپ کو فخر کے ساتھ پیش کرتے تھے اور آپ اپنا فرض خوبی سے انجام دیتے تھے
 تقریباً ۱۸۵۷ء میں مدرسہ اسلامیہ کی طرف سے شیخ الہی بخش تاجر دریس میرٹھ نے
 عظیم الشان جلسہ کا اعلان کیا اور علماء و فضلاء عصر بلاد و اصرار سے شریک و مدعو
 ہوئے رامپور بریلی لکھنؤ دہلی مراد آباد و یوبند وغیرہ سے مشاہیر اہل علم آئے اور
 تین روز تک یہ بارونق جلسہ علماء کے مواعظ و خطبے سے معمور رہا تیسرے دن مجمع
 علماء و ائمہ و علماء شہر میں فارغ التحصیل طلبہ کو سند فضیلت بعد امتحان دی گئی اور سب
 سے پیشتر بانی مدرسہ مولانا سید امیر حسن رحمان نے آپ کو پیش کیا کتب منتہایہ کے
 مقامات مشککہ اور ہر علم و فن کے دقیق و متعلق مسائل آپ کے سامنے لائے گئے
 جنکے جوابات شافی بے فکر و تامل آپ نے فضلاء و متجین کو دے دیئے ہر طرف
 سے احسنت و بارگاہ اللہ کی صدا بلند ہوئی اور اول درجہ کی سند بمواہر علماء حاضرین
 آپ کو دی گئی ایمان شہر میرٹھ آپ کی حالت سے پہلے سے واقف تھے اس جلسہ کے
 بعد عظمت اور بھی زیادہ ہو گئی اسی زمانہ میں آپ نے رسالہ ہدایۃ البتدعین و شرک
 و بدعات میں بغرنائش بعض نو مسلم انگریز تصنیف فرمایا اور اسکو بعض روسا سے میرٹھ
 نے طبع کرایا پھر حضرت مولانا سے اجازت لیکر آپ دہلی تشریف لے گئے اور اپنے استاد
 الاستاذ شیخ النکل مولانا سید شاہ نذیر حسین محدث رحمان سے کتب حدیث صحیح مستہ وغیرہ
 سنا کر سند علی جان صاحب معزز تاجر دہلی نے آپ سے قیام دہلی کی خواہش کی
 چنانچہ پانچ ماہ وہاں قیام فرمایا طلبہ عالم کو درس دیا اور شہر میں جا بجا مجالس و عطا
 منعقد ہوئیں بعض سربراہ اور وہ مسلمانوں کے اصرار سے آپ نے مسیحی پادریوں کے
 مناظرہ کیا اور مجمع عام میں انکو شکست دی کتب مذاہب باطلہ پر آپ کی نظریہ
 تھی اور انکے مضامین مستحضر فی الذہن تھے انکی خوب خوب تردید فرمائی اور

حیات امینہ

نورانی

حقانیت دین اسلام زور شور سے ثابت کی چند مسیحی علمائے خود اپنے مغلوبیت و عجز کا اعتراف کیا۔ پھر وہاں سے بقصد وطن روانہ ہوئے اور راستہ میں علی گڑھ قیام فرمایا یہاں بانی مذہب آریہ دیانند سرتی سے مقابلہ ہوا مخالفین نے تقریری بحث کو گوارا نہ کیا لہذا آپ نے ایک تحریر اثبات حقیقت اسلام و تردید اعتراضات مخالفین سے مشحون لالہ صاحب کے پاس بتوسط بعض اعیان شہر بھیجی اور اسکا جواب نہ آنے پر پونے روز ایک تحریر جسمین دید کی تعلیمات کو ثبوت ثابت کیا تھا اور عقائد آریہ کی اصولاً تردید تھی ایک جلسہ عام میں پڑھ کر سنائی اور بمشورہ عام مخالف کو بخائی اس دوران میں چند جگہ آپ کا وعظ و بیان ہوا اگر کسی مخالف کو مجال دم زدن نہ ہوتی پھر سنا گیا کہ لالہ صاحب کسی طرف روانہ ہو گئے اُسکے بعد آپ وطن تشریف فرما ہوئے اور حضرت تاج الاولیاء قدس سرہ نے اپنی دفتر کے ساتھ آپ کا عقد نکاح فرمایا پھر باجارت حضرت والدہ معظمہ آپ بدایون تشریف لے گئے اور بقدر دانی بعض حکام مسلمان وہاں قیام فرمایا طلبہ علوم کو درس دیتے اور اہل بدع و اہوا و ہنود و نصارا سے معرکہ بحث میں وقت صرف فرماتے بعض علمائے بدایون سے بسبب اختلاف عقائد و اعمال مباحثے ہونے اور تحریراً و تقریراً اغلاے کلمۃ الحق و اشاعت توحید و اتباع کتاب و سنت و روشد و بدعت میں سعی روزانہ فرمائی اور کسی جلسہ میں کسی مخالف کی پرواہ نہ کی بخاطر اظہار حق فرمایا۔ مشہور پادری انگریز ہاسکن صاحب سے بتقریب بحث و تحقیق مذاہب ملاقات ہوئی اور وہ آپ کی وسعت نظر و تحقیق و عبور کا گرویدہ ہو گیا تحریفات انجیل کا اعتراف کیا آپ سے عربی زبان کی تحصیل عد تکمیل کو بخائی وہ زبان عبرانی کا عالم تھا آپ نے اُس سے زبان عبرانی حاصل کی اور بحسب ضرورت کتب دین مسیحی کا مطالعہ کیا آپ کے مناظرات و مباحثات میں تعصب و نفیست

مناظرہ نصارا

مناظرہ آریہ

راجت وطن نکاح

قیام بدایون

و خود بخائی و شہرت پسندی کا مطلقاً دخل نہ تھا ہمیشہ خلوص و سعی لوجہ اللہ و ارشاد
 عباد مرکز خاطر تھے اور طلب حق و کسب کمال و درس و وعظ و تصنیف میں بدل
 مساعی فرماتے تھے رد اہل باطل و الزام مخالفان اسلام آپ کا خاص شعار تھا۔
 بتعلقات معاش شہر جون پور میں قیام فرمایا کچھ وقت تدریس طلبہ علم میں بھی مشغول
 ہوتا تھا مولوی حکیم محمد انور علی لکھنوی محشی کتب درسیہ و مصنف انوار الحواشی وغیرہ
 سے آپ کا ربط و ضبط زیادہ رہا اور بعض اوقات فرصت میں آپ نے اپنے فن
 طب کے مسائل اور بعض مقامات مشککہ و مصطلحات طبیہ کلیات قانون شیخ الریس
 زبانی استفادہ فرمائے اور طریقہ طب بھی حاصل کیا بعد چندے شہر آگرہ میں مدرسہ
 عربی سرکاری میں آپ کا تعلق ہوا اور کئی سال وہاں قیام فرمایا مدرسہ میں تعلیم
 ادب و ریاضیات عربی آپ کو تفویض ہوئی حساب و ہندسہ و ہیئت و مساحت
 میں آپ کو علم و عملاً کمال دستگاہ تھی جامعیت علوم و فنون معقول و منقول میں ممتاز
 اور استخصار و تحقیق فروع و اصول میں فائق الاقران تھے اس وقت آگرہ میں
 مسیحی پادریوں کا بڑا زور تھا اور عوام و خواص سے ہر موقع پر برسر بحث ہوتے
 تھے آپ نے وہاں پونچکر دین نصاریٰ کی تردید اور حقانیت اسلام پر زور و شور سے
 وعظ کیا اور ہر مجلس میں مذہبی تقریریں کیں اسپر عیسائی علمائے متفق ہو کر آپ سے
 مباحثہ کا قصد کیا اور مشہور مسیحی عالم پادری عماد الدین جو عربی زبان و اسلامی
 کتب پر عبور اور بحث و مناظرہ میں خاص مہارت رکھتا تھا اس مباحثہ کے لئے
 منتخب ہوا اور بعض مشنری علماء پنجاب سے بھی اس مہم کے لئے مدعو کیے گئے
 پادری دین صاحب پرنسپل مشن کالج اس کے منتظم تھے شرائط مباحثہ و انعقاد
 جلسہ انجمن کے ذریعے طے ہوئے اور یوم موعود پر عماد شہر ہندو و مسلمان و عیسائی
 و حکام وقت و ائمہ و غیر با مشربیک جلسہ ہوئے اور باتفاق اسے حاضرین استدعا

جون پور

آگرہ

مناظرہ نصاریٰ

مخالفین آپ نے تقریر طویل و دربارہ استحكام اصول اسلام و حقانیت قرآن و صدقہ امت
 دین برحق و ابطال و تردید ادیان فسوفہ و تحریفیات وغیرہ پر بلفصاحت و بلاغت تمام
 بیان فرمائی مسیحی علماء اس سے قبل آپ کی تقریروں اور وعظوں کے مضامین خود اور
 لوگوں کی زبان سے بھی متواتر سن چکے تھے اب اس بیان میں دین اسلام کا
 غیر مذاہب سے موازنہ اور زبردست فیصلہ تھا اور آپ کی طلاقت لسانی نے اسکو
 بوضاحت حصار کے ذہن نشین کر دیا اسمین دو کھنڈے سے زیادہ وقت صرف ہوا
 آپ کے بعد پادری صاحبان سے جو ابی تقریر کا تقاضا کیا گیا مگر کچھ نہوا کچھ خاموشی
 کے بعد پادری عماد الدین نے مناظرہ زبانی کو موجب فتنہ و فساد دیکھ کر رخصت مانگی اور کہا کہ
 ہم تحریری بحث کو پسند کرتے ہیں۔ منتظم جلسہ و دیگر معزز عیسائیوں نے انکے فرار و ہانہ جوی
 کو تسلیم کر کے جلسہ برخاست کیا پادریوں کی اس بے محاباگری سے عام عیسائیوں کے
 دل بیٹھ گئے اور ایک مدت کے لئے انکی تقریروں کا بازار سرد ہو گیا اسکے بعد چند
 تقریروں کے ذریعہ سے انکو تنبیہ کی گئی مگر جو اب صاف ملا اور کوئی آباد وہ بحث نہوا
 مسلمانوں نے نعرہ ہائے فتح و نصرت بلند کیے۔ اسکے مختصر حالات رسالہ فتح البین
 علی اعداد الدین مطبوعہ آگرہ ۱۲۹۲ھ میں درج ہیں جب سید مروج کی تفسیر القرآن اردو
 کے بعض مضامین رسالہ تہذیب الاخلاق میں علی گڑھ سے شائع ہوئے تو آپ نے
 سورہ نیل کی تفسیر پر سید صاحب کار و لکھا اور انکی تفسیری غلطیاں ظاہر کیں اس
 مضمون کو سید مروج نے تہذیب الاخلاق میں بلفظہ طبع کر دیا اور دوستانہ خط و
 کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور جب تمام محڈن کالج کے لیے گشت کیا تو آگرہ پہنچ کر
 سب سے پہلے آپ سے آکر ملے اور آپ کو اپنے پیام گاہ یعنی مکان مولوی عبد القیوم
 صدر اعلیٰ پر ساتھ لے گئے اور جابجا شہر میں معزز رؤسا کے پاس مع آپ کے گئے
 بعد چندے عہدہ پروفیسری عربی و فارسی کے لیے آپ کو بلا یا اور بچہ اصرار کیا

ملاقات و بحث سید مروج صاحب کے نام بانی کالج اسلام آباد علی گڑھ
 اعلیٰ طبیب و ڈاکٹر

مگر آپ نے بحیثیت دین و اخلاقیات عقائد باہمی یہ تعلق گوارا فرمایا یا این ہمہ سید صاحب
 ہمیشہ آپ کی ہمت و غور و مستعدی کے مداح رہے زمانہ قیام آگرہ میں آپ نے کتاب
 مستطاب اعلام الأجداد والاعلام ان الدین عبداللہ الاسلام مجلد پنجم تصنیف فرما کر
 طبع کرائی جو اپنے باب میں نئے مثل و نظیر ہی محض تفسیر دین حق کیلئے حجت قاطعہ اور اہل حق
 کے لیے آیت باہرہ ہو جس میں تنقید می اصول پر غیر ناسب کو باطل اور اسلام کو حق ثابت کیا گیا ہے
 چونکہ تمام سنی آپ کی اشاعت حق و تبلیغ اسلام میں تھی اور حمیت دین و فلاح
 مسلمانوں کو نصب العین رکھتے تھے بنا برآں واقعہ جنگ روم و روس ۱۸۷۷ء میں خاص
 نہ رہے اعانت سلطان ترک و مجاہدین پر کمر ہمت باندھی آگرہ میں جا بجا و عطا کے
 مفضلات شہر میں دورہ کیا اپنے وطن میں لوگوں کو ترغیب امداد دی اور ایک قم
 کثیر جزہ کی ترکی کو بھیجی اور آپ کی کوشش سے بہت نفوس مسلمان مجاہد بن کر روم کو گئے
 اسی خدمت کی مہر و فیت میں ملازمت سے مستعفی ہو کر وطن تشریف لائے اور و عطا و
 ارشاد و ترغیب و ترتیب عباد و تفسیر قرآن و حدیث میں مشغول ہوئے۔ بعدہ مراد آباد
 کا سفر فرمایا اور مشہور رئیس شہر قاضی محمد عباس مرحوم کے مہمان ہوئے اندر من مراد آبادی
 مشہور عالم ہنود مصنف تحفۃ الاسلام سے مناظرہ کیا اور مجمع عام میں اسکو شکست
 دی اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ کتاب مذکور اسکی مصنفہ نہیں ہے وہاں سے لکھنؤ گئے
 اور مولانا محمد عبدالحی لکھنوی کے تعلقات مجاہد کی وجہ سے فرنگی محل میں قیام فرمایا اتفاتی
 منتشی نول کشوری ایس آئی۔ سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے مطبع کے لیے
 تصحیح کتب کی نگرانی و انیسری کی استدعا کی جسکو آپ نے طوعاً و کرہاً قبول فرمایا۔

تصنیف فرمایا

جنگ روم و روس

مناظرہ ہنود

علہ آپکو مصنفات این تتمہ دین قیم و سیوطی و شاہ ولی اللہ وغیرہ رحمہم اللہ سے بچہ مذاق تھا اور اکثر عبارات نوک زبان
 پر از بر تھیں شرح بخاری و اکثر تفاسیر بر نظر غائر و وسیع و علم معانی و بیان میں کامل دستگاہ تھی
 محاسن شعر عربی فارسی اردو کو خوب فہم فرماتے ۱۲۔

وہ آپ کی فقیہیت علمی و مستعدی کے مدح سرا اور آپ انکی ملازمت سے سخت ہزار
 رہے غیر مسلم کی مانتی سے ہمیشہ احترام فرماتے اور بجز بوری اختیار کرتے تھے
 چنانچہ بعد چندے سبکدوش ہو گئے اور بغرض تبلیغ دین و اعلائے کلمۃ اللہ مقایمات
 وورد و راز کا سفر کیا ریاست ٹونک و حیدر آباد و کن بھی تشریف لے گئے مگر
 خواہش حصول ملازمت اصلانہ کی ہر جاہ اکرام و احترام کامل کیا گیا مجالس عامین
 و عہد ہوئے آپ کی حُسن مساعی و برکت انفاس سے صد ہا گمراہ دین برحق میں آگئے
 اور بہت سے مبتدعین عقائد باطلہ سے تائب ہوئے آپ کی اثر صحبت سے ایک
 معزز انگریز لکھنؤ میں مائل اسلام ہوا اسکا نام جوزف تھا۔ آپ کی تحریک سے ریاست
 بھوپال میں معزز عمدہ پیرامور ہوا حضرت نواب سیدنا مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم
 نے بمعائنہ اشتہار طبع کتاب اعلام الاجاز بحیثیت دینی مصارف طبع میں اعانت
 فرمائی تھی جب سے باہم سلسلہ مراسلت قائم تھا اتفاق سے بعد واپسی حیدر آباد
 ۱۲۹۵ھ میں اپنے بھوپال میں قیام فرمایا اور لفرمائش و اصرار نواب صاحب مدوح
 ریاست بھوپال میں تعلق ملازمت اختیار کیا اور تا آخر حیات متوسل و مشیر و نیکم
 نواب صاحب و معتمد امور ریاست رہے ریاست کے علما و فضلا و مدبرین و عقلا میں
 قدر و منزلت و تقرب و حضوری میں آپ ممتاز تھے عام رابے تھی کہ جس صیغہ کا
 کام یا جو عمدہ آپ کے سپرد کیا جائے اسکو آپ سب سے بہتر انجام دے سکتے ہیں
 و دربار میں جس طرح مباحث علمی میں سبقت فرماتے تھے اسی طرح امور نظم و نسق بلکہ میں
 بجزات تردید و تائید و اظہار اسے فرماتے تھے بلکہ بزور دلائل اپنے مدعا کو محض میں
 سے تسلیم کرا لیتے تھے راست گوئی و اظہار حق میں آپ کی جرأت و دلیری ضرب المثل
 تھی آپ پر کسی امیر و حاکم و والی ملک کا رعب نہ تھا جس موقع پر ہندو سے خاص و
 مغربین مجبور ہوتے آپ وہاں سے خوف و خطر تقریر کے جو ہر دکھانے تھے میں

قیام لکھنؤ

تعلق بھوپال

دلیری و اظہار حق

ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ خود اُمر اور دُسا پر آپ کا رعب چھانا اور اُنکو آپ کے اتباع پر مجبور کر دیتا تھا یہ حقیقتاً، محبتِ حق تھی آپ نے کبھی اپنی ترقی جاہ و منصب کے لیے کوشش نہیں فرمائی اور جب خود بخود کوئی موقع پیدا ہو گیا اور سرکار سے آپ کی ترقی و قدر شناسی ہوئی تو فوراً کسی امیدوار کا جہنم دوست و عزیز کو نواب صاحب کے سامنے پیش کر دیا اور بعض اپنی زیادتی جاہ و منصب کے اسکو معقول ملازمت پر مامور کر دیا اس ایشار کی مثالیں آپ کے کارنامہ میں بکثرت ہیں۔ اعزہ و وطن کی قدر افزائی و سرفرازی میں ہمیشہ جدوجہد فرماتے تھے کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر مرحوم کو آپ نے عزت کے ساتھ ریاست میں بلوایا اور اُنکی ترقی اعزہ ازین ساعی رہے کپتان میر فدا حسین خان مرحوم اور ڈپٹی میر مظہر علی صاحب ریس سہوان کو اپنے توسل و تقریب سے معزز و مہر پر مامور کرایا۔ اہل حاجت اقارب و آشنا کی ہمدردی بدل جان فرماتے اور اگر کوئی احسان فراموش آپ کو رنج ہو پجاتا تو غصو سے کام لیتے اور پھر احسان و مروت سے اسکے ساتھ پیش آتے سچ ہے ۵

بدی را بدی سهل باشد جزا | اگر مردے احسن اے لے من اَسا

حق گوئی و اظہارِ مافی الضمیر میں آپ کو موقع و محل کا انتظار نہوتا تھا بڑے بڑوں کو خط و لغزش پر فوراً ٹوک دینا ایک معمولی بات تھی خوشامد و دنیا سازی آپ کے مسلک میں کفر تھی ۱۳۰۲ ہجری میں تیبہ سفر حج فرمایا کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر کو بھی ترغیب ادا سے حج دے کر آنا وہ سفر کیا اور خود بھی ریاست سے رخصت لی اہل عمال کو بھوپال میں چھوڑ کر مکہ معظمہ گئے علماء و صلحا کے مکہ سے ملاقات ہوئی حاجی امداد اللہ ہندی مہاجر کے حلقہ دوس میں پہنچے حاجی صاحب ایک جماعت کو کتب تصوف کا سبق دے رہے تھے اور جلسہ ذکر کتاب اللہ و حدیث رسول سے خالی تھا اس مواخذہ پر حاجی صاحب برہم ہوئے اور علماء متقدمین و محدثین مثل امام ابن تیم و شاہ ولی اللہ

رحمہما اللہ کی شان میں الفاظ نازیبا فرمائے اسپر بہت بحث و نزاع رہی آخر بتقاہا
 ہمارا ہیجان آپ قیام گاہ پر واپس آنے لگروہاں حکم تبنگ آمد بھنگ آمد آپ پر ایک
 سخت حملہ کیا شریف مکہ کو اطلاع دی کہ یہ نووارد عالم وہابی ہیں اس پر تحقیق
 و تفتیش ہوئی اور آپ سے زبانی و تحریری جواب طلب ہوئے اسی کے ساتھ
 مخالفین کی کوشش سے دس بارہ سوال متعلق عقائد آپ کے پاس پہنچے
 آپ نے بغیر استدلال کسی کتاب کے اجوبہ محققانہ بنقل شواہد کتاب و سنت و آثار
 صحابہ و عقائد سلف مع حوالہ کتب معتبرہ و نقل عبارات ایک رات میں تحریر
 فرما کر شریف کے پاس بھیج دیے شریف مکہ نے بجنوری علما اسکو پڑھا اور حاجی
 صاحب کے پاس روانہ کر دیا بعدہ آپ کو بعز و اکرام طلب کر کے تین روز
 مہمان رکھا اور تکلف تمام آپکی دعوت مودہ رفیقوں کے رہی جوابات مشارالہا کا
 مسودہ قلمی آنجناب رحم راقم الحروف کو زمانہ ترتیب کتاب ہذا میں کتب خانہ جناب
 نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ مقیم لال باغ لکھنؤ سے دستیاب
 ہوا اسکے مطالبہ سے آپ کے حفظ و استحصال مطالب و عبارات و دعوت نظر و تحقیق
 مجتہدانہ کا کمال ظاہر ہوتا ہے علوم قرآن و حدیث میں آپ کا پایہ ارفع و اعلیٰ تھا
 اتباع سنت و زہد و تقویٰ و اجتناب منکرات و رد بدعات میں ہمیشہ ساعی رہتے
 تھے مولوی ہدایت اللہ خان مدرس جو پور و مولوی ہدایت علی بریلوی و مولانا
 عبدالقادر بن مولوی فضل رسول صاحب بدایونی و مولوی عبدالبنی رامپوری
 سے مختلف اوقات و مواقع میں مباحثات ہوئے اور اولہ قاطعہ قرآن و حدیث
 سے سب کو ساکت کیا مصنفات امام ابن تیمیہ و ابن قیم جوزی و شاہ ولی اللہ دہلوی
 و علامہ شوکانی و حافظ عسقلانی برعبور خاص تھا تفسیر امام رازی کو یا از بر تھی جو ابھی
 مرحوم کے دربار خاص میں اکثر شب کو جمع علما و فضلا ہوتا تھا آپ بھی روزانہ پابند

واقعات

معارف

تو آپ کی

حضور کی تھے مسئلہ رفع سبابہ کی بابت نواب صاحب مرحوم نے اپنی تحقیق بیان فرمائی اور کسی نے مخالفت نہ کی آپ نے بیخوف تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ابتداء سے قندہ سے آخر تک رفع سبابہ مسنون ہے اسپر دلائل صریحہ حدیث پیش کیے کچھ باہمی بحث کے بعد سب کو آپ کی تحقیق سے اتفاق کرنا پڑا اسی طرح جب مسجد جامع سہسوان زیر تعمیر تھی تو نواب صاحب نے آپ کی درخواست پر عذر کیا کہ صرف زکوٰۃ کاروبار میرے پاس ہے اور وہ بنائے مسجد کے لیے جائز نہیں بعض غلام نے موافقت بھی کی مگر آپ نے مصارف زکوٰۃ سے صرف نئی سبیل اللہ کا جمار کے لیے مخصوص نہونا ثابت فرمایا اور چند روز تک متواتر دلائل و اقوال صحابہ و سلف سے اپنے مدعا کی تائید فرمائی آخر نواب صاحب نے آپ سے اتفاق کیا اور مبلغ دو ہزار رقم چندہ عطا فرمائی۔ علیہ حضرت نواب شاہجہان بگھمن مرحومہ خلد مکان آپ کو پیش دربار کے لقب سے یاد کیا کرتی تھیں۔ آپ جہانی صحت و توانائی و چستی میں شہزور پہلوان اور محنت و جفاکشی و مستعدی میں غیر معمولی قوت کے انسان تھے ورزش بدنی و فنی و ریاضت دائمی معمول تھا۔ رحم و ہمدردی کا اس قدر جوش تھا کہ ایام قحط و گرائی میں کبھی خود شکم سیر ہو کر نہ کھاتے اور غرباد محتاجین کی مدد فرماتے اور خود کسی کا بار احسان کسی حالت میں گوارا نہوتا تھا با این ہمہ تو اسے خوش اخلاقی و مہمان نوازی شعار خاص تھا۔ آپ کارالطہ انس و محبت بھوپال میں فضلاء سے غصہ مولانا سید ذوالفقار احمد نقوی و ام فیضہ و مولانا شیخ محمد صاحب مدرسہ جعفری پھلی شہری قاضی ریاست و مولانا محمد عبدالرشید کشمیری و مولانا حکیم محمد معز الدین پشاور رحیم اللہ سے زیادہ تھا۔ تاویح بیت اللہ سے دوسرے سال ۱۳۰۳ھ میں آخر ماہ ذی القعدہ میں بعارضہ تپ محرقہ غلیل ہوئے اور تیرہ دن صاحب فراش رہ کر خاص یوم الحج ۹۔ ذی الحجہ یوم نخبینہ کو بعد نماز مغرباً آغاز شب جمعہ میں ۱۳۰۳ھ عالم فانی سے جو رحمت الہی کو منتقل ہوئے انا اللہ وانا الیہ راجعون ہ اس خبر

بجھل ڈالی

وحشت اثر سے تمام شہر میں سخت کمرام مچ گیا سرکار عالیہ و نواب صاحب بہادر کو آپ کی وفات سے دلی صدمہ ہوا آپ کے اہل و خیال کی پرورش کے لیے ریاست سے معقول وظیفہ ماہوار معین فرمایا عزا مقدس جانب شمال شہر تکیہ قلندر شاہ میں واقع ہے رحمہ اللہ تعالیٰ اس سانحہ کی تاریخ آپ کے محب مخلص حافظ سید محمد سورتی ^{۱۳۳۰ھ} سے استاوسر کار موجودہ حال و جاگیر ریاست نے فی البدیہہ حدیث نبوی ^{۱۳۳۰ھ} قد دخل الجنة بلا حساب سے تعمیر یک عدد مستخرج فرمائی اور مولانا سید ذوالفقار احمد سلمہ ربہ نے امیر المتقین مولانا سید عبدالباری تاریخ کئی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ایہ شریفہ و حلو اسکا و سہ ^{۱۳۳۰ھ} من فضیلتہ سے بصنعت ملفوظی یعنی بوجہ اسقاط الف جمع مستنبط کی۔

وفات

ذوالحجہ

(۳۵) علامہ نحریر مولانا شیخ محمد بشیر حیرت فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ

بن حکیم محمد بدر الدین رح آپ دو زبان علم و حکمت کے مایہ ناز خلف اور فضائل و کمالات میں یادگار سلف صاحبین تھے زمانہ آخر میں مجددین برحق و امام عصر و مجتہد مطلق ہوئے ولادت شریف وسط صدی سپندرہم میں ہے وقت وفات پندرہ آپ کا سن آٹھ نو سال سے زیادہ نہ تھا دو بھائی بڑے اور ایک آپ سے چھوٹے تھے بحسن کا زمانہ والد صاحب کے سایہ عاطفت میں لکھنؤ میں بسر ہوا ابتدائی تعلیم دہلی پائی ذکاوت طبع و اصابت رائے و نظر غائر بدرجہ غایت رکھتے تھے بعد وفات پدربزرگوار وطن آئے اور بعد چندے بشوق تحصیل علم سفر کیا پھر لکھنؤ وارد ہو کر مولانا محمد واجد علی لکھنوی و بعض فضلاء فرنگی محل سے فنون معقولات و منقولات متداولہ پڑھے بعد وہلی جا کر مکمل علوم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول فرمائی

وفات

۱۵ افسوس آپ کی وفات ۱۲ محرم ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ء شب جمعہ کو ہوئی ۱۲ مینہ

بعض مقامات کتب دینیہ مولانا سید امیر حسن محدثؒ سے حل و استفادہ فرمائے اور شیخ الحدیث مولانا سید نذیر حسین دہلوی سے کتب صحاح ستہ وغیرہ سماعاً و قراءۃً اخذ کیں نیز سند کتب احادیث علامہ شیخ حسین عربی منی و شیخ احمد شرقی نزہیل مکہ و مولانا محمد صاحب سہارنپوری مہاجر مکہ سے حاصل کی بعد فراغ درس اولاً علوم عقلیہ منطق و فلسفہ و علم ادب و فقہ و اصول میں زیادہ انہماک ہوا موافق مذہب حنفی کتب فقہ کے مطابق فتوے تحریر فرماتے تھے مولانا سید امیر حسن کے کفیف صحبت سے دنیات کا مذاق غالب ہوا اور جاوہ تحقیق کی جانب قدم بڑھایا قرآن و حدیث کا اتباع تسلیم نظر ہوا اور ہر مسئلہ میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کی مسائل جزئیہ و فرعیہ قرآن پاک سے مستنبط فرماتے اور بقوت مجتہدانہ عمل بالحدیث و ترک آراء و تقلید شخصی کو واجب سمجھتے تھے۔ ہر مسئلہ میں اختلافات ائمہ اربعہ و نزاع فقہاء و مسلک محدثین و اقوال سلف و آثار صحابہ پیش نظر تھے اور شرائط اجتهاد ذاتیہ صفات میں مجتمع تھیں اس لیے ہر دعویٰ حجج قویہ سے مؤید اور ہر استنباط شواہد کتاب و سنت سے موکد تھا جس فتویٰ یا مسئلہ پر علمائے عصر سے اختلاف کیا باریک اولہ باہرہ کتاب و سنت مخالف کو تسلیم کرادیا زور تحریر و قوت مناظرہ میں فرد اور وسعت معلومات و اطلاع مذاہب سلف میں لگانہ عصر تھے۔ درس و تدریس و تصنیف و تالیف و وعظ و ارشاد میں اوقات عزیز بسر فرماتے اور خدمت کتاب و سنت بخلوص دل بجالاتے تھے اول مدرسہ انگریزی سینٹ جونز کلج آگرہ میں فارسی و عربی کے پروفیسر ہوئے اور ایک مدت وہاں قیام فرمایا مدرسہ کی تعلیم کے سوا مکان پر صبح و شام جماعت کثیرہ طلبہ علوم معقول و منقول کو درس دیتے تھے۔ خاندان اطباء آگرہ کے مستعد و متمنی طلبہ آپ کے حلقہ درس سے مستفیض ہوئے حکیم مبارک علی و حکیم معصوم علی نامور طبیب آپ کے تلامذہ خاص سے تھے

طلب علم

تحقیق و اجتهاد

درس و وعظ آگرہ

افق البین ملا باقر دھوم و دھام سے ہوتی تھی اربعین استاذ ذی مولانا سید امیر محمد بھی شریک ہوتے تھے آپ کا وصف مشہور یہ تھا کہ جو مقام کتاب آپ کی نظر سے گذر گیا اسکو کوئی آپ کے مثل نہیں پڑھا سکتا تھا تفسیر و حدیث و فقہ و اصول میں بے نظیر تھے اگرہ کے قیام میں آپ حج کو تشریف لے گئے اور واپس ہو کر رسالہ مختصر بقول الحق المحکم فی زیارۃ القبر البیسیب الاکرم تصنیف فرما کر شائع کیا اس پر مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلے نے قلم اٹھایا اور رسالہ الکلام المبرور جو اب لکھا پھر آپ نے رسالہ بقول الحق اسکا رد شائع کیا اس کی تردید میں مولانا لکھنوی نے المذہب الماثور بڑے زور شور سے شائع کیا اسکا جواب بلیغ و شافی مزیل تمام شبہات و واقعہ جملہ ایرادات قدیمہ و جدیدہ بہت شرح و بسط کے ساتھ جامع مانع بجد و جہد تمام المسعی اتمام المسحۃ علی من اوجب الزیارۃ کا مسحۃ المعروف بہ السعی المشکور ایک مجلد مبسوط و ضخیم تصنیف فرما کر طبع کرایا جو نہایت محققانہ و مسکت تھا اگرچہ اسکا جواب برائے نام لکھا گیا مگر اہل تحقیق نے صحیح سمجھا اور پھر جواب الجواب تیار ہو گیا جسکے طبع کی نوبت نہ آئی مبدیہ بحث یہ تھا کہ مسئلہ استجاب و وجوب زیارت قبر نبوی صلعم میں اولاً مولوی محمد بشیر الدین قنوجی و تلمیذ رشید مولوی سید امداد علی ڈپٹی کلکٹر متوطن آگرہ آپ کے مد مقابل ہوئے اور فیما بین چند تحریرات کی آمد و شد ہوئی فاضل موصوف نے اپنی کمزوری بفرست دریافت کر کے مولانا کے لکھنوی کو بحث کی ترغیب دی اور اپنا تحقیقی سرمایہ بھی اُنکے سپرد کیا فخری ماجری۔ آپ جب لکھنؤ تشریف لیجائے تو مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلے بتواضع و حسن خلق پیش آئے اور باصرار کئی روز تک آپ کو مہمان رکھتے آپ کا غلط سننے اور موذبانہ عظمت و احترام کرتے آگرہ میں بزبانہ قیام راقم آپ مزاج اہل دین و مقصدائے مسلمین و مرشد طالبان تحقیق تھے تحریر فتاویٰ و اجوبہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی بعض فروعی مسائل میں

ماخذ تحریری مسئلہ زیارت

مولانا سید امیر احمد سہوانی نے آپ سے اختلاف کیا اور بسبب عدت طبع و اصرار فطری
 کشاکش پیدا کی مگر بعد وضوح حق بارہا رجوع فرمائی اور بحث سے دستکش ہوئے۔ اُدھر
 غضب کا زور و شور اور ادھر انتہا کا حلم و تحمل کبھی بلکہ حالت اعتدال بھی پیدا کرتے تھے
 آپ کو انھی و استاذی مولانا سید عبد الباقی رحمہ سے رابطہ خلقت و واد مستحکم تھا اور ہر معاملہ
 میں انکی رائے پر اعتماد فرماتے تھے۔ ورع و تقویٰ و عبادت و شب بیداری صریح و
 اخلاص رکھتے تھے رقت قلب و خشیت الہی کا اثر و غلط پر تاثیر سے ظاہر ہوتا تھا۔ تاریخ
 پنجم محرم الحرام ۱۲۹۵ ہجری کو حسب الطلب مولانا جناب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہاول
 آپ آگرہ سے ترک تعلق فرما کر ریاست بھوپال تشریف لے گئے مگر مسطور اس سفر میں
 ہمراہ تھا حضور سرکار عالیہ و جناب نواب صاحب نے بارادست دلی آپ کا اعزاز و احترام
 کیا اور عمدہ افسری مدارس ریاست آپ کو تفویض ہوا۔ طلبہ علم کو بطور خود درس
 تفسیر و حدیث وغیرہ سے مستفید فرماتے اور اچوبہ مسائل مستفتیہ بہا مجتہدانہ تحقیق کے
 ساتھ تحریر کرتے ہر جمعہ کو مسجد قاضی صاحب میں وعظ قرآن و حدیث کے مسائل شرعیہ
 میں اپنی تحقیق کو بخیر ظاہر فرماتے اور منکرین پر تحریراً و تقریراً اتمام حجت کرتے
 انکسار نفس و تواضع و حسن خلق بدرجہ غایت تھا اعزہ و اجاباب کے ساتھ لکھنا نہ
 ارتباط رکھتے تھے اور اثار و کرم و ادب و غربا و عیال نوازی میں کمال سیرت نبوی سے کام
 لیتے اور کسی امر میں ریاء و تجبیا و خود بخائی کا لوشانہ تھا نیز لطیفہ گوئی و ظرافت کثرت
 و تواضع میں ممتاز تھے عیال نوازی و مدارات اعزہ و اجاباب و ریادلی سے فرمائش
 خوش خوراک بچہ تھے۔ اقتدار سنت نبوی و نصرت حق مرکوز خاطر و ترک مستحب
 ناگوار طبع تھا بھوپال بلکہ تمام ہندوستان میں اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھا دیا اور
 علمائے عصر پر اپنی فضیلت علمی و قوت اجتهاد کو ثابت کر دیا۔ مفتی مکہ شیخ احمد جلال
 سے مسئلہ توحید میں مناظرہ ہوا اور ان کے رد میں کتاب صیانتہ الانسان عن دوسرے شیخ جلال

بہاول

تواضع و تواضع

قصیدت فرمائی اور لاہور میں ثابت ہوئی اس کو علماء نے چند بار طبع کرایا جب مولانا عبدالحی لکھنوی اور جناب نواب صاحب مرحوم کے مابین بحث کا سلسلہ قائم ہوا اور طرفین سے رسائل و کتب کی اشاعت ہوئی تو بعض مواقع پر مولانا لکھنوی نے آپ کو مصنف کتب مناظرہ خیال کیا اور رسالہ ابراز الفی میں اسکی تصریح کی اپنے اسکے ظن کو رفع فرمایا اور پھر دونوں علامہ عصر کے باہم مصالحت میں سعی فرمائی جزاۃ اللہ خیر جب وفات نواب صاحب مرحوم بجاہ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ میں واقع ہوئی تو آپ دل برداشتہ ہوئے مگر سرکار عالیہ مرحومہ کی عنایت و قدر شناسی و حسن عقیدت نے آپ کو روکا اور ہر دو مشنبہ کو تلج محل میں آپ کا وعظ مقرر ہوا جس میں سرکار عالیہ موہ جملہ خواتین و بیگمات محل شریک ہو کر حظ دینی حاصل کرتی تھیں وعظ کی تاثیر اور انداز بیان کا یہ اثر تھا کہ تشریح و بکا کی صدا میں بلند ہوتی تھیں عدل و سیاست شریحہ کے احکام اور حکومت و امارت کے متعلق ترہیب و ترغیب بے باکانہ فرماتے اور ذرہ رعایت نہ کرتے یہاں تک کہ ۲۹ صفر ۱۳۱۹ھ ہجری مطابق یکم جون ۱۹۰۱ء میں سرکار مرحومہ نے انتقال فرمایا اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ حال ریاست بھوپال مسند نشین ہوئیں تعلیم جدید و فنون مغربی کی ترقی اور قدر علم و علماء دین میں کمی نظر آئی تو آپ نے بعد قیام بست و پنج سال ریاست کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا اور مستعفی ہو گئے آپ اس سے قبل جب حسب حکم سرکار مرحومہ بغرض مباحثہ مرزا غلام احمد قادیانی دہلی تشریف لے گئے تھے تو وہاں کے دانشدار و علم دوست تجار و رؤسائے شہر نے آپ سے قیام دہلی کی استدعا کی تھی کیونکہ مولانا شاہ سید نذیر حسین صاحب محدث رحمہ بوجہ ضعف قوی و پیرانہ سالی درس تدریس سے عاجز تھے نیز وعظ و تفسیر قرآن بیان کرنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن بہ سبب تعلق ریاست و استدعا بے بیگم صاحبہ مرحومہ آپ نے بھوپال کو چھوڑا۔ اب ان لوگوں نے

مولانا عبدالحی لکھنوی

مفتی

آپ کو دہلی کے قیام پر مجبور کیا اور آپ کو جانا پڑا اور مسند درس و افتاد و عطا دہلی پر
 متمکن ہوئے۔ مناظرہ قادیانی کی تفصیل یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نے بہار و دست
 سے ترقی کر کے ادعاے مسیحیت کیا اور عیسائی دآریہ سے مباحثات کے بعد علمائے اسلام سے
 مناظرے ہوئے مرزا جی احادیث نبوی و اقوال صحابہ سے رخ کر صرف قرآن مجید کو
 حکم ٹھراتے تھے جب یہ غلغلہ بلند ہوا تو سرکار عالیہ نے مرزا صاحب کے مقابلہ
 کے لیے آپ کو دہلی بھیجا مرزا صاحب بحث تقریری پر راضی ہوئے تحریرات کا
 سلسلہ شروع ہوا مرزا صاحب مساجد و محلات مسیح پر مناظرہ کرتے تھے اور یہ
 ان کے دعوے کی تمہید تھی چنانچہ آیہ اِنِّیْ مَتَوَفِّیْکَ وَ سَرَّافِکَ اِلَیَّ کَر
 مَبْتَحَاتِ عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامِ سمجھ کر پیش کرتے تھے آپ نے آیہ وَاِنْ مِنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ
 اِلَّا لَیُوْمَ مَعِنَّا بِہٖ قَبْلِ مَوْتِہِمْ اٰلَیْمٌ سے اثبات حیات آن حضرت فرمایا مرزا صاحب
 نے حسب عادت مستمر تاویلات کے درکھولے اور صر فی و نحوی مباحث سبزی لانی
 طبع دکھائی اور قواعد عربیت کو ناقابل اعتبار بتایا مگر کچھ پیش نہ گئی آخر کار
 عاجز ہو کر حیلہ استقبال خسر کر کے میدان سے رو بفرار ہوئے۔ آپ نے
 یہاں ملاقات خسر سکر فرمایا خسر اللہ نبیاً وَاٰخِرَةُ ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرٰۤی اَلْحَبِیْنِ تحریرات
 مناظرہ و کیفیت بحث و فرار کتاب الحق الصریح فی اثبات حیوة المسیح مطبوعہ مطبع
 انصاری دہلی میں مفصل درج ہے یہ مناظرہ تقریباً ۱۳۱۳ھ میں واقع ہوا اپنے
 زمانہ اخیر میں بمقام دہلی رسالہ القول المحمود فی رد جواز سود ڈٹی نذیر احمد خان کے جواب میں لکھا
 آپ کی خصوصیات علمی و اجتہادی میں مسئلہ قربانی آخر ماہ ذی الحجہ تک ہے بعد وفات
 نواب صاحب مرحوم آپ نے ایک اشتہار طبع کرا کے شائع کیا کہ قربانی کے لیے ایام
 تشریق کو مخصوص کرنا دعویٰ کے دلیل ہے اور اسکے خلاف اولہ شرعیہ موجود ہیں
 علمائے عصر سے کچھ بحثیں ہوئیں مگر آپ کے دعوے کی تردید نہ ہو سکی مسئلہ مذکورہ

مناظرہ قادیانی

جھومنا

کے متعلق مذاہب و اقوال سلف و اختلافات ائمہ و اثبات دعویٰ مؤرخ معارضات
 مخالفین ایک مجلد ضخیم میں جمع فرمائے جو آپ کی کمال تحقیق و وسعت نظر بردار
 ہے افسوس کہ اب تک اس کی طبع کی نوبت نہیں آئی۔ آخر زمانہ میں مسئلہ قرأت
 فاتحہ خلف امام میں ایک بسوٹ کتاب مسیحی البرہان العجائب فی توضیحہ ام الکتاب لکھی
 بعد وفات آنجناب دہلی میں بطبع ہوئی انتظام طبع کی جانب کسی نے توجہ نہ کی
 بدخط غلط چھپی ہے۔ یہ عجیب مجتہدانہ تصنیف ہے جملہ اختلافات و اقوال مجتہدین
 و دلائل مذاہب و آیات و احادیث و آثار متعلق مسئلہ مذکور اور احقاقک و ابطال
 و تردید و اثبات و تنقیح و غولے جزو اوکلا مندرج ہیں اسکے سوا دیگر بہت رسائل و
 آپ کے قلم سے نکلے جو بعض تلامذہ کی جانب منسوب ہیں راقم سطور نے آپ سے اگر
 بھوپال میں فنون عقلمیہ و نقلیہ اکتساب کیے وہی میں آپ کے شہرہ فیشن سے گروہ
 طلبہ بلکہ تمام شہر مستفید ہوتا رہا مختلف علوم و فنون کا درس دیتے اور ہر روز بعد نماز
 صبح مسجد چوک میں ترجمہ و تفسیر قرآن بالحدیث دو گھنٹہ بیان فرماتے اور اہل شوق دور
 دور سے آکر سنتے تھے آخر ۱۳۲۶ ہجری کو بھرم ۷ سال دہلی میں وفات پائی انا اللہ وانا الیہ
 راجعون ۷ طیب الشہر شراہ و جبل الجنتہ مشواہ آئین علماء و ادبا کے عصر نے آپ کے
 میں قصائد و نثر لکھے عزیز مولوی سید نظر احمد سلمہ اللہ نے بعض حدیث
 نبوی فتاویٰ حلال جنتہ بلا حساب مادہ تاریخ برآہ کیا اور مولوی سید اعجاز
 سلمہ نے لفظ مغفورہ تاریخ وفات لکھی اور ایک قصیدہ عربی فصیح و بلیغ انشاء کیا

تصنیف

وفات

۱۳۲۶

عہ اس دعویٰ کا استدلال سورہ الحج سے کیا اور تائیداً احادیث صحیحہ و آثار صحابہ مفصلہ فتح الباری وغیرہ تحقیقات
 و اختلافات علماء و کبار پیش کر کے عجیب و غریب اجتہادات و نازک قیاسات عالمانہ سے کام لیا جسکو دیکھ کر
 نامور علماء و محققین و تبحر ہو گئے چنانچہ امام الحدیث شیخ حسین غریب و دیگر علماء بھوپال دہند نے
 بعد از قبیل و قال بسیار اتفاق کیا اور مجدد حسین کی ۱۲ عیدہ

وَلَا بَأْسَ بِأَيُّرَاشِيٍّ مِثْلِهِ

خطب اباد نفوسنا لكبير	وكن الزمان على النفوس يحوس
اما الهدى فتضوضعت اسرگانه	والدين استقمه ضنى وفتوس
شمس الضحى اقلت وغاب شروقها	فاذا النهار كليلنا وديجوس

وقال بعد نداء الله ورهك

قد مات من قات العلوم بموته	لا سيما الاخبار والتفسيد
تبكى عليه مساجد ومنازل	ولا هل علم رثة وترفير
قد كان مجتهدا مصيبا ناسكا	يجي الشرائع سعيه المشكور
متخاشعا لله متقادا لك	متلا لا من وجهه التنوير
نقاد اسناد الحديث ومنتبه	كشاف اسرار الكتاب بصير
لما سئلت القلب عام وفاته	فاجابني تاريخه مفور

۱۳۲۶

۱۳۲۶ مولوی حضور احمد بن مولوی حاجی نور احمد بن مولانا

محمد شرف علی رحمہم اللہ تعالیٰ

آپ مولانا محمد حسن کے برادرزادہ تھے زمانہ تولد بعد ۱۳۳۳ ہجری ہے بعض کتب رسمیتہ بخدمت مولانا محمد اسماعیل مجاہد اسرائیلی علی گڑھی اور اپنے علم موصوف سے استفادہ کین خوش عقیدہ و پابند شرع تھے خوش بیانی و سلیقہ و عظیم امتیاز خاص رکھتے تھے اور طریقت و صوفیت کی طرف طبع مائل تھی اگرہ بین زیادہ قیام کرتے تھے ریاست ٹونک میں آپ کے معتقدین دارا و تمندون کی جماعت کثیر تھی اور ریاست سے آپ کی تخواہ بطور وظیفہ مقرر ہوئی مختلف شہروں میں دورہ فرمانے اور دعا کہتے تھے خوش لہجہ و خوش الحان تھے مولانا نے

سنا کر سامعین کو خوش کرتے اور تاثیر بیان سے لوگوں کو متاثر کرتے تھے حالات بزرگان
 و سیر نبوی و اعطانیہ طور پر متحضر نے الذہن تھے چند کتابیں آپ کی مطبوعہ یا وگوار
 اور تمام ملک میں مقبول ہیں۔ لب لباب - خلاصہ ثنوی معنوی زمانہ غدر سے قبل
 طبع ہوا۔ فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اردو نشرین مفید عام ہے۔ حکایات الصالحین
 عربی کا اردو ترجمہ مسیحی احوال الصادقین یا یاد اشعار ثنوی کیا جو عام طور پر مقبول و متداول
 ہے اور اسکو بعض حضرات نے نظم کا لباس پہنا کر بھی طبع کرایا ہے۔ رسالہ نکاح ثانی
 اردو بھی طبع ہو چکا ہے آپ کی وفات بمصر ۶۳ سال ۱۲۹۶ھ ہجری میں واقع ہوئی رحمتہ تعالیٰ

(۳۷) مولانا حاجی سید سبط احمد بن مولانا حافظ سید اولاد احمد رحمہما اللہ

۱۲۶۶ھ ہجری میں متولد ہوئے اور وقت وفات پندر علیہ الرحمہ تیرہ سال کی
 عمر تھی مولانا سید امیر حسن رح کے حلقہ درس سے وطن میں مستفید ہو کر میرٹھ گئے
 اور چند سال طالب علمانہ قیام رہا غور و فوض و تمانت موروثی سے متصف
 تھے تکمیل درس و فراغ تحصیل کے بعد وطن واپس آئے اشتغال علم مرکوز خاطر
 تھا لہذا بدایون و شیخوپورہ میں درس و تدریس طلبہ علم میں بسر اوقات فرمائی
 متعینین اہل بدعت سے مباحثات کئے بعد چندے بتلاش معاش بھوبال کا
 قصد کیا اور بعد حصول ملازمت فائز ترقیات عمدہ و منصب رہے حتیٰ کہ عمدہ منصفی
 دیوانی و فوجداری ضلع آٹھ پر مامور ہو کر کمال دیانت و عدالت و تقویٰ فرائض انجام

۱۵ آپ کے برادر گلان حافظ سید ابن احمد رح تھے ولادت ۱۲۹۵ھ ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ ہجری میں ہوئی ہے قرآن شریف حفظ کر کے
 صرف و نحو عربی اپنے والد معذور سے پڑھی پھر مولانا سید امیر حسن رح سے میرٹھ میں تحصیل علم فرمائی بعد انتظام
 اطلاق و جازا دین مفروض ہوئے اعزہ کی خبر گیری کرتے تھے پابند شرع نیک نفس حلیم الطبع متواضع باوقار
 تھے عزت و وجاہت دنیوی سے موصوف رہے ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ کو بمصر ۵۲ سال وطن
 میں وفات پائی تاریخ اغفر لہ طبع زاد معجز سلمہ و رحمہ اللہ تعالیٰ - ۱۲ منہ

عہ انکار خیر مولانا نواب محمد صدیق حسن خان صاحب نے بھی اپنی بیاض میں یہ تفصیل کیا ہے بمقام بھوبال ۱۲۶۶ھ میں کی بارہم طاقتا ہوتی ۱۲

وئے زہد و ورع و تشرع آپ کا شعار تھا نواب صاحب مرحوم آپ کی عادت فرماتے تھے درحقیقت آپ فرشتہ نورا لسان و حق پرست عالم و عابد متقی تھے جملہ علوم متداولہ میں دستگاہ عالمانہ اور دینیات و علم و فرائض میں مہارت خاصہ رکھتے تھے مسائل دقیقہ و مفلقہ مواریثہ تامل حل فرماتے تھے مشاغل درس کبھی ترک نہیں فرمائے البتہ تصنیف کی جانب کم متوجہ ہوئے۔ جب رسالہ کلمۃ الحق مصنفہ جناب نواب صاحب مرحوم کا جواب بعض علمائے بدایون نے شائع کیا تو آپ نے کتاب اعلا کلمۃ الحق اس کے جواب الجواب میں بزبان فارسی تحریر فرمائی جو بھوپال میں طبع ہوئی رو بدعات و انصاف حق و ترویج باطل میں بے نظیر ہے آپ ۱۳۱۰ھ ہجری میں بعزم حج بیت اللہ اپنی والدہ ضعیفہ کو لیکر وطن سے مکہ معظمہ گئے اور بعد اوائے فریضہ زیارت نبوی سے مشرف ہوئے والدہ ماجدہ کو اپنے دوش پر سوار کر کے طواف بیت اللہ کرایا اور ۱۳۱۰ھ میں مراجعت فرمائی۔ آخر مقام جاور ضلع آستہ علاقہ بھوپال میں بمرض ہیضہ و بانی بچہ تینتالیس سال ۱۳۱۰ھ ہجری میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ عزیز علامہ معجز علامہ نے آیہ لرمیمہ۔ قَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا سے تاریخ زحمت مستخرج کی جزاء اللہ خیرا۔

(۳۸) حکیم محمد خورشید حسن خلیف اکبر حکیم بدر الدین فاروقی رحمہما اللہ
 آپ مولانا محمد بشیر محدث رح کے برادر کلان تھے تحصیل علوم و فنون درسیہ علمائے لکھنؤ سے کی اور بعد فراغ درس فن طب و طریق علاج اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے مشغول مداوا و معالجہ ہوئے کامل الاستعداد و صاحب قوت خدا داد تھے مطب میں حذاقت تام اور تشخیص و تجویز میں ملکہ خاص تھا امراض سوداویہ و نقصان باہ و رجویت میں ید بیضا دکھاتے غریبا کے ساتھ ہمدردی اور اقارب پر احسان کرتے تھے اکثر قیام وطن سے باہر رہا اور شغل درس و مطب میں مصروف رہے اُمرا و رؤسا کا مزاج تھے ہمیشہ

اطعمہ لذیذہ و اغذیہ لطیفہ بتکلف تیار کراتے خود تناول فرماتے اور اغزہ و حباب کی مدارات کرتے سیر چشم و با مروّت تھے حدود ۳۵ برس باجمعی میں بمرہ ۷۷ سال وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے دو فرزند نامور طبیب ہوئے

(۳۹) حکیم محمد نذیر بن حکیم محمد بدر الدین رحمہ اللہ

آپ بھی مولانا محمد بشیر محدث رحمہ کے حقیقی منجھلے بھائی تھے بمعیت برادر بزرگ تحصیل علوم لکھنؤ میں کی اور خاندانی فن طب و مطب حاصل کر کے چند سال ریاست کٹاری میں بصیغہ طبابت بعزت تمام ملازم و مقرب خاص رہے پھر بقدر دانی راجہ جی راجہ والی ریاست گوالیار شکر میں قیام فرمایا بعدہ مفصلات علاقہ ریاست میں معزز عمدہ پر نامور کیے گئے نہایت نیک نفس متبع کتاب و سنت متقی تھے معالجات نسوانی میں دستگاہ خاص رکھتے تھے ریاست گوالیار میں بعارضہ ضیق النفس ۱۳۱۵ ہجری کو وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادہ حکیم محمد ظریف طبیب تھے۔ تاریخ رحلت غفر لہ

شمرہ فکر معجز سلمہ اللہ ہے

(۴۰) مولانا حکیم محمد منظر علی خلیف اصغر حکیم محمد بدر الدین رحمہما اللہ

آپ زمانہ وفات پدر رحمہ میں خرد سال تھے بتوجہ براہِ زمان بزرگ تربیت و تعلیم پائی قوت ذکا و حافظہ و سرعت فہم میں امتیاز رکھتے تھے علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ و اصول و فروع مولانا محمد بشیر رحمہ سے جو آپ کے برادر مکرم تھے بحث و تحقیق کے ساتھ کتاب کر کے کتب طب و طریق مطب میں کوشش فرمائی اور اطباء کے مذاق و آداب علم و فضل سے ہونے طلبہ علوم کو درس مستقول و منقول دیتے اور مطب

میں خاص توجہ فرماتے تھے تراکیب افندیہ و ادویہ و تریب سنج و تجویز میں بدست و
 ایجاد سے کام لیتے علاج امراض پیچیدہ و متفردہ میں بحدت فہم کا میاں بنے
 ہوتے اور معاصرین پر تہمت لگاتے تھے۔ علم اصول فقہ و کلام و فرائض و فتویٰ
 حکمیہ میں مہارت زائد الوصف تھی راجہ صاحب گوالیار کے دربار میں آپ کا
 اعزاز و اکرام درجہ اولیٰ کار کھا گیا تھا دیوان اعظم سردنکر راؤ کو آپ پر اعتماد خاص
 تھا امور نظم و نسق و مالی و دیوانی میں آپ مشیر و مقدر یا کست تھے بابت تقریباً ۱۰۰
 و کذب و تعلق سے بہت دور اور نہایت جرمی و بیباک و حق گو تھے مختلفہ مواقع پر
 دربار میں دلیری کے ساتھ اپنی راستی و حق پسندی کا سکہ بٹھایا اور روسا
 آپ سے جھکتے تھے آپ کی ذات سے اہل وطن و ارباب فن کو فائدہ سے ہوسکتے
 ریاست میں ان کو ملازمتیں دلائیں علم و ہنر کے قدروان تھے کتب بینی و تصنیف
 کا شغل رکھتے تھے زہد و تقویٰ و عبادت میں قدم راسخ تھا اور صبر و استقلال
 و خاص میں یگانہ تھے بوجہ توفیقات بڑا حصہ عمر کا ریاست میں بسر فرمایا آپ کی
 تصنیف لطیف تفسیر منظر البیان ہے اسکی ایک جلد ضخیم یا سورہ بقرہ مطلع کو الیاء
 میں غلط و بدخط طبع ہوئی تھی۔ عربی عبارت بغایت فصیح و بلیغ مباحثہ کلامیہ
 بالکل معمور و سعت نظر مصنف و تبحر علم حدیث و تفسیر کا پتہ نکتہ ہے تفسیر کبیر
 امام رازی کا انداز ہے۔ آخر میں تمام توفیقات ترک فرما کر اوقات عزیز عبادت
 و شب بیداری میں گزارتے تھے بشوق حج و زیارت حرمین شریفین و قصد ہجرت
 سفر حجاز کیا اور مع اہلیت ۱۳۱۲ ہجری میں بوجہ اسے حج مبرور کیا۔ مظہر میں
 بیباک گئے داعی فردوس ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ و غفر لہما آپ کے فرزند
 حکیم محمد مظہر علی علیہ السلام ریاست گوالیار میں کالت کر رہے ہیں

۱۰ مظہر البیان تاریخی نام بہت تکرار تفسیر سے ۱۲ سیدہ انجما احمد۔

(۴۱) حکیم محمد ضیاء الحسن بن حکیم خورشید حسن رحمہما اللہ

آپ نے اپنے پدر و عم رحم سے علوم و فنون درسیہ پڑھ کر فراغ حاصل کیا پھر صنعت موروثی کی طرف توجہ کی اور چند سال متواتر اپنے والد ماجد کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا اور مطب میں مہارت کلی اور علاج میں حذاقت تامہ نصیب ہوئی۔ نوارح علی گڑھ و بلند شہر وغیرہ کے روسا و تعلقہ اراں نے آپ کی قدر وانی کی اور فخر کے ساتھ اپنی ریاست میں رکھا چونکہ آپ کے والد رحم کے مطب و قیام کا سلسلہ بلاد مشرق میں زیادہ رہا اس لیے آپ کو بھی اس جانب رغبت ہوئی اور شہر گنیا میں مستقل قیام فرمایا مطب کی شہرت و وسعت ہوئی معالجات میں ناموری و کامیابی حاصل کی اپنے اہل خاندان کی طرح نیک نفس خوش مزاج قبیلہ پرور اعزہ و اجاب پر کرم گستر و باعزت و مہمان نواز تھے۔ ریاست دان پور ضلع بلند شہر کے نامور رئیس کنور عبدالغفور خان نے حسب اعتقاد قدیم و مراسم سابقہ آپ کو اپنے علاج کے لیے شہر گنیا سے طلب کیا آپ کے دست شفقت سے کنور صاحب بہت جلد صحت یاب ہو گئے مگر آپ بعمر ۶۰ سال ناگہان مبتلا مرض فالج ہو کر ۱۳۲۰ ہجری میں راہی دار بقا ہوئے وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ آپ کے فرزند حکیم شمس الحسن سلمہ اللہ شہر گنیا میں نامی طبیب ہیں

(۴۲) مولوی سید سلطان حسن بن میر لیاقت علی

آپ مولانا سید امیر حسن کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے ولادت بحساب سن عیسوی ۱۸۶۰ء میں ہے لاکھنؤ میں علوم رسمیہ تحصیل کیے اور اپنے برادر معظم رحم سے معقولات و منقولات کی تکمیل فرما کر جلسہ علمائے دستار فضیلت حاصل کی صاحب

استعداد و قوت ذہن و حافظہ تھے مشاغل علمیہ و درس طلبہ میں ہمیشہ مصروف رہے مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پروفیسر عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے اور مدت دراز ملازم رہے وطن میں آمد و رفت بہت کم تھی خیر آباد میں زیادہ وقت بسر کیا آخر کلکتہ میں بمرہ ۵۵ سال ۱۸۹۶ء میں انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲۳) حکیم سید محمد بن مولانا حکیم سید اسد علی فاضل علی رحم

آپ نے فنون درسیہ اپنے والد علامہ سے استفادہ کئے پورہ کتب طب پڑھ کر مطب کیا طبیعت میں فروغ و تدبیر تھا تواضع و حسن خلق کے ساتھ وقار و خود داری رکھتے تھے وطن سے نکل کر بسلسلہ مطب کئی جگہ قیام کیا اور دم میں راجہ امیر حسین محلہ محو و آباد نے چند سال آپ کو مشیر و مقعد خاص بنا کر اعزاز و احترام کے ساتھ اپنے یہاں رکھا ایک موقع پر آپ انکی صحبت سے دل برداشتہ ہو گئے اور مفارقت اختیار کی راجہ صاحب نے معذرت و اظہار ندامت کر کے قیام پر اصرار کیا مگر آپ کی غیرت و حمیت نے قبول نہ کیا سید صاحب ریاست حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور پالی کورٹ میں وکالت شروع کی قابلیت کی شہرت اور وسعت دائرہ و کالت کی وجہ سے معزز و ممتاز عصر رہے دولت و ثروت کا بغنی پیدا کی اور حقوق ذوی القربی ادا کیے فیاضی و سیر حشی میں بے نظیر تھے۔ مطب و درس طب کا مشغلہ و کالت کے ساتھ بھی رہا حیدر آباد میں بمرہ ۶۰ سال ۱۳۱۰ھ ہجری میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۴) حکیم محمد انوار حسین بن حکیم شیخ مصطفیٰ علی صدیقی رحم

آپ نے کتب رسمیتہ عربی رام پور وغیرہ میں پڑھ کر فن طب اپنے والد سے حاصل کیا اور مطب کا سلسلہ وطن و نواح میں جاری کیا فن معالجات سے سنا بہت طبع تھی خوش اخلاق تھی

دینتر شہمی سے لوگوں کو گرویدہ کرتے تھے قصبہ اترولی ضلع علی گڑھ وکاس گنج
ضلع ایٹھ میں برسوں بمشغلہ مطب مقیم رہے مزاج امر اور وسائے بحدہ احمد آباد
ملک گجرات میں پہونچ کر شہرت و ناموری حاصل کی یہی میں کئی سال قیام کیا ہر جگہ
معزز و نام آور رہے دریافت حالات مریض و تشخیص امراض میں بیان غیر کے
محتاج نہ تھے خود اظہار حال ماضی و حال کر کے لوگوں کو متعجب و متحیر بنا دیتے تھے
ڈاکٹر و اطبا ششدر رہ جاتے تھے مریض کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کمال
بنیاضی کا ثبوت دیتے اور برسوں کے قصبے بے کم و کاست کہہ گزرتے بعض دن
ایسے واقعات بھی زبان پر آجاتے جنکا تعلق مرض سے معلوم نہوتا تھا اسی وجہ
سے باخبر لوگ اس غیب دانی کو دوسرے فنون و اعمال سے متعلق کرتے تھے
خوفناک اس عجیب ناکہ کی بدولت جہان پہونچے بڑی شہرت و رجوع ہوئی
اور مال کثیر آپ نے حاصل کیا مگر فیاضی و استغناء کے ہاتھوں ہمیشہ لٹاتے
رہے ساہلیں کو محروم واپس نہرتے تھے بمر ۷۷ سال ۱۳۱۵ ہجری میں بمقام
احمد آباد رحلت کی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۵) مولوی میر یاد علی خلیف اکبر شہی سید مراد علی صالحی برجمہ اللہ

آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۴۹ ہجری میں ہے آپ کے والد ماجد ایک لائق و فائق
مذہب اور لغایت شہمی و مستغنی المزاج بزرگ تھے صحبت علماء و صلحاء سے مستفیض ہوتے
تھے۔ آپ نے کتب درسیہ صرف و نحو عربی و فقہ علماء سے مراد آباد و رامپور سے
حاصل کر کے صحبت مولانا عالم علی محدث مراد آبادی میں اکتساب علم کیا اور فقہ و
تصوف کی کتابیں مطالعہ فرمائیں اور کچھ منطق و فلسفہ مولانا احمد حسن مراد آبادی
تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی سے اکتساب فرمایا۔ اور رجحان بلیغ صوفیت کی جانب

ہو احالات و کرامات بزرگان بطریقہ مروجہ متصوفین ذہن نشین کیے غار سے قبل محکمہ دیوانی و منصفی میں عمدہ منصرمی پر مامور ہوئے جب سرسید صاحب صدر امین بجنور تھے تو آپ انکی ماتحتی میں کام کرتے تھے اور انکی نظر میں خاص عظمت و اعتبار رکھتے تھے مسٹر محمود وغیرہ اولاد سرسید کو ابتدائی تعلیم بھی دی۔ مراد آباد میں آپ سرشتہ و ابجدی رہے اور کمال ورغ و دیانت و تقویٰ کے ساتھ فرائض انجام دیے پابندی صوم و صلوٰۃ و عبادت میں ممتاز تھے حکام بالا دست آپ کی نشانہ قابلیت و دیانت کی بجد عزت کرتے تھے۔ مروجہ صوفیت و تقاید میں آپ کو نہایت غلو تھا علوم قرآن و حدیث و کتب محققین پر کمر نظر تھی اس وجہ سے اہل تحقیق کو اچھا بجاتے تھے مجالس میلاد و عرس میں شریک ہو کر کیفیت وجدانی پیدا کرتے اور خود بذوق و شوق رسائل میلاد پڑھتے اور مجالس منعقد کرتے تھے اور کتاب خدا کی حرمت مصنفہ مولوی سلامت اللہ کشفی بدایونی بعقیدت تمام و خوش الحانی و جوش رقت و گریہ پڑھتے تھے چند سال مسجد جامع سسوان میں امامت کی خوش لہجہ قرأت میں قرآن پڑھتے جس سے جوش یکا و کیفیت قلبی کا اثر ظاہر ہوتا تھا شہ ۱۳۱۹ ہجری میں مراد آباد سے پنشن لیکر وطن آگئے اور مزاج معتقدین رہے صبا پر نیک مزاج حلیم الطبع بامروت مہمان نواز و سیر چشم تھے زکاوت طبع و قوت حافظہ آپ کا خاندانی وصف ہے آپ کے ہر دو ہر اور ان خرد آپ کی توجہ سے نہایت قابل نشی و شاعر و ذی استعداد ہوئے آپ کو بھی نظم اردو میں دستگاہ تھی غزلیات از قسم لغت و تنقبت بصورت دیوان مجتمع ہیں آخر بومر ۶۸ سال ۱۳۱۹ھ میں وفات پائی قبر خام مسجد پیر زادگان کے احاطہ میں ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۶۹ء مولوی سید محمد عبدالصمد شاہ خلیف سید غالب حسین شہید آہا شہمی رح تولد تخمیناً ۱۳۶۹ء میں رہے وطن میں اپنے خالہ زاد بھائی مولوی سخاوت حسین رح

انصاری سے کتب درسیہ صرف و نحو و منطق و فقہ وغیرہ پڑھ کر بدایون کے علمائے محدثین
 سسوان اور فضیلا کے بدایون میں مسائل کثیرہ و رد بدعات میں بحث و نزاع تھا
 اس لئے آپ کی تعلیم توجہ مولانا فضل رسول و مولانا عبد القادر بدایونی رحمہما اللہ
 مدرسہ قادریہ میں ہوئی اب جو رسالہ اہل حق کے خلاف شائع ہوتا تھا آپ کے
 اساتذہ اسکو آپ کی جانب منسوب کرتے اور آپ کو بحث و مناظرہ پر ابھارتے تھے
 مولانا سید امیر حسن صاحب بارم آپ کے حقیقی بھوپھانے تھے مگر آپ اپنے بھائی صاحب
 کے اثر تعلیم و تربیت سے انکی جانب سو وطن رکھتے تھے اب بدایون کی تعلیم
 تلقین نے اور نچتہ کر دیا اعمال و عقائد میں بھی بدعات کا اثر ہوا استعانت اہل قبور
 و تعظیم مزارات و عرس پر بحسب صوفیت اساتذہ مثل پیرا ہوتے موحد و منکر تقلید شخصی
 کو برا سمجھتے تھے آپ کو کلام اللہ شریف بقراءت و تجوید حفظ تھا بہت صاف اور
 جلد پڑھتے تھے قوت مناظرہ و جرأت تقریر و قدرت بیان و دغظ رکھتے تھے ذہن
 و ذکا و قوت حافظہ سے متصف تھے طریق حشمتہ میں حافظ شاہ محمد اسلم خیر آبادی
 سے بیعت کی اور خلیفہ ہوئے قصبہ پھونڈ ضلع اٹاواہ میں قیام فرمایا جماعت کثیر معتقدین
 و مریدین کی حاضر رہتی اور مجالس غوس و حال و قال منعقد ہوتی تھیں آپ نے بہت
 شہرت پائی اور عزت و منزلت مقصد ایا نہ سے محترم رہے مطالعہ کتب کا شوق تھا
 علم حدیث کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اسکی برکت سے نصیب و نافع پسندی کی
 جا طبیعت میں میلان حق و انصاف پیدا ہو گیا مطالعہ تصانیف محققین مجتہدین کے
 رنگ بدل دیا فتح الباری و عینی و سطلانی شرح بخاری زیر مطالعہ رہتی تھیں صحیح بخاری
 کے چند بارے ازبر کر لئے و ظائف میں حصن حصین کا ورد تھا و اللہ یصدی مزیں شاہ
 الی صراط مستقیم آپ زمانہ طلب علم کے مجادلات و مباحثات کو آخرین نظر حقارت
 سے دیکھتے اور مخالفت اہل حق و حمایت بدعات پر نادم ہوتے تھے اہل حدیث سے

مخصوص قلب ملتے تھے آپ کی تصانیف ابتدائی رسائل بحث و مناظرات ہیں جو پایہ اعتبار سے ساقط ہیں مثل افاداتِ صدیہ و مناظرہ صدیہ و تبعید الشیاطین وغیرہ آخر زمانہ میں بمقابلہ شیعہ رشتہ میں آغام الشیاطین تصنیف کی جو نہایت محققانہ و بے مثل کتاب ہے طبع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے۔ باوجود شعائر تصوف و مشغلہ پیری و مریدی خوش مزاج ظریف شگفتہ مشائی تصنیع و تکلف سے دور خلیق و متواضع و سادہ و خوش مزاج تھے عالی ہمتی و پیشتر شہسوار کی حد نہ تھی ہزار ہا روپیہ آتا اور قبیلہ پروری وغریب نوازی میں صرف ہوتا تھا سالہ ۱۳۱۶ء میں بھوپال تشریف لائے جا بجایا جلسہ ہائے وعظ ہونے اہل شہر ہزار ہا کی تعداد میں شریک ہوتے تھے بیان پر زور تھا راقم سطور ہذا کے ساتھ باوجود اختلاف عقاید ماورائے عزیز داری بحد شفقت خاص فرماتے تھے اور میرے برادر معظم مولانا سید عبدالباری صاحب گس سے اکثر مباحثہ مجالس میں ہوتے جا نہیں سے رودادح زبانی و تحریری مخالفانہ عالمانہ محققانہ ہوتی مگر با اینہم بوجہ ہم عمری بجد خلت و اخلاص باہم تھا چند بار آگرہ آئے تو باوجود اصرار دیگر رؤساء معتقدین بھائی صاحبے حوم کے ہاں خود مہمان عزیز ہوئے اور اکثر نکتہ سنجی و لطائف علمیہ سے وقت عزیز صرف ہوتا میں بوجہ طاہر علمی شریک جلسہ رہتا۔ پچھوند میں بعمر ۵۹ سال ۱۳۲۲ء ہجری کو مرض فالج میں رحلت فرمائی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید مصباح الحسن صاحب دہلشین ہیں

(۲۷) مولوی سید محمد زبیر بن سید نواز ش علی فاضلی رحمہ اللہ

آپ کی ولادت ۱۲۸۴ء میں ہے مولانا سید امیر حسن محدث اور ان کے خلف مولانا سید امیر احمد سے سہسواں دہلی میر تقی میر آگرہ میں صرف و نحو و منطق و حکمت و ادب و فقہ و تفسیر و حدیث و اصول و کلام حاصل کیے نہایت ذکی و ذہین و سرزبان الفہم و مستعد تھے میور کالج آگرہ میں باضابطہ دستار بندی ہوئی علمائے عصر دور و دراز

سے شریک جلسہ کالج ہوئے علم ادب و عربیت و انشا گاری میں ملکہ خاص تھا عبارت
فارسی و عربی بے تکلف لکھتے تھے قوت مباحثہ و حاضر جوابی و استخراج مسائل علمی میں
ممتاز تھے چند رسائل مناظرہ آپ کی مصنفہ یا و کار ہیں جن سے جو دت طبع و وسعت نظر کا
پتہ لگتا ہے طلبہ علوم کو تمام فنون درسیہ میں مستفید فرماتے اور ہمیشہ مشاغل علمیہ سے
دبھی رکھتے تھے رسالہ تلک عشرہ کا ماہ متضمن اعتراضات شمس العلماء سے سووانی زبان
فارسی جو بمقابہ مولانا محمد عبدالحق خیر آبادی ہے آپ نے آگرہ میں طبع کرایا براہین اثنا عشر
رسالہ اردو جمین انتصار الحق پر بارہ اعتراض لاجواب میں تباہید معیار الحق لکھا اور طبع
ہو کر شائع ہوا مناظرہ احمدیہ اردو کیفیت مباحثہ شیخ پوز جمین مفصل حالات مناظرہ و
تحریرات مولوی سید امیر احمد دم و مولوی عبدالقادر رح مندرج ہیں بعد اکثر طبع
ہوئی اسکے سوا اور بہت رسائل مطبوع و غیر مطبوع آپ کی تالیف ہیں چند سال قصبہ
بسولی ضلع بدایون میں بتعلق ملازمت مدرسہ قیام رہا آخر آپ نے بعد شباب
بعموم ۳۳ سال سن ۱۲۹۹ ہجری کو وطن میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲۸) مولوی سید پرورش علی بن میر شجاعت علی ہاشمی

ولادت تخمیناً تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں ہے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی
پھر رامپور جا کر پڑھا بعدہ مراد آباد میں مولانا احمد حسن مراد آبادی رحم سے بقیہ
فنون درسیہ و معقولات کی تکمیل فرمائی علم فقہ و فرائض میں خاص عبور حاصل کیا
بعد فراغ تحصیل درس و افتا وغیرہ کا مشغلہ بھی رہا روسائے ضلع بلند شہر علیگڑھ
کی قدردانی سے آپ نے اُس طرف زیادہ قیام کیا امور انتظامیہ زمینداری و علاقہ
میں بھی آپ پر خاص اعتماد تھا آپ کے زہد و ورع و پابندی شریعت سے دلون میں
قدر و عظمت راسخ ہوئی آپ نے محض باپ سے والد خود اپنی زوجہ کو بے تامل طلاق

دے دی۔ اب مدت سے وطن میں تشریف فرما ہیں لوگوں کے معاملات سے بالکل بے تعلق اور خود کسی سے غرض و مطالب نہیں رکھتے ذکر و عبادت میں بسر کرتے اور باوجود ضعف پیری و خمیدگی پشت و کمر پنجگانہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ بارہ سال ہوئے کہ اپنی جائد اوقاف تعلیم اسلامی کر کے مدرسہ عربی جاری کیا ہے اور خود متولی و منتظم مدرسہ ہیں شرائط وقف میں تعلیم قرآن مجید و دینیات بقید فقہ حنفی ہے اور یہ کہ مدرس حنفی مقلد ہواہل حدیث سے آپ تعصب رکھتے ہیں آج کل مدرس مولوی فضل احمد صاحب بدایونی ہیں جو سبب ضعیف العمری کے قوت تعلیم و تربیت اطفال سے معذور ہیں اور تنخواہ معقول پاتے ہیں اسی وجہ سے عام لوگ اس طرف راغب نہیں ہوتے اور خواص تشدد شرائط سے متنفر ہیں آپ کو تقلید شخصی پر بجا اصرار ہے اسکو رکن ایمان سمجھتے ہیں مبتدعین سے اجتناب نہیں فرماتے خلیق و نیک مزاج و نیک سر ہا میں پنکھا ہر موسم ہر موقع ہر وقت کبھی ہاتھ میں کبھی نعل میں رکھتے ہیں سن تشریف اتنی سال سے زائد ہے۔ مجھ پر باوجود اختلاف تحقیق و تقلید بہت کچھ مہربانی فرماتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

(۴۹) مولوی حافظ شیخ امیر حسن بن شیخ امام بخش انصاری ح

تقریباً ۱۲۵ھ میں آپکا تولد ہوا تحصیل علوم لکھنؤ میں کی اور قرآن مجید حفظ کیا فن تجوید و قرأت قاری حافظ احمد حسن برادر خرد و خطیب معین الدین سابق الذکر سے حاصل کی علوم معقولہ اور بعض دینیات لکھنؤ میں ابو البرکات مولانا تراب علی ح سے استفادہ کیے بعد فراغ درس سلسلہ تدریس ہمیشہ قائم رکھا قصبہ سہاورد ضلع ایٹہ میں بقدر و منزلت اولاد امر کو تعلیم وہی ابتدائی کتب درسیہ کے تعلیم میں مہارت خاص حاصل تھی صرف و نحو کا استحصار تمام تھا ملاوت کلام اللہ شریف کے

کسی وقت غافل نہوتے کوئی مشغلہ مانع نہوتا تقدس و ورع و تقویٰ و اجتناب منکرات و بدعات میں ہمیشہ ثابت قدم تھے اور مقلد حنفی ہونے کے باوجود اہل حدیث سے مطلق بغض و عناد نہ تھا فرانس کے عہدہ ناہرے تھے عابد متقی مناسک المزاج و اہم کو غایت درجہ نیک طینت تھے چند سال امامت مسجد جامع سہوان کی آخر میں باختلاف حواس مجنونانہ حالت میں پھرتے تھے تقریباً ۱۳۲۲ھ کو وطن میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ

(د) مولوی حافظ سید غلام جیلانی خلیف اکبر مولوی حکیم سید اشفاق حسین ہاشمی رح

آپ کے والد صاحب کے ذکر میں بیان ہوا ہے کہ تعلیم اولاد کے حقوق جسے انھوں نے ادا کیے اور ان کے کم کیے ہیں چنانچہ آپ کو مع بھائیوں کے حفظ کلام اللہ سے اولاً مشرف کیا آپ نہایت ذکی و قوی الحافظہ جید الفکر تھے بعد حفظ قرآن تعلیم فارسی حسب دستور پائی پھر صرف و نحو عربی پڑھ کر فنون درسیہ معقول و منقول حاصل کیے مولوی ہدایت علی تلمیذ مولانا فضل حق خیر آبادی سے منطق و فلسفہ و عربیہ اور مولانا محمد احسن تانوتوی سے جو مترجم و مختار و مشارق الانوار تھے وینیات کی تکمیل فرمائی انشا نگاری غزلی و فارسی میں بھی دستگاہ خاص تھی بعد فراغ دروس باپ کے حضرت والد خود در حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر زبان انگریزی و فنون مغربی کما بین بھی حاصل کر کے عہدہ ڈپٹی کالکٹری پر فائز ہوئے اور نہایت قابلیت سے فرانس سے زوالیہ انجام دیے جو دست فہم و زور و تحریر و فیصلہ نگاری میں فائق الاتقان تھے ایک مدت تک آزاد خیال رند مشرب خلیفین رہے لہو و لعب و بیخواری میں منہمک احکام شرع کی پابندی سے مطلق العنان جلسہ احباب میں مشغول عیش و عشرت تھے آخر میں جذبات دینی و حمیت ایمانی نے ہر طرف سے دل کو پھیرا کوٹ پتلون اور

طرز معاشرت انگریزی ترک کر کے سیدھے سادہ مسلمان بن گئے رندی و آزاوی و عیش پسندی
یکدم رخصت و کافور ہوئی پابند صوم و صلاوۃ و تلاوت و عبادت ہو گئے کتب حدیث و
تفسیر و تاریخ و سیر سے خاص دلچسپی پیدا ہو گئی معانی کلام اللہ میں تدبیر کیا اتباع کتاب
و سنت میں قدم راسخ ہو گیا تقابلیہ و رسوم ہندو کا خیال بھی رفع ہو کر موحد محقق بن گئے
یہ عجیب انقلاب خرمزمانہ ملازمت میں رونما ہوا اسکے بعد نیشن لیکر خانہ نشین ہو گئے اور سحر مشغلہ
قرآن و حدیث کوئی کام نہ کرتے اور ذکر و عبادت سے خط وافر لیتے تھے۔ آراستہ و پیراستہ
کو بھیمان چھوڑ کر ایک سادہ بنگلہ میں بسر کرتے تھے سچ ہے

غزوة عابد فریش زاہد صد سالہ را | موے پیشانی کشتان خود سوے حمار آورد

جناب سلیم صاحبہ والیہ بھوپال نے آپ کی قابلیت کا شہرہ سن کر عمدہ مہتممی بند و بست
ممالک محروسہ ریاست بر آپ کے آنے کی استدعا کی آپ ریاست میں تشریف
لے گئے اور چند روز سرکاری مہمان رہے مگر قبول خدمت سے بوجہ استغنائے نفس
انکار فرمایا آخر بریلی میں امراض گاہیہ و مثانہ میں مبتلا ہو کر ۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء
بجمر ۶ سال انتقال ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے خلف اصغر مولوی سید عبدالودود صاحب
خدمات قومی و اسلامی میں بہت نامور و مقدر ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

(۵) مولوی حافظ سید میر احمد بن حکیم سید اشفاق حسین

آپ نے برادر معظم مذکور کے ساتھ اساتذہ مذکورین سے تحصیل علوم و فنون و حفظ قرآن
و حج بیت اللہ کر کے قانون و کالت و درجہ اول کا امتحان پاس کیا زبان انگریزی
میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی اور عمدہ تحصیلداری پر مامور ہو گئے آپ کے مناسب
علمی بیشتر تھی ادبیات کا شوق تھا بطور تفنن عربی و فارسی میں شعر موزون کرتے
متعدد بیاضہا سے اشعار موجو رہیں بہت طباع و زکی و صالح و صاحب لہجے

عہد یعنی نواب سلطان بہانیم صاحبہ انانہ
دام اقبالہ اساتذہ شریفین و اساتذہ کرام

تھے ہر حالت میں صلاح و تقویٰ و پابندی شرع نصب العین رکھتے تھے خوشامد حکام سے بہت محنت تھے ملازمت سے قبل عقد نکاح نہیں کیا اور بعد ملازمت عمر ناما بدار نے اجازت نہ دی چنانچہ عین شباب میں مقام بھنڈاڑہ میں ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء کو وفات پائی اور بعد وفات آپ کے نام تقرر عہدہ ڈپٹی کلکٹری کا حکم گورنمنٹ سے موصول ہوا یہ ترقی محض ذاتی قابلیت کا ثمرہ تھی رحمہ اللہ تعالیٰ بھنڈاڑہ میں ایک باغ عالی شان آپ کے مزار کے قریب بحکم پدر بزرگوار رقم لگا گیا اور سہسواں میں ایک چاہ پختہ محلہ اونچے پر آپ کے یادگار میں تعمیر ہوا جس پر ایک قطعہ تاریخ وفات تھم کر کندہ ہے

(۵۲) شمس العلماء مولوی حافظ محمد امین سلمہ خلیف اصغر حکیم سید شفاق حسین

ولادت با سعادت ۱۲۶۶ھ ۱۸۵۰ء میں بمقام ساگر ملک متوسط ہند میں ہوئی تحصیل علوم و فنون دینی و دنیوی مثل دیگر برادران تکمیل کو پہنچانی کلام اللہ شریف بقراءت و تجوید حفظ کیا حج کعبہ زیارت قبر نبوی سے مشرف ہوئے فن طب و دستور مطب اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور علاج میں مہارت تامہ پیدا کی انگریزی زبان و علوم مغربی اپنے شوق محنت سے بعد طبع غواص و وجود ذہن استفادہ کیے کسی اسکول و کالج میں ختمین پڑھا اپنے اچھے زبان دان بلکہ اہل زبان آپ کی قابلیت و فصاحت کا اعتراف کرتے ہیں اولاً خمدہ ڈپٹی کلکٹری و اکسٹرا اسٹنٹی پر ممتاز رہے پھر شہر جبل پور میں بعد ۱۹۰۸ء میں فائز ہوئے بعلق ملازمت ممالک متوسط آپ کا قیام ہوشنگ آباد جبل پور ناگپور ساگر کھنڈہ اور غیرہ میں رہا اعزاز و اقتدار آپ کا حکام یور و میں گورنمنٹ برطانیہ میں بغایت سے علم و فضل و فہم و دانش و جامعیت کمالات میں جو ہر فرد میں دربار خاص ۱۸۹۸ء میں گورنمنٹ ہند نے آپ کی علمی قدردانی کا ثبوت بخطاب شمس العلماء دیا علم ادب عربی و انگریزی و فن تاریخ سے خاص دلچسپی سے بعض سرکاری جلسوں میں

بوجود کی اہل علم و ارباب کمال آپ نے زبان عربی و فارسی و انگریزی و اردو میں بغایت فصیح و بربصہ تفسیر میں کین اور تحریری لکھ سنا کے اگر علوم مرتبت علمیہ و فضائل صورتیہ و مغویہ پر نظر کی جائے تو خطاب کو آپ کی ذات سے شرف و امتیاز ہے۔ آپ نے مذکورہ کتب حدیث مکہ معظمہ میں شیخ و حلان مفتی حریم شریفین سے بھی حاصل کی کتب تفاسیر و محاضرات و سیر الکثر زیر مطالعہ رہتی ہیں نظر تحقیق و مشغلہ حدیث و قرآن کی وجہ سے اصلاح اعتقاد ہوئی اور خیالات مقلدانہ بر طرف ہوئے بدعات قدیمہ و جدیدہ سے نفرت کرنے لگے با این ہمہ اعلیٰ تعلیم مغربی کا اثر اس قدر باقی ہے کہ سکونت و طعام و لباس و طرز معاشرت میں ایک اجنبی ہیں اور پین معلوم ہوتے ہیں۔ مینر چھری کا ٹٹا استعمال فرماتے ہیں اعلیٰ افسران انگریزی سے بے تکلف ملاقاتیں اور ان کے ڈنر پارٹیوں میں شرکت کرتے ہیں۔ ہیٹ۔ کوٹ۔ بلیون۔ بوٹ بلبوس ہے اسباب و سامان ایک مغز عمدہ دار انگریزی کی طرح باقاعدہ اور کوٹھی جدید فرنیچر سے آراستہ رکھتے ہیں۔ فرائض اسلام صوم و صلوٰۃ و تلاوت قرآن کے نہایت پابند اور علمائے دین کی خاص عظمت کرتے ہیں۔ راقم سطور کو آپ سے دو بار بھوپال میں ملاقات کا اتفاق ہوا پہلی مرتبہ ۱۳۱۶ھ میں اس وقت ماشاء اللہ وضع قطع لباس ریش و بروٹا عالمانہ و ضو فیانہ تھی دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ میں چشم بدو و دریش مقدس بالکل صاف و موخچین بڑی گنجان و مخضب اہل یورپ کے فیشن کے مطابق تھیں جس سے مروانہ و جاہت کا ثبوت ملتا تھا اب سنا ہے کہ ریش و بروٹا دونوں تدار و تہرہ سے اسر نوری نوری بن گیا ہے اب یہ کرن فیشن مطبوع خاطر ہے آئندہ خدا جانتے کو نسا انداز اختیار ہو کسی ظریف ہموطن نے آپ کی شان میں خوب کہا ہے قطعاً

ہین محمد امین صاحب فضل	وہ جو کرسی بہ تن کے بیٹھے ہیں
داڑھی موخچوں کو صاف فرما کر	فارغ البال بن کے بیٹھے ہیں

آپ کے چہرہ سے آثارِ متانت و وقار و ذکاوت و درخشان ہیں سنہ ۱۹۱۵ء میں بحصول
پیشہ ملازمت سے کنارہ کش ہو کر اپنی ذاتی خوشنما جدید کوٹھی میں بمقام جیل پور مستقل
سکونت پذیر ہیں ۱۸ سال سے انجمن اسلامیہ جیل پور کے صدر مجلس اور مدرسہ اسلامیہ
کے منتظم و رکن اعلیٰ ہیں طلبہ کے قیام و آسائش کے لیے عظیم الشان پورٹونک ہاؤس
چالیس ہزار کے مصارف سے اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا اور اب عمارت دارالعلوم
ساتھ ہزار کے صرف سے بڑے پیمانہ پر زیر تعمیر ہے آپ کی کوشش سے تیس ہزار
روپیہ اس تعمیر میں گورنمنٹ نے دینا منظور کیا ہے اب آپ امور خیر و بقاء ملک و قوم
و ترقی اسلام میں اوقات عزیز صرف فرماتے ہیں نہایت تیک تام و تونہ شہرت سے ممتاز خلیق
نیک مزاج راست گو راست باز سیر چشم دوست نواز نچتہ وضع اولوالعزم ہیں علم و
اہل علم کے دل سے قدردان راقم کے ساتھ خاصانہ محبت و بردارنہ مراسم رکھتے ہیں
بن شریف تعمیر بابہ ۵ سال ہو سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ و علی مدارج الکمال رقاہ۔

(۵۳) مولوی محمد انعام حسین خلیف اصغر مولوی شیخ امداد حسین انصاری

آپ کے پدر و عم اساتذہ محققین زبان فارسی سے تھے اور مسعودان کے اہل کمال ہیں
معدود آپ کے چچا مولوی شیخ احمد حسین المتخاص بمشربی شعرا و نثاے فارسی کی سنگا
خاص رکھتے تھے آپ نے ہر دو بزرگ سے تحصیل کتب و رسم فارسی کر کے حل فائق
و مضمون نگاری میں قابلیت پیدا کی بعدہ بانس بریلی جا کر علوم و فنون متداولہ رسمہ
علمائے شہر سے حاصل کیے جدت و بہن سرعت فہم و ہودت حافظہ میں فائق الاقران تھے
جس فن کی جانب متوجہ ہوئے تھے اس میں مہارت خاصہ ہم ہو چکا لیتے تھے۔ ملازمت
انگریزی حاصل کر کے ترقی کی اور تحصیلداری سے عہدہ ڈپٹی لکچرری بر فائز ہوئے و کاوت
طبع سے زبان انگریزی میں بطور خود عمدہ قابلیت پیدا کی حکام بالادست آپ کو متحد

گورنمنٹ سمجھتے اور قدر و منزلت کرتے تھے آپ نے تمام مراحل تعلیم و ملازمت بلا اعانت
 غیر کے اپنے قوت بازو سے طے کئے ویانت و راستبازی و استقلال و اولوالعزمی میں
 فخر خاندان تھے عدالت و تقویٰ ہمیشہ ملحوظ تھا بندہ مؤلف سے آپ کو رابطہ محبت عہد طفلی
 تھا افسوس ۶ جون ۱۹۲۶ء مطابق ۱۳۲۲ھ میں بمقام آناؤ ملک او وہ بعارضہ ہضمہ عمر ۴۴
 سال آپ کا انتقال ہوا بموجب وصیت مزار خام سے رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے بروز بزرگ
 مولوی شیخ عزیز الدین صاحب لکھنؤ میں مقرب احکام میں علم سے دلچسپی رکھتے ہیں
 عربی انشانگاری پر قادر ہیں کتب حدیث و سیرت جمع کرنے کا زیادہ شوق ہے خلیق
 و بامروتا ہیں۔ اور آپ کے بچھے بھائی مولوی احسان حسین صاحب ضلع بجنور میں
 سرکاری معزز عمدہ دار راقم کے دوست تخلص مہمان نواز متواضع ہیں سلمہ علیہ السلام

(۴۵) مولوی محمد اسماعیل بن خطیب مولوی معین الدین انصاری

سال تولد ۱۲۶۵ھ ہجری ہے کم سن ہی میں یتیم ہو کر والدہ ماجدہ کی آغوش محبت میں پرورش
 پائی اور حضرت مولانا سید امیر حسن و مولانا محمد بشیر رحمہما اللہ سے علوم و رسمہ صرف
 و نحو و منطق و تفسیر و حدیث و عقائد باضابطہ پڑھے و مانیات سے موروثی دلچسپی پائی
 عمل علم سے زیادہ نصیب ہوا خلوص و حقانیت و راست پسندی و فہم دین میں
 اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے اور بحکم اولاد میرا بیہ منکرات و منہیات سے طبعاً محترز اور
 ہمیشہ اتباع کتاب و سنت کے و لداوہ رہتے ہیں خود بجد پابند مشرک اور
 اقارب و متعلقین کو وعظ و ہدایت فرماتے ہیں۔ نظر ہمیشہ نیچی رہا کرتی ہے جیاد
 شرم کا پتلا ہیں کبھی کسی غیبت نہیں کی نہ کبھی دیدہ و دانستہ جھوٹا بولے نہ کسیکو
 بفسخوائے المؤمن لایکذب جھوٹا سمجھتے ہیں نیک مزاج سادہ دل قدسی سرشت

ہیں قناعت و توکل شعار ہے کتب حدیث و تفسیر و عقائد کا مطالعہ کرتے ہیں گو ایثار
 جھوپال آگرہ وغیرہ میں اکثر قیام رہا اور ہر جگہ مقتدا سے دین و اصلاح بندگان خدا ہے
 خلوص نیت و صدق مقال و کسب حلال کی وجہ سے نصیحت و وعظ میں کمر بانی اثر
 سے ہزار ہائے نمازون کو پابند صوم و صلاوۃ بنا دیا اور یہ صفت متواتر سے
 فیض صحبت و برکت تلقین سے مدد ہا لوگ عامل بحدیث و قرآن ہو گئے مشرک بدعات
 و بلاہی و مناسی کا قلع قمع کر کے خالق اللہ کو صراط مستقیم توحید و شریع پر چلا دیا۔
 بسلسلہ تعلیم دین و وعظ و تلقین محلہ تاج گنج آگرہ میں بقدر ادانی بعض تجارتی اہل حق
 تشریف فرما ہیں عمر شریف اس وقت ۶۶ سال ہے سلمہ اللہ و ابقاہ لہ

(۵) ابوالفضائل سید آل محمد شاہ سلمہ خلف و خلیفہ سجادہ نشین

طریقیت حضرت مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہ
 آپ راقم کے برادر عمر ادہین ولادت ۱۲۸۵ھ نام تاریخی منظر الحق سے نہایت ذکی
 و فہیم و صاحب فراست ہیں آپ کی تعلیم و تربیت بوجہ احسن حضرت والد ماجد رحمہ کی توجہ
 سے وطن میں ہوئی بعد حصول استعداد و تکمیل قوت فہم علوم تصوف و اخلاق و سلوک
 اسے والد رحمۃ اللہ مولانا سید عبد الحسیب رحمہ سے حاصل کیے بعدہ طریقہ چشتیہ
 و قادریہ و سہروردیہ میں حضرت والد منقور سے بیعت کر کے فرقہ اختلافت لیا آپ
 اپنے والدین کے تنہا فرزند ہیں ۱۲۸۵ھ میں عقد نکاح آپ کا بنت مولوی سید
 محمود حسن بن حضرت تاج الاولیا قدس سرہ سے ہوا بعد وفات حضرت والد ماجد
 ۱۲۸۹ھ ہجری میں سجادہ نشین و خلیفہ باقاعدہ ہوئے ہر چند مزاہلت علوم رسمیں

۱۹۱۹ء میں وفات پائی مزار خام خطیب مجاہد وطن میں ہے
 سید شہزاد علی عفی عنہ

کا موقع آپ کو زیادہ نہیں ملا مگر تعلیم اولاد کی طرف توجہ کامل فرمائی اور اس سلسلہ میں عربی علوم و فنون کی کتابوں کا انبار و عظیم الشان ذخیرہ بکمال شوق و سعی جمع کیا اور اس دُھن میں جا بجا سفر کیے۔ ع۔ زہر خرمی نے خوشہ یافتہم۔ غرضکہ بدل درم و سعی قدم سے بے نظیر کتب خانہ فراہم کر لیا آپ کو مطالعہ کتب سیر و تاریخ و حالات بزرگان دین کا شوق زیادہ ہے علمی کارناموں سے دلچسپی ہے تعلیم اولاد و تحصیل ذرائع علم میں آپ نے مساعی جمیلہ کا ثبوت دیا ہے اسوجہ سے بالخصوص آپ کا ذکر خیر درج کتاب کیا گیا ماشاء اللہ اولاد میں چھ صاحبزادے اور ایک دختر رکھتے ہیں سب تعلیم یافتہ باادب معزز و مقتدر و صالح ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ بعض صاحبزادگان کا تذکرہ آئندہ ذکر ہوگا۔ اس نعمت کے ساتھ آپ بفضلہ تعالیٰ ثروت و جاہت و عزت و نبوی سے ممتاز اور رؤسا و حکام میں ذی احترام و مشارعہ ہیں۔ معاملہ فہمی و خوش بیانی و طلاقت لسانی و جرات و جسارت موروثی میں عدیم المثال ہیں اہل خاندان کی خبر گیری آبائی شعاریہ دستگیری غربا و معان نوازی و سیر چہمی میں پایہ ارفع و اعلیٰ ہے اس وقت عمر شریف ۵۵ سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ او حصلہ ماتمناہ آپ نے اپنے والد بزرگوار رحمہ کی تصانیف تصوف و تاریخ و نظم و نثر کو حسب وصیت مرتب کر لیا ہے عجب نہیں جو چاہد طبع ہو جائے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

(۵۶) مولوی حکیم سید عبد الواحد بن سید ولایت علی ہاشمی رحم

رحمہ کی تعلیم ابتدائی وطن میں ہوئی مولانا محمد نذیر رحم سے کتب درسیہ صرف و نحو وغیرہ پڑھ کر وہی آگے وہاں تکمیل درس معقولات و منقولات کی کتب حدیث مولانا سید نذیر حسین محدث رحم سے استفادہ کر کے سندلی اور فن طب باقاعدہ حکیم

محمد عبدالمجید خان حاذق الملک دہلوی سے پڑھ کر سند حاصل کی بعد فرار تحصیل وطن تشریف لائے نہایت ذکی و ذہین صاحب استعداد و استحصار فنون درسیہ تھے مذاق شاعری درست تھا معاصرین اہل علم نے بارہا آپ کی فطانت طبع کی ستاوت دی وطن میں سلسلہ درس و مطب میں مشغول رہے اتباع قرآن و حدیث مرکوز خاطر تھا اور عمد شباب میں بچہ ۲۸ سال سنہ ۱۳۳۰ ہجری کو بحیات والد بزرگوار چرخ حیات صرصر اجل سے خاموش ہو گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۵) مولوی حکیم عبد الرشید بن شمس احمد حسن صدیقی تسلیم

آپ ۱۲۵۸ھ مطابق سنہ ۱۸۴۲ء ہجری میں متولد ہوئے فضلاء وطن مولانا سید امیر احمد شمس العلماء رحمہ مولانا شیخ محمد بشیر محدث رحمہ سے سہسوان و آگرہ میں اکتساب فنون درسیہ کر کے آرد میں مولانا سعادت حسین مدرس اعلیٰ مدرسہ آردہ و مولانا ہدایت اللہ خان رامپوری مدرس مدرسہ جون پور سے بھر مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی سے تحصیل و تکمیل علوم درسیہ متداولہ کی بعد حکیم مظفر حسین خان خاں حکیم مسیح الدولہ بہادر سے کتب طب پڑھیں اور حکیم سید محمد خان موہانی سے مطب کیا۔ ریاست بھوپال میں سند بلوغ المرام و حدیث مسلسل بالاولیۃ قاضی شیخ محمد چھلی شہری رحمہ سے لی جوہر ذکا و جود طبع و رسائی ذہن میں پایہ عالی رکھتے ہیں اور جامعیت کمالات و اطلاع فنون مختلفہ و مشارکت علوم میں ممتاز ہیں السنہ فارسی و ہندی و انگریزی میں دستگاہ اور خطوط و جہ نسخ و شکست و نقلیق میں مہارت ہے۔ مدت مدید سے شہر فرخ آباد میں بچہ ہسپتال مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول ممتاز ہیں۔ اکثر شغل مطب و درس ہر فن و علم رہتا ہے۔ تحریر نظم و نثر نثیانہ عربی و فارسی و اردو میں

ید طولی ہے تصنیف و تالیف علوم و فنون و مناظرہ کا مذاق ہمیشہ سے ہے
اکثر عیسائی پادری و آریہ ہنود وغیرہ سے آپ کے مناظرے تحریری ہوئے
جو بصورت کتاب و رسالہ طبع ہو کر مشہور ہوتے رہے۔ آپ کی تصنیفات علمی
و ادبی بھی بہت ہیں علم ادب عربی سے خاص دلچسپی ہے۔ شاعری بہ صفت کی
بے تکلف کرتے ہیں آپ طریقہ نقشبندیہ و قادریہ میں حضرت مولانا محمد فضل الرحمن
صاحب قدس سرہ گنج مراد آبادی سے بیعت ہیں۔ میرے ہم محلہ ہم وطن و
قریب العمر ہیں وہ ہم جماعت و ہم سبق رہے ہیں اور مجھ سے موت قبلی تھے
ہیں صاحب وقار و متانت اور قدیم سے تنہائی پسند ہیں ماشاء اللہ
اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ مدے الیالی

والایام

(۵) مولوی محمود حسن بن شیخ محمد امام خان زبیری سلمہ اللہ

آپ نے مولانا رشید احمد صاحب محدث و فقیہ حنفی گنگوہی رحم اور مولانا محمود حسین
صاحب مدرس اول دیوبند و ام فیضہ سے علوم مروجہ صرف و نحو منطق فقہ حدیث
و غیرہ تحصیل کر کے جلسہ دستار بندی مدرسہ عربیہ دیوبند میں سند فراغ
حاصل کی ذی استعداد و جامع فنون درسیہ و یتیم مزاج ہیں بعد اکتساب علم
مشغلہ درس و تدریس میں صرف اوقات فرمانے لگے۔ چنانچہ مسجد عربیہ شاہی
مسجد شہر مراد آباد میں ۳۵ سال سے بچہ مدرس اول ممتاز ہیں۔ طلبہ علم کی
جماعت کثیرہ کو درس دیتے اور ہر فن کی کتاب محققانہ پڑھاتے ہیں آپ کے
طلانہ ذی استعداد و قابل اطراف و جوانب میں بکثرت موجود ہیں مناظر
ندہی میں کتب و رسائل اپنے اور اپنے لائق شاگردوں کے نام سے اکثر لکھے

کئے ہیں۔ فیض صحبت علماء بے دیوبند و شغل و نیت کی وجہ سے بدعات و منکرات و اہستہ
 سے بری ہیں صرف تقلید شخصی پر با اتباع طریق اساتذہ و دیوبند کار بند ہیں مگر
 اہل حق سے تعصب نہیں ہے۔ صناعت کیمیا سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ
 بہت سنجیدہ متواضع خلیق و متقی ہیں شہر کے اعیان و امرا آپ کی بنائیت
 عظمت کرتے ہیں اس وقت عمر شریف تخمیناً پچیس سال ہے۔ سلمہ اللہ
 تعالیٰ عن ربیب الزمان

(۵۹) مولوی سید اسرار حسن بن سید علی حسن فاضل سلمہ اللہ

آپ ۱۲۶۳ھ ۱۸۵۶ء غدر ہند میں پیدا ہوئے وطن میں مولانا سید امیر حسن محدث
 اور شمس العلی سید امیر احمد رح اور رام پور و خورجہ ضلع بلند شہر فنون میں علمائے
 مدرسین سے تحصیل علوم و فنون متداولہ کی حکیم محمد یعقوب الہ آبادی سے
 سند کتب طب حاصل کی۔ پھر ریاست بھوپال جا کر مولانا محمد بشیر محدث رح
 کو بعض کتب حدیث جستہ جستہ سنائیں اور سندلی۔ مولانا شیخ محمد جعفری مہلی
 شہری قاضی ریاست سے سند بلوغ المرام پائی اور حاجی مولانا سید
 سبط احمد صاحب رح سہسوانی سے علم فرائض حاصل کیا۔ اسے بریلی ملک و
 کے مشن اسکول میں مدرس رہے پھر خود ترک ملازمت کر کے لکھنؤ میں نجف
 سرآمد علماء و اولیاء حضرت شاہ محمد سعید صاحب سہسوانی رح قیام کیا۔ میلان طبع
 تصوف و طریقت کی جانب پیدا ہوا زہد و طاعت کا مشغلہ ہوا اور باپا سے
 حضرت ممدوح رح اسے بریلی واپس جا کر میان احمد علی شاہ صاحب رح
 کے حلقہ مریدین میں داخل ہوئے بعد وفات مرشد خود آپ سجادہ نشین و

سالہ انیس صاحب ترجمہ نے ۱۳۳۱ھ ہجری میں وطن میں وفات پائی عمر ساٹھ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

خليفة ہوئے اور وہیں قیام فرمایا چنانچہ پچیس سال سے خاص ضلع راسہ بریلی اسی
 میں آزادانہ و صوفیانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور خلق اللہ کو فیض علمی و عملی پہنچاتے
 ہیں عالم باعمل و صرفیہ زمانہ کے محترعات بدعیہ و خلاف شرع سے محترز و
 عقائد مطابق حدیث و قرآن رکھتے ہیں۔ اشغال علمیہ و اذکار عبادت شغریہ میں صرف
 اوقات فرماتے ہیں بجز خلیق و نیک نفس متواضع بامروت اور معاملات دنیا
 سے یکسو رہتے ہیں اور راقم سطور ہذا کے بہت مخلص ہیں اس وقت آپ کی عمر
 اٹھاون سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶۰) مولوی سید محمد ایسا بن شاہ سید محمد نقی فاضلی رح

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶۳ھ شہ ۱۸۴۶ء کی ہے۔ ابتدائے علوم آلہ عربیہ
 صرف نئے منطق مختلف اساتذہ سے وطن میں حاصل کیے بعدہ ۱۲۹۲ھ میں
 آگرہ جا کر ورنیکولر مدرسہ اسلامی سرکاری میں جناب شمس العلماء حاجی مولانا
 سید امیر احمد صاحب برادر غمہ زاد خود سے تحصیل علوم مردجہ فرمائی اور تھپی
 قابلیت پیدا کی آپ کو علوم و بینیات و ادب سے گہری و چسپی رہی آگرہ میں
 علامت حسن محمد اللہ مقامات حریری وغیرہ میں میرے ہم سبق رہے تھے۔ ذہن و تقاد
 طبع رسا ہے اور بچہ متقی و نیدار راستہ باز رحمدل خوش اخلاق جابتا واقع ہو
 ہیں۔ امانت و دیانت میں ضرب المثل اقران ہیں قدیم وضع بالکل سادہ ہے
 عربی فارسی کی انشا پردازی پر قدرت ہے افسوس ہے کہ آپ کو مزید موقع
 درس و تدریس مشاغل غلمہ کا نہیں ملاتا ہم وقت فرصت کتب بینی و حدیث و علم
 ادب میں گزرتا ہے راقم کتاب ہذا سے خصوصیتاً داخل قلبی ہے افسوس
 اس امر کا ہے کہ مدت پینتالیس سال زمانہ ختم طالب علمی آگرہ سے باوجود خصوصیت قلبی

باہمی ملاقات نہیں ہوئی۔ مگر الحمد للہ طرفین کے دونوں میں جوش مودت روز افزوں ہوا۔ واقف سے از فرط محبت وارد تپیدن۔ آنجا دل آوا نیجا دل من۔ وجہ یہ ہے کہ میرے زمانہ موجودگی وطن میں وہ جاسے ملازمت خود پر ہوتے ہیں اور انکی موجودگی وطن کے زمانہ میں یہ راقم جاسے ملازمت بھوپال میں رہا یہ حسن اتفاق ہے **ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ الْخَيْرِ فِيمَا وَقَعَ** آپ کے والد ماجد مرحوم صوفی کرام کی جماعت میں ممتاز سمجھے جاتے تھے اور مردوجہ بدعات محترمه سے انکو قطعی تفرق تھا ہمیشہ متبع قرآن و حدیث رہے مجکو بھی انکی خدمت اقدس میں شرف حاضری وطن میں اکثر رہا ہے اور آپ بھی ماشاء اللہ ولدا وہ احکام قرآن و حدیث شریفین میں اسوقت عمر آپ کی **السنۃ ۱۲۹۶** سال ہے سلمہ اللہ تعالیٰ بالفضائل

(۱۶) حاجی مولوی سید جمیل احمد خلیف سید امتیاز علی مرحوم

آپ منشی میرزا علی رام کے پوتے اور عموی مولانا سید اولاد احمد کے نواسے ہیں سال ولادت **۱۲۶۶** ہجری ہے دو برس بعد از واقعہ غدر پیدا ہوئے عہد آغاز شیرخواری میں آپ کی والدہ نے انتقال فرمایا اور نانا و نانی صاحبہ کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور نانا صاحب کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے مائیمون صاحبان نے کی اور مثل اولاد صلیبی پرورش کیا اور باوجود محروم الارث ہونے کے حصہ جائیداد نانا نال سے معقول دیا گیا **۱۲۹۶** ہجری میں بھراہی خال اوسط مولانا سید سبط احمد رح بھوپال گئے اور شغل تعلیم میں کچھ وقت صرف کیا ذکاوت خاندانی وجودت حافظہ و ذہن رسائے عام دینیہ کی طرف راستہ دکھایا اور صحبت ارباب علم و فن و حضوری مجالس ذکر قرآن و حدیث سے تمتع کثیر اٹھایا معمولاً ابتدائی مرحلہ تعلیم کے بعد بعض کتب حدیث و تراجم قرآن

عہد الحمد للہ بعد ۲۶ سال کے مارچ ۱۹۲۱ء مطابق رجب ۱۳۳۹ھ کو وطن میں ایک ہفتہ باہم غلصانہ صحبت رہی ۱۷

کرم محفوظ ذہن کر لیے مطالعہ کتب و مباحث فرعیہ سے استفادہ تمام کیا
 ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور بھوپال میں توسل ملازمت مستقل تمام
 ہو گیا ۱۳۰۲ھ میں جمعیت برادر معظم حضرت مولانا حاجی سید عبد الباری رحمہ اللہ صاحب بھوپال
 سے مکہ معظمہ گئے اور حج بیت اللہ کے مشرف ہوئے شعر و سخن سے ہموز و نیت
 طبع خدا داد مناسبت ہے صفائی زبان و فصاحت کی طرف متوجہ ہیں۔ نواب
 شاہجہان بیگم مرحومہ خلد مکان والیہ ریاست بھوپال و حضرت نواب صاحب گجرات
 میں قصائد اردو فارسی لکھے اور اب ریاستہ حال کی مدح سرانی میں ممتاز ہیں
 فن شعر میں بھوپال کی جماعت کثیر آپ سے تلمذ رکھتی ہے دیوان نمسات و
 قصائد بہ مساعی عشرہ فصاحت مطبوع ہو چکا ہے اور دیوان غزل اور وغیر مطبوع تب
 ہے اسکے سوا فنوی اردو و حلیۃ الابرار بایمانے حضرت مولانا نواب سید
 محمد صدیق حسن خان بہادر باقابہ رحمہ اللہ تصنیف کی جو مطبوع و شائع ہے اسکے سوا
 بعض رسائل تحقیق مسائل تنازعہ فیہا میں بھی آپ کی تالیف سے مشہر ہو چکے
 ہیں آپ اب تک مقیم ریاست مذکور ہیں اور بقدر دانی ریاستہ حال تنخواہ بطور
 پنشن پاتے ہیں۔ عمر قریب اکاون سال ہر سلمہ اللہ تعالیٰ

(۶۲) مولوی منشی محمد شاہ حسین سلمہ خلف منشی محمد صابرین علی

ولادت آپ کی دہم ربیع الآخر ۱۲۵۵ھ کو ریاست رامپور میں ہوئی اور وہیں
 بہ تقریب کاتب منشی مولانا مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم نے آپ کو بسم اللہ

علم مباحث خاص یہ حضرت بہت ناز کنیاں بدیہ گو شاعر فارسی و ریختہ کے اور ہم عصر مرزا داغ دہلوی و امیر مینائی لکھنوی کے
 تھے نیک طبع و لطیفہ سنج و رنگین مزاج تھے آپ رامپور و بھوپال و لکھنؤ میں تمام پذیر رہے تخمیناً ۱۳۱۳ھ میں انتقال
 فرمایا یہ چار حقیقی بھائی تھے چاروں قابل و محقق فن فارسی و اردو کے تھے سزا و خط وغیرہ نہایت پاکیزہ تھا۔ ۱۳۱۳ھ

پڑھائی تعلیم ابتدائی باقاعدہ شروع کی گئی جب ہمراہ والد ماجد خود بچہ پڑھانے لگا
 بھوپال آ کر قیام کیا اور اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہوئے
 لکھنؤ میں درسیہ فارسی مولوی محمد عمر دلائی شاگرد رشید مولانا صہبائی دہلوی سے
 پڑھیں۔ بعدہ ملک العلماء جناب حاجی مولانا سید محمد عبدالباری صاحب محدث
 و حضرت حاجی مولانا محمد بشیر صاحب محدث و حاجی مولانا سید سبط احمد صاحب
 علمائے سہسوان رحم مقیم ریاست بھوپال سے علوم متداولہ و حدیث و تفسیر
 وغیرہ حاصل کیے اور بعض کتب حدیث استادنا شیخ حسین صاحب محدث رحم
 عرب کو شاکر سند حاصل کی۔ آپ قابل ذی استعداد و فخر خاندان زکی الطبع اور
 عربی فارسی اردو کی نظم انشا نگاری پر قادر ہیں۔ فارسی قصائد میں قافیہ کا
 مقابلہ کرتے ہیں اردو و ریختہ میں عمدہ دیوان غزل مرتب ہے نکتہ تخلص
 کرتے ہیں نازک خیال مضمون آفرین شاعر ہیں مطالعہ کتب سیر و توارخ و ادب
 عربی کا شوق ہے۔ مختصر کتب خانہ علوم و فنون بھی جمع کیا ہے آپ کے خاندان
 میں مدت مدید سے قابل اہل قلم نظم و نثر فارسی منشیانہ و شاعرانہ لکھنے والے
 محقق نام آور پیدا ہوئے ہیں مگر آپ نے عربیت و فنون مختلفہ میں بھی بہت
 معقول استعداد ہم ہو چکی کہ خاص امتیاز حاصل کیا ہے سوا و خط مثل اب و غم و جد
 نہایت پر رونق ہے اور صفات پسندیدہ سے متصف ہیں ہر کام میں سلیقہ
 و شائستگی نمایان اور صفائی و نفاست طبع عیان ہے جوان صلح و سعید عابد
 و متقی ہیں اور اپنے خیال و رائے کے وحشی اور ریختہ میں ہر باب میں خودداری
 و وقار و امتیاز خاص کا بہت لحاظ رکھتے ہیں بعد وفات والد بزرگوار ریاست
 بھوپال میں بارہ سال سے زائد ملازم رہے حکام مانوق آپ کی قدر افزائی
 اور انہیں شہر و روستا و عمائد عزت کرتے تھے خود تعلق ترک کر کے وطن آئے

اور انتظام زمینداری میں اوقات عزیز بسر کرتے ہیں علمی مشاغل سے بھی خالی نہیں رہے اتباع کتاب و سنت کا زیادہ خیال رکھتے ہیں آپ امانت دیانت میں مشہور خاص و عام ہیں اس وقت ماشاء اللہ آپ کی عمر چھیالیس سال ہے صافانہ
اللہ تعالیٰ عن شرور الدنور

(۶۳) الطیب الفاضل حکیم سید محمود عالم بن مولوی حکیم
سید امی بخش صاحبی رحم

تقریباً ۱۲۸۰ء میں آپ تولد ہوئے اور اپنے والد صاحب کے دامن عطفیت میں تربیت و تعلیم قابلانہ پائی شرح ملا جامی و قطبی وغیرہ آپ نے راقم سطوح سے پڑھیں بعد وفات والد خود طلب علم کے لیے سفر رام پور کیا اور حلقہ درہیں مولانا ارشاد حسین صاحب میں کتب متداولہ فنون حاصل کر کے شمس العلماء مولانا محمد عبدالحق منطقی خیر آبادی کے تلامذہ میں داخل ہوئے اور علوم عقلیہ منطوق و فلسفہ و حکمت بفہم و فراست تحصیل کیے بعض کتب حدیث مولانا حسن شاہ رحم اور ان کے فرزند مولانا محمد شاہ رحم اور کتب فقہ و اصول مولوی مفتی عبدالقادر فقیہ سے پڑھیں بعد نامور طبیب حکیم محمد ابراہیم خان صاحب لکھنوی متوسل ریاست رامپور سے اور انکی وفات کے بعد ان کے خلف ارجمند حافظ حکیم محمد عبد العالی لکھنوی سے علم طب استفادہ کیا اور کئی سال مطب میں شریک ہو کر سند باقاعدہ جلسہ اطباء میں بعد امتحان حاصل کی اوائل سنہ ۱۳۰۰ء میں تحصیل و تکمیل علوم و فنون درسیہ

۵۰ حضرت لہر حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان بھوپال میں انصر الاطباء ریاست ہوئے آپکی سیدت ہوئی بعد ملازمت تین سال ۱۳۱۹ء کو بعد وفات رئیسہ محمد و جدہ شریک ملازمت لکھنؤ واپس تشریف لے گئے راقم کتاب کے بجد مہربان و دوست مکرم تھے ۱۳۱۲ء

کر کے وطن کو مراجعت فرمائی اور برطی و موم و مہام سے مطب و درس شروع کیا آپ علم فراغ و کلام و اصول کے ماہر اور منطق و فلسفہ و طب کے جلیل القدر فاضل تھے۔ قوت تدریس و تقریر مضامین فوق الوصف تھے معقول کو وضاحت بیان سے محسوس کا ہر تہہ بنا دیتے تھے کمال مہارت مطب و مذاقت علاج میں آپ بے مثل تھے اس وقت میں بلحاظ شہرت فخر سہسوان کہنا بیجا نہیں اصلاح قرب و جوار میں ایسا فاضل نامور طبیب عاذق سنا نہیں گیا ہمدردی و تشفی مرضی میں توجہ بلیغ و حسن خلق و بے طبعی و انکسار مزاج میں آپ کا نظیر دور دور تک نہیں پایا گیا دائرہ مطب اطباءے تصبات میں اسقدر وسیع پیمانہ پر دیکھا نہیں گیا کمال علم و حسن خلق کی وجہ سے مزاج امرا و غربا تھے روساے نواح بحد قدر و منزلت کرتے تھے با انہیمہ و نور مشاغل طبیہ حلقہ درس علوم منطق و حکمت و طب و فقہ و اصول ہمیشہ قائم رکھا اور اس دور آخر میں بہت سے نونہالوں کو اپنے چشمہ فیض سے سیراب و سرسبز کر دیا ایک نوزخیز جماعت کو شاہراہ تعلیم پر ڈال دیا آپ بہ تقلید اساتذہ خود اہل حدیث سے تعصب رکھتے تھے مگر آخر میں جمود و اصرار سے کنارہ کر کے انصاف و حق پسندی کی جانب مائل ہو گئے اہل حدیث سے کچھ تعصب نہ رہا اور بہت کچھ اصلاح عقائد ہو گئی نیک مزاجی و بے نفسی و راستبازی و خوف خدا و دیانت کی صفات خاصہ سے موصوف اور خاص و عام میں ہر دلعزیز ہو کر محمود عالم و محسود زمانہ ہو گئے دور و دراز کے لوگ آپ کے مطب سے فیضیاب ہوتے اور جوق جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے مہذب و فیاض نے شہرت و نیکنامی کا روشن تمغہ آپ کو عطا کیا تھا حلیہ صلاح و سعادت سے آراستہ و پیراستہ تھے آپ کے تلامذہ مختلف علوم و فنون و خاص مطب طب میں بکثرت ہیں انہوں نے آپ کی موت مفاجات سے تعظیم

و تعلم و طبی کار ناموں کا چراغ گل ہو گیا اور اس سر زمین سے فضل و کمال کا نشان
 سٹ گیا چند اراض قلب و جاہرین ایک مدت تک تکلیف برداشت کر کے
 بعد صبح روز شنبہ ۲۲۔ رجب ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸۔ جون ۱۹۱۳ء کو اس
 عالم نابا نڈار سے بعمر ۵۲ سال دار جنان کو رحلت کی بَرَ دَ اللہُ مُصِحِّہ مزار خام
 مقبرہ نوشہرہ جنوب آبادی میں ہے آپ کے ارشد تلامذہ فخر زین عزیز مورخ معجز
 سلمہ ربہ نے با استخراج آیہ مقدسہ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ سے تاریخ
 وفات کا حق ادا کیا نیز لفظ غفران سے مادہ سال مستنبط فرما کر قطعہ ذیل میں موزون کیا

حیث محمود عالم اکمل عصر	زین جہان رفت سوئے دار جنان
بہر تاریخ خانہ بمعشر	زور رقم سال رحلتش غفران

(۶۴) علامہ مولوی سید محمد اعجاز احمد سلمہ بن حاجی مولانا سید
 محمد عبدالباری محدث رحم

سال میلاد مبارک ۱۲۹۲ھ سے چنانچہ نام تاریخ مخماری محمد رضا گھایا عمر کا ساتواں
 سال تھا کہ ریاست بھوپال اپنے والد ماجد رحم کی خدمت میں ہو چکر تحصیل علوم تہذیبی
 میں مصروف ہوئے مگر افسوس کہ دو سال کے اندر ہی حضرت ملک العلماء آپ کو والد ماجد نے ۱۲۹۲ھ کو بھوپال
 میں رحلت فرمائی اور آپ نے یتیم ہو کر بحالت حزن و یاس وطن ہالوف کو مراجعت کی یہاں تربیت
 و تعلیم کا انتظام عارف باللہ حضرت مولانا حکیم سید محمد نذیر احمد شاہ قدس سرہ آپ کے
 دادا صاحب کے چھوٹے بھائی نے فرمایا بعض کتب دقیقہ فارسی و فنون صرف
 و نحو عربی جناب مولانا سید عبدالحمید صاحب رحم سے تمام کر کے کتب درسیہ
 منطق و فلسفہ و حکمت و فقہ و کلام وغیرہ مولوی حکیم سید محمود عالم سے بکمال استفادہ
 کین پھر لائق تکمیل علوم ۱۳۰۰ھ میں سفر بھوپال اختیار کیا وہاں حلقہ درس مولانا
 محمد بشیر صاحب محدث رحم میں توفیح و تلویح و مسلم الثبوت و تفسیر بیضاوی وغیرہ اور

مولانا عبید الحق کابلی قاضی ریاست سے قاضی مبارک و صدر اور مطول وغیرہ اور حضرت
 شیخ حسین عرب محدث حدیدہ سے کتب حدیث حاصل کر کے دیگر کابلیین فن سے
 بقیہ علوم اکتساب فرمائے اور بعد وطن واپس آئے جو وقت طبع و زکاوت ذہن
 و معرفت اور اک و قوت حافظہ و قابلیت فطری سے ہر صنف علم و فن میں مہارت تامہ
 حاصل کر کے اجل علماء و اکمل فضلاء سے ہوئے بعدہ علم و صناعت مطب علماء و عملاً
 کمال جذاقت طباعتی کے ساتھ وطن وغیرہ میں اکتساب کر کے سند فرسخ باضابطہ حاصل
 کی اور شغل علاج و مداوا میں مشغول ہوئے علوم ادبیہ فارسی و عربی و منطق و حکمت و
 کلام و سیر میں بالخصوص دستگاہ کامل ہے۔ بلکہ علمائے ہند میں ایسا اویس نامم
 و ناثر بدیہ گوئی و فصیح و بلیغ قیام الوجود ہے استحصار غرائب لغات و محاورات
 عرب و اصل اشعار مشکایہ میں عدیم النظمین حماسہ منہی حریری تعلقات کے درمیں
 دینی میں آپ کو کتب لغت و تشریح و حواشی کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔
 شعرائے کابلیین و محضریں کے تتبع میں بے شمار غزلی قصائد غزلی تصنیف کیے۔
 انشا پر داری غزلی و فارسی میں عجیب ملکہ خدا و او پایا ہے اہل زبان متحیر ہوتے ہیں
 مولانا محمد طیب علی و مولانا محمد صاحب غریب بھویالی و مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب
 نقوی رکن مجلس العلماء بھوپال نے آپ کا کلام عربی بارہا سنکر تحسین و آفرین بلیغ

۱۔ محضریں بلیغ شاعرانیکہ زانہ جاہلیست و احلام دریافت اند۔ از صراح ۱۲ سنہ
 ۲۔ مولوی محمد طیب علی مشہور ادیب ریاست رامپور میں ملازم رہے اور سنہ ۱۳۳۲ھ کو وہیں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ
 ۳۔ مولوی محمد صاحب مولانا شیخ حسین صاحب محدث قاضی حدیدہ میں کے بڑے فرزند جو ۵۰ سال ہمراہ رہا
 خود بھوپال میں بعزت و احترام رہے اب ندوۃ العلماء لاکھنؤ میں پروفیسر ادب ہیں قابل ادیب و محدث ہیں ۱۳ سنہ
 ۴۔ یہ حضرت شاعرانیکہ پور علی مالوہ کے اصل باشندہ و سابقا نقوی سے ہیں اسکے والد بزرگ المسمی سید محمد علی
 بھوپال میں مقرب تھے اور بوجہ عقد نکاح بھوپال ہی میں مستقل سکونت اختیار کی آپ ماشاء اللہ جامع جمع علوم و فنون و
 تصوف و سلوک ہیں ادب میں اعلیٰ نامہ رکھتے ہیں حدیث و فقہ میں کمال ہے ریاست میں بعدہ رکن مجلس
 معزز و ممتاز ہیں ۱۲ سنہ افسوس ہے قبل طبع کتاب ہند ۱۳۱۱۔ سنہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۱ محرم ۱۳۱۱ھ کو وفات پائی۔

فرمانی زبان اُردو و فارسی میں بھی۔ مسائل علمیہ و قصائد و غزل وغیرہ بہت کچھ تحریر کر کے دوست و تلامذہ کے نام پر شائع کرا دیے جو فصاحت و بلاغت میں پائے عالی رکھتے ہیں ریختہ و فارسی کلام میں مخلص معجز ہے۔ اخراج مادہ ہائے تاریخی جنم میں یہ بیضاد کھاتے ہیں چنانچہ اکثر تواریخ و قطععات مندرجہ کتاب ہذا مشعر سال و وفات علماء آپ ہی کے نتائج طبع و قادیان جنکو دیکھ کر مورخین زمانہ انگشت بدندان رہ جاتے ہیں فارسی قصائد آپ کے انوری و ظہیر کے کلام کا مقابلہ کرتے ہیں غزل میں کہیں حافظ اور کہیں نظیری کا رنگ ہے۔ مطالعہ کتب علوم و فنون و درس و تدریس سے شغف خاص اور علم ریسر و آثار علما پر عبور کامل سے تصانیف و امام ابن تیمیہ و ابن قیم و امام ذہبی رحمہ سے نہایت دلچسپی اور اصول عقائد و اہم مسائل کلام و مباحث معتزلیہ و شیعہ و رد مذاہب باطلہ میں یدِ طولی و قوت تام ہے۔

الحق ایسا طباع و زرگی و جامع کمالات و وسیع النظر زمانہ مدید سے عالم وجود میں نہیں آیا ہر گونہ علم و فضل میں محمود قرآن اور آثار صلاح و سعادت چہرہ سے درخشان ہیں با اینہم کمالات مختلفہ و صفات منکثرہ شہرت و خود نمائی سے نفرت طبعی ہے معاصرین اہل علم اپنی تصنیفات علوم و فنون و نظم و نثر میں آپ سے مشورہ و صلاح لیتے اور زور تحریر و تقریر سے اہل قلم مصنفین و مناظرین مرعوب رہتے ہیں ہر مضمون نگاری کی قوت زائد الوصف ہے تصانیف کثیرہ میں سے بعض کتب کے اسمائے ہیں۔ ریشحات الکریم فی شرح فصوص الحکم فارابی کی شرح مفضلات ہے عربی ہے۔ توفیق الفرندی تذکار ادباء الصمد عربی میں تذکرہ ادباء ہندوستان فصیح و بلیغ ادبیانہ عبارت سے براعتاً للتحقیق عربی میں مسئلہ اجہت و تملیذ میں پُر زور محققانہ کتاب ہے تہذیب القواد بشرحہ بانس سعاد فارسی نظم میں کمال نمونہ ہے فرقہ آریہ ہند کی تردید میں

چند رسالے لاجواب اردو میں لکھے ہیں مناظرہ بعض مسائل طبیبین اور وہاں سے
 طاعون کے متعلق ایک برہستہ تصنیف بعض تلامذہ کے نام سے شہر ادا آباد
 میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے اردو میں دو اخلاقی و نتیجہ خیز ناول پر وہ راز آگرہ
 سے و جاریہ عرب بریلی سے طبع ہو کر نکلے اور ملک میں قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔
 مہجر نما دیوان غزل اردو و باصرار اجباب بدایون میں چھپ کر شہرت عام پا چکا
 اسکے سوا فارسی عربی کا لاجواب ذخیرہ متعدد بیاضوں کی صورت میں موجود ہے
 جو انشاء اللہ عنقریب طبع ہو گا۔ تعلیقات علی التحیات عربی کتاب المفردات
 فارسی بڑے پایہ کی طبی عالمانہ کتابیں ہیں آپ نے آباؤی کتب خانہ میں بطریقی
 تعداد پر کتب علمیہ کا اضافہ کیا ہے۔ ابتداؤ لکھنؤ میں ایک سال قیام کر کے
 اپنے علم و کمال سے لوگوں کو مستفید کیا پھر آگرہ میں دو سال سینٹ جونز کالج
 میں مدرس عربی رہے بعد ۱۳۲۲ھ ہجری میں باصرہ لاہور و انان قصبہ بسولی ضلع
 بدایون میں آگئے اور خود کو وقف درس و مطب و افادہ عام کیا۔ درس و تدریس
 علوم و فنون دائمی مشغلہ ہے طلبہ کثیر بغرض استفادہ ادب و فلسفہ و منطق و
 کلام اصول و طب وغیرہ بلاد و در دست سے آ کر حلقہ درس سے فیضیاب ہوتے
 رہتے ہیں۔ ایک مدت تک قصبہ بسولی آپ کی ذرات سے مرکز علوم رہا اعیان و امرائے
 نواح نے قدر و انی کے ساتھ آپ کی اعجاز نمائی مطب و علاج کا اعتراف کیا اور
 برسوں سے دست شفا خداداد کے کرشمے دیکھ کر عظمت و وقعت کرتے رہتے ہیں
 تمام روہیلکھنڈ مراد آباد بریلی بدایون سنبھل شاہجہانپور وغیرہ میں آپ کی شخصیت
 و تجویز خداداد و تجربہ کی بید شہرت ہے ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں بزمانہ اشتداد میں
 طاعون آپ کے معالجہ سے بفضلہ تعالیٰ صدوشے سے زیادہ مریض شفا یاب
 ہوئے چنانچہ اس کارنامہ پر حکام ضلع و کمشنر صاحب بہادر بریلی نے پروانہ خوشنودی

مزاج و خدمتِ ملک بمقابلہ سول سرجن ڈاکٹر یورپین آپ کو عطا فرمایا بالفعل
 بدایون میں باصرار روسا و اراکین شہر آپ کا قیام سے اور درس علوم و طب
 کا مشغلہ نصب العین ہے نامور اہل علم آپ کی ہمہ دانی و کمال علمی سے مستحیر
 رہتے ہیں مطب مزاج خاص و عام ہے۔ آپ نے محض بخیال و رفع چشمک زنی
 بعض ہم چٹان مارچ ۱۹۱۸ء کو دہلی میں جا کر امتحان فاضل بموجب نصاب
 عربی پنجاب دیکر سند باضابطہ حاصل کی اور پھر مارچ ۱۹۱۹ء میں رجب ۱۳۳۶ھ
 کو اول درجہ مولوی فاضل کا امتحان دہلی میں دے کر سندلی یہ شرکت امتحان صرف
 بعض مکمل ضابطہ سرکاری و شاہی تھی ورنہ آپ کی شان قابلیت ماشاء اللہ بہت
 اعلیٰ و ارفع ہے مہتممین جلسہ امتحان پہلے ہی سے آپ کے کمال کے معترف
 و مداح ہو چکے تھے۔ آپ بغایت زکی خوش اخلاق رنگین مزاج با مروّت
 تکفہ پیشانی نیک سیرت خوب صورت و جیہ و بذلہ سنج ہیں حق و حسد و خود غرضی
 سے بخلاف انہ کے زمانہ بالکلیہ پاک و صاف ہیں اور یہ اوصاف حمیدہ خصوصیات
 خاندانی اب عم و جد سے موروثی ہیں تا آنکہ اپنے سخت مخالف و حاسد کو بھی باقتنان
 و احسان ایثار فیت و مسا زبنا نے میں ہمیشہ مسامحی جہیلہ کرتے رہتے ہیں انتقام
 و کفر کردار کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے ماشاء اللہ اس وقت عمر عزیز آپ کی
 سینتیس سال کی ہے راقم الحروف کے حقیقی برادر زادہ و جگر گوشہ ہیں بارگاہ
 فی عمرہ و علمہ و فضلہ و متعہ بطول بقائہ بالجود والاقبال آمین آپ کے کلام فارسی
 و عربی کا مختصر نمونہ ذیل میں نذر ناظرین کیا جاتا ہے ایک قصیدہ نعتیہ کی

اخلاق

۱۳۳۶ھ میں رجب ۱۳۳۶ھ

عہد اب تقریباً ڈیڑھ سال سے آپ شہر فیض آباد اردو میں مقیم ہیں روسا و معززین شہر آپ کا بجد اعزاز
 و اکرام کرتے ہیں مشغلہ تدریس طلبہ علوم و افتاد ر عطا و طب سے تالیف و تصنیف سے بھی فانی
 نہیں رہتے ۱۹۲۱ء مئی ۱۹۲۱ء سید ابوالاحمد نامی شہسوارانی عفی عنہ۔ نیز آئیے وہاں دیوان قصاب

تشبیب میں لکھتے ہیں

نیست قطع جاوہ مقصد بہ تنہائی کہ شد
 آرزو پاس دل ناکام اساس یا گشت
 نالہ از لب ناشدہ بنیاد عالم برت گند
 دارو از فیض تصور گرمی ہنگامہ ہا
 می زند ناخن کمالم بر رخ ماہ تمام
 ہمصیقران راز حیرت آمینہ برکت نہاد

شوق غم ہمراہ من ذوق جنون ہم پائے من
 خانہ راستا مان ویرانی شدہ کالا سے من
 پے تو ان ہر دن بشور حشر از غوغائے من
 صورت آغوش محشر طبع نرم آگے من
 پنجہ خورشید برتا بدیدہ بھنیاتے من
 طوطی شکر نشان یعنی لب گوئیے من

غزل کا انداز بھی قابل دید ہے

چہ باشد در حریم جلوہ گامش از ریش ولہا
 سبکو و ہجو آواز جرس در کاروان بودم
 حشرہ بارید طوفان و ہمانا تشنہ لب مردم
 دلیل نارسانی بود رنگ اضطراب ما
 ز صبح سخن و صبحیت دامن چاک شد نیک

کہ بر ہم زد بیک گردش چشم مست مچھلما
 رسیدم پیشتر از ہمراہان خود ہمہزلفا
 چو دریا آب در بردارد و خشک مست سا حلما
 کہ بر بہر گام بر بستیم و باکشا و ہم محالما
 چو بویے نغیچہ نہبان بود راز عشق در ولہما

درین رہ گام زن معجز بطرز حضرت عافط
 کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلما
 ولہ سلمہ ایضا

عیشم بکویے باوہ فرودشان از ان خوش ست
 از وسعت کرم بہ نصیبم شمس وہ اند
 نازم بدستگاہ تصور کہ اہل ذوق

مے دام میدہند و تقاضا سے کہتند
 آن وعدہا سے وصل کہ ایفائے کہتند
 در قرب و بعد لفرقہ اصلا سے کہتند

ایک عربی قصیدہ میں چند اشعار حسب حال خود کے ہیں وہ درج ذیل ہیں
 قد جئت فی طلب العلم فآوثرنا
 و محالگا کالہائم المتشوق

فلقیبت اصابی بوجه مشرق وترکتها سخطاً ظاهراً ورتی	کہ من اذی وسط الفلاة سئمتہ تغرتنی الدنیا کثیراً بالغنہ
وقال فی مذمتہ الدنیا فی قصیدۃ طویلۃ	
ولا نصیب لہ منہا سوی الا لسم ولا مصیبا لہ لیمہا سوی العلم فلیس ینفع بعد الفوت من فہام	یہوی الغنی لذۃ الدنیا ویامکھا تبالدار فناء لا یقواء لہا فہب من رقۃ الغفلات نل فرصاً
وانشد تغزل لا لافض فوہ	
بھا الا جمال طاعة الزمام تعض بنا غمها والطون دای واجمع فابھاروع انصرام وفی ذفنا تها حرق الخدام	ولا انسی سلیمی یوم سارت اتلنی کی تودعنی فقامت وغیر وجہا وشک التناعی فاومت باللماظہ حذار وایش
اے آخرہ۔ آپ کے علمی کارنامے اور خصائص کمالات کے نمونے لائے تھے ہیں اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہیں تصنیف و تحقیق معارف علوم و دقائق فنون میں فرید ہیں و وحید عصر ہیں ماشاء اللہ تعالیٰ و سلمہ و ابقاہ و علیٰ مدارج الفضل و قاہ	
(۶۵) مولوی محمد زید حسین بن علامہ نحریر مولانا محمد شہیر محدث	
سال ولادت ۱۲۸۸ء ہے حداثت سن میں آپ نے فنون درسیہ و کتب مشہورہ پر عبور کیا رسائی فہم و ذکاوت ذہن و قوت حافظہ میں بے عدیل و نظیر اور طباعی و مناسبت علم میں قید المیشیل تھے تعلیم فارسی و مشق انشا نگاری بہوپال میں مولوی محمد عمر پنجابی شاگرد رشید مولانا صہبائی دہلوی سے حاصل کر کے نظم و نثر میں ملکہ پیدا کیا علوم درسیہ عربیہ اپنے والد ماجد سے تحصیل کیے سلیقہ شعر گوئی و سخن فہمی زاید و صفت	

تھا ہزار ہا شعر فارسی و اردو و عربی بقوت حافظہ از بر تھا اور بدیہہ گوئی میں یکساں تھے
 انہوں نے عقد نکاح سے چھ ماہ بعد اس جوان صالح کا بیچہ خیات اٹھارہ سال کی
 عمر میں بتاریخ ۲۸۔ ربیع الاول ۱۳۰۰ شب چہار شنبہ وقت عشاء ریاست
 بھوپال میں والدین کے سامنے منہم قضا سے پڑھو رہے ہو گیا۔ علم ادب و منطق و
 فلسفہ و حکمت میں دستگاہ تھی اتباع قرآن و حدیث پر شیفتہ تھے قرآن تکیہ تندر شاہ میں
 ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۶۶) مولوی سید اطہر علی بن میر ظفر علی صاحبی صاحب سہسوان

آپ نے علوم و رسمہ رسمہ ابتدا حافظہ مولوی شیخ امیر حسن انصاری رہنے سے پڑھے
 اور پھر مولانا سید محمد عبد الحکیم سے کتب عربیت حاصل کر کے علم منطق و فلسفہ
 و طب و فقہ حاکم سید محمود و عالم حرم سے کتب کیا بلوغ اطراف مولانا محمد بشیر
 سہسوانی کو سنا کر سنی قرأت حاصل کی اتباع قرآن و حدیث و باندہی صوم
 و صلوات و سعادت و صلاحیت میں ممتاز اور باوجود اسباب ریاست تو وضع
 و کسر نفسی و ہمدردی برادران وطن سے متصف ہیں انگریزی و گجراتی وغیرہ میں
 بھی ضروری مہارت ہے معاملات عدالت و قانونی میں خاص دستگاہ ہے
 اسے صاحب رکھے ہیں باوجود کثرت مشاغل ریاست و امارت مذاق
 علمی و کتب بینی لازمہ زندگی ہے اردو و غزل گوئی میں شاکر دامتیر مینائی میں
 کلام شمسہ ہے ولادت باسعادت ۱۲۹۰ھ میں ہوئی سلمہ اللہ تعالیٰ
 علم دوست با مروت و صاحب اخلاق حسنہ ہیں سادہ مزاج ہیں اعزہ و احباب سے
 خلوص ملتے ہیں نور جاگر عزم مولوی سید انجاز احمد سے سوابے قرابت قریبہ کے
 خصوصیت خاص و مروت با اختصاص ہے حکام یورپین ضلع و ہموطن بنظر احترام آپ کو

دیکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ علیہ

(۶۶) مولوی محمد تقی مرحوم ولد خطیب مولوی محمد امین صاحب

آپ کی ولادت ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ھ میں ہوئی پندرہ سولہ برس کی عمر تک علم سے بہرہ ور رہے پھر ایک جاوید شوقِ تعلیم نے بھوپال پہنچایا اساتذہ عصر سے علومِ الیہ صرف و نحو و منطق و عربیت کمالِ محنت و جانفشانی سے استفادہ کر کے علمِ حدیث و تفسیر کی جانب توجہ مبذول کی پھر دہلی کا سفر اختیار کیا جہاں مولانا محمد بشیر صاحب فائز ہو کر کتبِ حدیث فراتاً و سماعاً سبقاً سبقاً و تفسیر و رسمہ بنور و خوض پر طبعین قواعد صرف و نحو کی بحث و تحقیق ہر حال میں مد نظر رہی اور چونکہ ان فنون سے مناسبت فطری رکھتے تھے اس پر سچی و محنت شہار و زمی اور کثرت مطالعہ و کتب نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہر مسئلہ میں اختلافات انہ و عبارات کتب میں مستحضر فی الذہن و ازیر تھے مباحثات میں مخالفین کو مسائل صرف و نحو میں لاکر اسیر کر دیتے ناچار مخالف کو بموجب قواعد مسلمہ فنِ آپ کی لاسے صاحب سے اتفاق کرنا پڑتا یا بچیلہ رو پوشی کرتا تقریر متانت و وقار سے پُر اور نہایت نرم لہجہ سے ہوتی قرآن و حدیث کا وعظ نہایت پر اثر و دلکش ہوتا تھا تبلیغ احکامِ شریعہ میں بخیل و زانست گوئے اتباع کتاب و سنت میں محو مثل اباد و جد تھے تقدس و ورع و زہد و عبادت و عطا و تلقین میں منہک و مشتغل رہتے غیر متشرع و متکبر اسیر و حاکم کو ابتداءً سلام نہیں کرتے اور کبھی فاسق و فاجر کو تعظیم نہیں دی یہ صفت بھی نور و نوری اباد و جد سے پائی تھی قناعت و توکل و غیرت سے موصوف اور بغایت متواضع و منکر الطراز اور واپس و تقویٰ و شہیداری و سحر خیزی میں مشارا لید تھے مسوان میں کئی سال قیام کر کے طلبہ علم کو

درس صرف و نحو حدیث و تفسیر تیسے برسے مشاغل علمیہ کی محویت و دلچسپی نے اس درجہ
 ماسوا سے بے تعلق بنا دیا تھا کہ باوجود اصرار والدین و اعزہ عقد نکاح کی جانب
 متوجہ نہ ہوئے آخر کار عین جوانی میں بعمر ۳۹ سال بمقام سہوان والدین کے سامنے
 ربیع الاخر ۱۳۲۹ھ میں وفات پائی مزار خام خطیب محلہ مین جانب شمال ہے
 اسکندہ اقدتعالیٰ فی جنۃ النعیم و زوجہ بچور عین آمین

(۶۸) مولوی سید خلیق احمد بن مولوی سید محمد اسحق صاحب فاضل

آپ کی ولادت ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۲ھ میں ہوئی علیگڑھ میں آپ نے مولانا
 محمد بشیر احمد صاحب اور پھر مولانا محمد لطف اللہ صاحب رحم سے اور ان کے فرزند
 ارجمند مولوی عنایت اللہ صاحب سے کتب درسیہ معقولات و منقولات و حدیث
 و تفسیر و فقہ تحصیل کر کے سند فراغ پائی وطن میں تدریس و تعلیم طلبہ کا مشغلہ رکھتے
 ہیں صاحب اخلاق حسنہ اسم بالمسمیٰ و نیندار متقی فہم و ذی استعداد ہیں مطالعہ
 کتب علمیہ سے رغبت اور رجحان طبع بجانب تقلید رکھتے ہیں مگر امور منکرہ و
 بدعات سے محترز رہتے ہیں مدرسہ اسلامیہ خفیہ سہوان میں درس دیتے
 اور امامت بھی جامع کرتے ہیں مشاجرات و مناظرات سے اجتناب ہے اہل حدیث
 کا بھی احترام کرتے اور بھجت ملتے ہیں اس وقت عمر ۹۰ سال کی ہے سلمہ اللہ
 تعالیٰ۔ آمین

(۶۹) مولوی حکیم سید آغا علی خلیف میر تقی علی قاسمی رحم

آپ ۱۲۹۰ھ میں متولد ہوئے تحصیل علم وطن میں کی مولانا سید محمد عبد الحسین صاحب
 مرحوم سے کتب صرف و نحو عربی حاصل کر کے کتب منطق و طب و فقہ افضل المتاخرین

مولوی حکیم سید محمود عالم رح کے خالقہ درس میں اکتساب کین تیر غیب و تاثیر صحبت عزیزی
 مولوی سید اعجاز احمد سلمہ سے مطالعہ کتب ادب و عربیت کرتے رہے اور اب
 مطالعہ کتب و بیانات سے زیادہ دلچسپی ہے چند سال سے تدریس طلبہ کی جانب
 بھی متوجہ ہوئے ہیں اور اتباع کتاب اللہ و سنت نبوی مرکز خاطر ہے فیہم و
 ذی استعداد و قابل ہیں ہر معاملہ میں رائے محکم رکھتے ہیں تقریر شستہ و حافظہ
 قوی ہے فخر خاندان خود ہیں آپ کا چشمہ فیض مطب وطن میں پندرہ سال سے وسیع
 پیمانہ پر جاری ہے مریضوں پر براہ ہمدردی و خاص توجہ فرماتے ہیں تشخیص و مداوا
 میں ملکہ و دستگاہ حاصل ہے علم تاریخ جدید و قدیم و جغرافیہ ممالک و اخبار ہندی سے
 بہت مناسبت ہے خدمات قومی و اسلامی میں خاص جمیبت و دلچسپی کے ساتھ
 جلد سرگرم و مستعد ہو جاتے ہیں ذرائع قبولیت و عزت رکھتے ہیں اس وقت
 عمر ۶۳ سال کی ہے سلمہ اللہ تعالیٰ طول الازمان

مولوی امیر احمد سلمہ بن مولوی عزیز احمد مرحوم قریشی

کنیت ابوالبشار سال ولادت ۱۲۹۷ھ ہے کتب درسیہ فارسی اپنے والد مرحوم
 سے جو ایک خوش عقیدہ و متبع سنت بزرگ تھے حاصل کر کے مولانا محمد یوسف حسین
 ہزاروی خانپوری سے تمام قصہ مسوان دکنور و دہلی میں صرف و نحو عربی و کتب حدیث
 و بعض تفاسیر کو توجہ خاص استفادہ کیا مشق خط نسخ و نستعلیق بھی علامہ موصوف
 سے کی اور شہر دہلی کے مشہور مطابع میں ملازمت اختیار کی اب ایک مدت سے تمام
 سیونی ملک متوسطین بتعلق و خط و تعلیم ہی قیام رکھتے ہیں اتباع کتاب سنت خدمت اسلام
 ہر دم مد نظر ہے نہایت نیک منش و منکسر المزاج ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

عہ انیس کہ مرحوم صاحب ترجمہ نے آخر ماہ جب ۱۳۳۹ھ و آخر ماہ ۱۲۹۷ھ میں لکھنؤ میں انتقال کیا اس واقعہ کمال
 تاریخ مولوی حکیم سید اعجاز احمد سلمہ اللہ نے آیہ حسنت سے مستخرج فرمایا ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ قریب ۱۳۹۷ھ کی تھی

ذاک مولوی حکیم سید مظفر علی بن منشی سید امتیاز علی صاحبی رحمہ اللہ
 آپ کی ولادت ۱۳۰۲ھ بمجاہ شعبان وطن میں ہوئی قوت ذکا و حافظہ و سیرت فہم ثبوت
 خاندانی یا کر مولانا سید اعجاز احمد صاحب سلمہ سے کتب صرف و نحو و منطق و ادب و فلسفہ
 و حکمت وغیرہ بحث و تحقیق کے ساتھ طبعین اور حکیم سید محمود عالم صاحب کے حلقہ
 درس میں بھی بعض علوم عقلیہ استفادہ کیے بعدہ بشوق و طاب علم بھوپال گئے اور یہاں
 کتب علوم و فنون دینیہ اساتذہ سے حاصل کر کے دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولانا محمد بشیر
 صاحب محدث رح کے چشمہ فیض علوم سے خوب سیراب و مستفید ہوئے پھر لکھنؤ جا کر
 مدرسہ تکمیل الطب میں داخل ہوئے اور نامور طبیب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب رح کی
 خدمت میں تین چار سال رہ کر تمامہ معصنات مطب حاصل کیا بعد فراغ تحصیل علم و
 حصول سند وطن واپس آ کر مطب شروع کیا دعانت و طباعی میں یگانہ عصر تھے اول
 استوفار کتب طبیہ و مسائل فن بدرجہ غایت تھا کلیات و جزئیات پر نظر غائر تھی
 تصنیف و تالیف کا لنگہ خدا داد تھا جزئی مسماہ پر کتاب ضخیم لکھنے کی قدرت
 و قوت تھی نزاعی اقوال و اختلافات حکما و اطباء میں حاضر تھے آپ کی متعدد
 تصانیف محققانہ و قابلانہ ہیں باین حدائت سن ایسی قوت تصنیف و تالیف
 حیرت انگیز تھی البارہات فی امتناع کون النار من الامکان
 بعبارت عزنی فصیح سے دوبار طبع ہو چکی۔ تزییع عناصر و جزو بیت نار کا ابطال
 کمال تحقیق کے ساتھ کیا ہے۔ یہ تصنیف نہایت قابل قدر ہے اسی کے
 ساتھ الضلوع فی المحلو و ترویۃ المظما و رسالہ مناظرانہ بعض مسائل
 طبیہ میں آپ کے منصفہ شائع ہوئے ہر ایک بجاسے خود وسعت نظر و رسائے ہیں
 و تحقیق کا شاہد ہے انصالیطہ اردو میں مزاج مرکبات کے متعلق جملہ اقوال
 و مذاہب اور استخراج مزاج کے طریقوں پر مع تنقید و تحقیق مباحث مشتمل ہے

لاہور میں طبع ہوا ہے اس مسئلہ میں بے مثل کتاب ہے مفردات طبعین
ایک ضخیم تالیف کا مسودہ موجود ہے امید کی جاتی تھی کہ اس زونہال جن علم دین
سے تصانیف و خدمات طبعیہ میں کارہائے نمایاں وقوع پذیر ہونگے مگر صد حیف
عمر نے وفات کی اور کمالات علمی پر وہ خفا میں رہ گئے عین عنفوان شباب میں جہاں
ماہ رمضان شریف ۱۳۳۳ھ کو بھروسہ ۲۸ سال بھروسہ سل اس دارمیں سے خیر انفرادی
کو رحلت کی اناتھو رانا الیہ راجعون سقا اللہ ثراہ و جعل الجنة مشواہ آپ کے استاد
و برادر خالہ زاد عزیز مہاجر مورخ سلمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ وفات یہ تحریر کی ہے

بحر کمالات مظہر علی بود زماہ رمضان چارمین کرد چو محسبے تاریخ فکر	رفت سوئے خلد برین بابد او وانغ غم ہجر با حباب او سال وفات آئندہ ہفقو رباد
--	---

۱۳۳۳ھ بروز جمعہ
آپ جناب عی حضرت مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ فاضلی نقوی مودودی
چشتی کے بڑے پوتے ہیں ۱۳۴۲ھ ماہ ذیقعدہ میں متولد ہوئے آپ نے وطن میں عزیزم مولانا
سید اعجاز احمد صاحب مہاجر سلمہ ربہ و حکیم سید محمود عالم رح سے کتب دہریہ صرف و
نوادیب و منطق و فلسفہ و ریاضی وغیرہ پڑھ کر بیوپال میں مولانا سید ذوالفقار
صاحب ادیب سے ادب و دیگر علوم مروجہ حاصل کیے پھر دہلی و لاہور و راتپور
میں مفتی عبداللہ ٹوٹکی شمس العلماء اور مولوی ڈپٹی محمد نذیر احمد خان صاحب
شمس العلماء دہلوی اور مولوی مولانا محمد طیب مکی عرب سے علوم عقلیہ و نقلیہ
داربیہ کی تکمیل و تحصیل بجد و جہد کی اور اب اپنے والد ماجد سلمہ ربہ کے سایہ
عاطفت میں مشاغل علمیہ درس و تدریس و مطالعہ کتب و تصنیف و ترجمہ علوم
و افادہ خالق خدائیں اوقات بشاروزی بسر کرتے ہیں آپ کے والد ماجد سلمہ ربہ کی توجہ

خاص سے کثیر التقاد کتابوں کا ذخیرہ مجتمع ہوا ہے جو مختلف علوم و فنون کا کتب خانہ ہے آپ فہم و استعداد و مہارت و لیاقت و علم و حلم میں محسوس و محسوس ہیں انشا پر داری و مضمون نگاری پر صنف عربی و فارسی اردو کا سلیقہ خاص رکھتے ہیں علم فراہم کرنے پر عبور کامل اور مسائل فقہ و حدیث و تفسیر قرآنی میں استحضار تام ہے ہمیشہ طالبین مستفیدین آپ سے مستفید ہوتے ہیں بطور تفسیر طبع گاہے گاہے اشعار و قصائد عربی بھی بجز عربیہ میں لکھتے ہیں علم عروض میں ملکہ خدا داد اور علم سیر و تاریخ و ادب سے ایسا مذاق ہے جو ان صلاح و سعید و سلیم الطبع صاحب لکے خلیق متواضع و خود دار ہیں جو ہر فضل و عزت خاندانی کا بید لحاظ ہے تقریر میں و شمسہ چہرہ سے آثار متانت و صلاح و سعادت عیان ہمیشہ خدمات قومی و اسلامی میں سابق الاقران ہیں اکثر اصابت رائے و دیانت و امانت غیر کا بید خیال و لحاظ بہادر اس وقت عمر آپ کی ۶۹ سال کی ہے ضاعت اللہ عمرہ و اقبالہ و زاد مجتہدہ و افضالہ آمین

(۳۳) مولوی سید اقدار احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہ اللہ

آپ نے اکثر علوم و فنون بشرکت اپنے برادر معظم مولوی سید نظر احمد سلمہ اساتذہ و علمائے مذکورین سے وطن و وہلی و رام پور و لاہور وغیرہ میں توجہ تام حاصل کیے زکاوت طبع و متانت فکر بدرجہ فایت ہے نظم و شعر عربی و فارسی و اردو پر عمدہ قدرت رکھتے ہیں ریختہ میں شعر گوئی کا مذاق فطری ہے ساجد نخلص کرتے ہیں غزل برجستہ و فصیح کہتے ہیں علمی تصانیف کا بھی شوق ہے چنانچہ رسالہ اذاحتہ الحیوۃ فی صورت ابی ہریرہ عربی عبارت میں نہایت قابلانہ و محققانہ تحریر کیا ہے زور استدلال و قوت تحریر عیان ہے باوجودیکہ دعویٰ باتفاق نجات ضعیف

اور ثبوت انصاف اشغال بی ہر سرہ مجال ہے تاہم جووت طبع و استحضار مسائل نحو کا کافی ثبوت ہے مگر تاریخ ترجمہ مخلص تسلیم کا فن تاریخ نگاری جمل میں بزبان اردو و بفرمایش اردو اخبار نیر اعظم مراد آباد کیا اور جا بجا تحقیق و تنقید سے کام لیا ہے یہ دونوں کتابیں مطبوع ہو کر شائع و مقبول ہو چکی ہیں مذاکرات علمیہ و مطالعہ کتب کا مشغلہ ہمیشہ رکھتے ہیں جو ان صالح و زکی و سخن سنج و سخن فہم ہیں غزل پڑھنے کا انداز نیرا عجیب و غریب ہے تمام مجلس مشاعرہ دنگ ہو جاتی ہے دیوان اردو مرتب ہو چکا ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگا غزل فارسی و اردو شاخری میں اپنے علمی استاد و دامون مولوی سید اعجاز احمد صاحب معجز سلمہ ربہ سے مشورہ کرتے ہیں اس وقت عمر آپ کی ۲۶ سال ہے خلیق و متواضع صاحب قلوب ہیں اپنی اور دوسروں کی عزت و حرمت کا بہت کچھ پاس و لحاظ رہتا ہے آپ کے چھوٹے چار بھائی ماشاء اللہ اور ہیں ایک سید آقا احمد سلمہ ربہ یہ انگریزی میں نہایت قابل و لائق ہیں اور بایں حدائت سن ان انگریزوں کو اردو کی تعلیم دی ہے کہ جو اردو زبان سے نا بلند محض تھے جسکے صائب میں اکثر معزز حکام کے عطا کیے ہوئے انگریزی قابلیت کے سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں فوج کے کپتان و میجر و کرنیل صاحبان بہت قدر و عزت و احترام کرتے ہیں عربی فارسی کے بھی ماہر ہیں نظم و نثر اردو فارسی بہت اچھی قدرت ہے اور دونوں زبانوں میں غزل و قصائد کہتے ہیں علیگڑھ میں تعلیم پائی ہے بغایت زکی ابطع علم سے خاص مناسب رہتے ہیں فارسی زبان میں کمال حاصل کر کے عربی زبان میں بلا مد و غیر سے بقدر ضرورت مہارت پیدا کر لی ہے ہزار ہا اشعار از پر یاد ہیں۔ اکثر مشاعروں میں دیکھا گیا ہے کہ غزل ہمیشہ و لا جواب رہی ہے ابو الاخیار کینت اور نامی مخلص ہے۔ سید رضی احمد سلمہ آپ نے بقدر ضرورت انگریزی لکھنے میں حاصل کر کے فن انجیری کا پاس باضابطہ حاصل کیا ریاست کا ٹیپو دار میں کہیں ملازم ہیں صرف و نحو و ہمدادی منطق

اور فارسی ادب میں بھی دستگاہ ہے جملہ قسم کی دستکاروں میں کہاں حاصل ہے دستگاہ صنایع
 میں ایسا وسیع النظر آدمی نظر سے کم گذرا ہے دو بھائی سید وصی احمد و سید عبد القیوم زیر تعلیم
 جو بشوق تمام مشغلہ درس کتب بینی میں مصروف ہیں اور سب بفضلہ سعید و صلاح ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ باحسن و بجا
 (۴۴) مولوی سید مصباح الحسن سلمہ بن مولوی شاہ سید عبد الصمد درج
 ولادت قصبہ پھونڈ ضلع اٹاواہ میں ۱۳۰۲ھ میں ہوئی۔ کتب ابتدائی توجہ والد ماجد خود
 سسوان و پھونڈ میں مختلف اساتذہ سے پڑھیں اور بعد وفات پدرج جون پور جا کر کتب
 معقولات مولوی ہدایت الدخان رامپوری سے اور بعد ازاں پبلی پھیت میں کتب بیانات
 مولوی وصی احمد صاحب سورتی سے پڑھ کر تحصیل علم ختم کی اور بجائے پدر بزرگوار سجادہ نشین
 و محترم ہوئے جوان صالح و نیک نفس خوش اخلاق سعید و بامروت مہمان نوازی میں مصداق
 اولاد الحریقہ فی بابائہ الخیرین و نبی و قومی معاملات سے خاص دلچسپی ہے
 مشغلہ و عطاء ارشاد و تقریر رکھتے ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

(۴۵) حکیم سید عقیل احمد سلمہ بن حافظ سید ابن احمد

آپ عمی مولانا سید اولاد احمد کے پوتے ہیں سال تولد ۱۳۰۶ھ ہے اولاد بتوسل اپنے
 برادر حقیقی کلان سید شکیل احمد مرحوم و برادر عمہ زاد منشی سید جمیل احمد صاحب
 جمیل سلمہ بھوپال میں تحصیل علوم درسیہ کی اور پھر وطن آکر مولوی محمد تقی مغفور دیوبند
 سید نظر احمد صاحب سلمہ اللہ سے فنون عربیت و کتب منطق و فلسفہ استفادہ کر کے برفض حصول فن
 طب شہر دہلی گئے اور مدرسہ طبہ حازق الملک حکیم عبد المجید خان میں باقاعدہ تعلیم پائی
 اور مطب حکیم حازق الملک حافظ محمد اجمل خان صاحب سلمہ سے استفادہ کر کے ۱۳۳۲ھ میں
 سند فرغ لیکر وطن یاوٹ آئے اور مطب شروع کیا بغایت سعید و صلاح نیک منش و خلیق
 میں تشخیص و تدوی و کشفی مرضی میں توجہ یلغ ہے اور صاحب دست شفا و مرجع
 خاص و عام ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

علمائے حدیث کی تحریری اسناد موجود ہیں آپ جتد الحافظہ ستر مع الفہم تھیں صد ہا
متون احادیث نوک زبان پر رکھتی تھیں اور شب و روز بجز مشغلہ احادیث و
تفسیر و مطالعہ کتب و پابندی فرانس و سنن و تلاوت کوئی کام نہ تھا تہجد و نوافل کثیر
ادا کرتی تھیں جب آپ کے ازواج و عقد نکاح کی غرض سے آپ کی والدہ ماجدہ
نے عزم وطن کیا تو اثنائے راہ میں مراد آباد قیام ہوا اور وہیں بعض اعزہ کے
مکان پر آپ نے یکایک بمرض ہیفیہ و بانی و قات پائی یہ واقعہ ۱۲ صفر ۱۳۰۹ھ
کو ہوا عمر ۱۹ سال ۶ ماہ ہوئی رحمہما اللہ تعالیٰ۔

(۸۰) الست اشرفیہ مسماۃ عقیفہ رحمہ بنت کاتب الحروف غفرلہ لہما

ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ میں بمقام بھوپال ہوئی اور بچہ چار سال انبی والدہ کے
بمراہ وطن کو گئیں اور وہیں ابتدائی تعلیم مولوی خطیب محمد اسماعیل مرحوم سے ہوئی
پھر بچہ ۸ سال ۱۳۲۰ھ میں واپس بھوپال آکر توجہ و تربیت والدہ خود قرآن شریف
تتم کیا اور کچھ اردو رسائل و مینیات و اخلاق وغیرہ پڑھے اسی کے ساتھ مشق
خط بھی کی بعد قواعد صرف و نحو عربی پڑھ کر ترجمہ تحت لفظ قرآن مجید و بلوغ المرام
و بعض ابواب مشکوٰۃ وغیرہ محروس طور سے پڑھے اور فنون خانہ داری و سلیقہ شغاری
میں مہارت تامہ ہم ہو چائی عقل و فہم صائب اور رائے و تدبیر درست تھی کم سخن
باجا بزرگوں کی بہت مطیع و خدمت گزار و صاحب وقار تھی ترقی تعلیم نسوان و اصلاح
انسانے جنس کا خیال ہمیشہ مد نظر تھا چنانچہ جب سفر وطن کا قصد ہوا ہے تو یہ منصوبہ
وہیں نشین تھا کہ وہاں پہنچ کر ایک انجمن نسوان جس کا مقصد اشاعت تعلیم و تہذیب
اخلاق و سلیقہ خانہ داری ہو قائم کروں گی اسکا اجلاس ہفتہ وار و ماہانہ ہوگا اور
ذی عقل تجربہ کار تعلیم یافتہ بیبان اسکی ممبر و صدر مجلس ہوا کرینگی بعد بحث و تقریر

جو بکثرت اسے قرار دیا ہوگا اسکو فوراً عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائیگی اور
نگرانی رہیگی کہ کس طرح اور کہاں تک عمل کیا جاتا ہے تو علم نبات کے لیے چھوٹے
چھوٹے خانگی اسکول قائم کیے جائیں علوم کتابی کے ساتھ فنون خانہ داری و
سیاقہ شعاری پر بھی توجہ خاص ہو اسکے سوا باہمی تعلقات میل جول کے
قواعد ساس بہود مند بھاج وغیرہ کے مشورہ نزارع اور انکے اسباب پر اصلاحی
نظر کی جائے اور جو اسے پاس ہو اسپر عمل درآمد کی کوشش ہو۔ اپنے یہ خیالات
بصورت مضمون لکھ کر بعض اُردو اخبارات نسوان میں شائع کرائے اور اپنی
روانگی سے قبل وطن کو بعض تعلیم یافتہ لڑکیوں کے پاس روانہ کیے علمی ادبی
واخلاقی مضامین لکھنے پر پوری قدرت تھی پوجہ روشن خیالی اخبار بینی کا بحد
شوق تھا اخبار تہذیب النسوان لاہور و پریچہ شریف بی بی تا آخر عمر خود خریدے گئے
مختلف مضامین کے مسودات خاص قلمی عزیزہ مرحومہ اب تک میرے پاس
بطور حزر جان موجود ہیں جنکی زیارت بادلِ حسرت زدہ و درد مند کبھی کبھی بگڑے بکا
کر لیتا ہوں۔ راقم کے تعلق ملازمت کی وجہ سے مقام راپسین علاقہ ریاست
بھوپال میں ایک مدت قیام رہا آخر نیشن کے بعد بھی وہیں سکونت رہی اسی
دوران میں بجاہ ^{۱۳۳۱ھ} مطابق ^{۱۹۱۳ء} آن مرحومہ کا نکاح شرعی بغیر
دخل رسوم جہالت و بدعت منعقد ہوا اعزہ و اقارب خاص وطن سہسوان و بھوپال
سے آکر شریک تقریب ہوئے اگرچہ یہ ازدواج کفو و قرابت میں کیا گیا مگر افسوس
کہ اس نیک نفس کم سخن منجمل مزاج لڑکی کو اپنی سسرال والوں کے ہاتھوں
جو اقارب کا تقارب کے مصداق ثابت ہوئے سخت خدمات دلی برداشت
کرنے پڑے گو کہ زبان سے کبھی حرف شکایت نہیں نکلا اور اپنے متعلقین کی
بدسلوکیاں اور اپنا رنج و ملال ظاہر نہیں کیا تاہم مرحومہ کی والدہ مشفقہ اور اس

اس ناچیز کو چند سال ملال و پریشانی کا سخت سامنا رہا اور آخر مرحومہ کو اپنے پاس رکھا۔ بعد چندے ۱۲۔ فروری ۱۹۱۵ء کو وہاں سے طاعون میں آن مرحومہ کی والدہ رح نے ریسین میں ۱۳۳۶ھ کو ایک انتقال کیا اس حادثہ جانکاہ نے بحالت تنہائی و غریب الوطنی و افکار خانگی سید پریشانی بڑھائی کوئی بھدر و غمخوار نہ تھا اطمینان خاطر بال رخصت ہوا وحشت پیدا ہوئی جب کوئی شکل و بستگی کی جلوہ گر ہوئی تو آخر کار آخر مرحومہ نے باشتیاق وطن و اعزہ خود تہہ سفر کر کے میرے ہمراہ آخر نومبر ۱۹۱۶ء کو وطن کا راستہ لیا ابھی مہمانداریوں سے فرصت نہ ملی تھی کہ بعارضہ تپ و بانی ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ مطابق ۹۔ مارچ ۱۹۱۸ء بروز شنبہ بچھر ۲۳ سال جنت الفردوس کو سدھارین اتنا اللہ و اتنا اللہ راجعون۔ راقم کا گھرنے چرائے ہو گیا سب آرزو میں خاک میں مل گئیں کیونکہ یہی فرشتہ خود معصومہ اس گناہ کا نام و نشان تھی اللہ بس باقی ہوس۔ اس صدمہ سے متاثر ہو کر بحالت مضطرب رنگ مریضہ ایک ٹھنوی زاری غمگین تاریخی نام لکھی جو طبع ہو کر مشہر ہو چکی اللہ ما اعطاه و اللہ ما اخذ۔ ۱۳۳۸ھ

(۸۱) الست المکرمة احتشام النساء سلمہا نبت نشی سید اقیار علی رح

آپ حضرت مولانا سید تلج الدین حسن قدس سرہ کی نو اسی ہین سال ولادت ۱۲۸۸ھ ہے ابتداً مروجہ تربیت و تعلیم قدیم پائی پھر بشوق طبع و ذکاوت ذہن خود مطالعہ کتب استعداد کافی بہم پہنچائی ترجمہ کلام اللہ و تفسیر و مغازی و سیرین نظر وسیع پیدا کی بابتاع اپنے عم مرحوم میر باد علی صاحب سابق الذکر مجالس میلاد و قیام کو موجب برکات سمجھ کر اکثر منعقد کرتی ہین ذکر و عبادت و پابندی فرائض میں ممتاز ہین بموزونی طبع خدا داد و قوت نظم لغت آن حضرت صلعم میں دیوان غزل اُردو مرتب کیا ہے ہر شعر سے ذوق و شوق ہو پیدا و شستگی فکر پیدا ہے کثیر تخلص ہے آپ کا

آپ کا عقد نکاح ۱۳۱۶ھ میں رسالدار میر بشیر علی الخاطب بہ خان صاحب سے منعقد ہوا
بفضلہ تعالیٰ جو ان انبا ونبات کی مان میں اور بغایت رحمدل محتاج پروردگار پرورد
وسخی ہیں سلمہما اللہ تعالیٰ

۸۲) آیت الکریمہ مصطفائی بیگم نبت مولوی سید اعجاز احمد سلمہما اللہ تعالیٰ

نام تاریخی انوار خاتون تولد ماہ رجب ۱۳۱۶ھ میں ہے انہی جدہ معظمہ و ام ظلہا کی توجہ
خاص سے ابتدائی تعلیم حاصل کی بعد ذہن و ذکاوت قلیل میں قرآن شریف و
بعض رسائل دینیہ و اخلاقی استفادہ کر کے اپنے والد ماجد سلمہما اللہ تعالیٰ سے چند کتب
مشائخ و اخلاق فارسی و صرف و نحو عربی و تفسیر کلام اللہ و کتب احادیث مثل
بلوغ المرام و مشکوٰۃ باقاعدہ پڑھیں اور اسی کے ساتھ مشق خط و مضمون نگاری و
مطالو کتب تہذیب و تدبیر منزل و انتظام امور خانہ داری و سابقہ شعاری کیا
و فنون دستکاری مثل حکن سازی و گلکاری و کارچوب و تیاری اقسام اطعمہ و اغذیہ
عملی طور پر حاصل کیے۔ سخن سنجی و تخریر نظم و نثر میں مہارت اور انگریزی میں بقدر
ضرورت نوشت و خواندگی و شگاہ ہے بچہ ویت بطبع و حافظہ خداداد جملہ نثر و فنون
ضروری میں سابق الاقران اور ہر زمانہ موجودہ تمام تعلیم یافتہ لڑکیوں سے فائق شہادت
دینی و دنیوی سے بہرہ ور ہیں ماہ رجب ۱۳۳۵ھ میں عزیز سید ابو احمد بن اخی سید
آل محمد شاہ سلمہما کے ساتھ عقد ازدواج ہوا بفضلہ تعالیٰ نہایت نیک دل حلیم
باہیا سابقہ مند صاحب الرائے مطیع بزرگان ہیں۔ ۱۳۳۶ھ ہجری ماہ شوال میں
آپ کے فرزند ولید جس کا تاریخی نام سید محمد تہذیب احمد ہے تولد ہوا جو ماشاء اللہ
بغایت خوش حرکات و سلیقہ و فہم اپنے جدناوری مولوی سید اعجاز احمد
سلمہما کی زیر تربیت ہے سلمہما اللہ

(۸۳) ست بیحدہ شفیقہ نیت سید عزیز الحسن صاحب سلمہا اللہ

سال پیدائش ۱۳۱۹ھ ہجری ہے بعد ختم قرآن کتب اردو فارسی و مشق خط اپنے
عم معظم حکیم سید نظر حسن صاحب سلمہ سے حاصل کر کے مطالعہ کتب دینیات و اخلاق
و مضامین مختلفہ کیا اور مہتابت طبع نظر و استعداد عمدہ پیدا کی تحریر مضامین اخلاقی
و ادبی سے شوق ہے سو او خطا چھا ہے (مورخانہ داری میں خوب و تنگاہ ہے
نظم لکھنے پر بھی قدرت ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

و ۸۴) ست عزیزہ حسنی نیت حکیم سید محمود عالم مرحوم

ولادت ۱۳۲۰ھ میں سے اپنے والد معذور کی توجہ سے تعلیم قرآن و اردو و
فارسی حاصل کی اور مشق تحریر و خط کی بعد حصول قوت مطالعہ مختلف فنون کی بہین
بشوق خود و بکھین اور اردو اخبارات کا مطالعہ پابندی سے کیا تہذیب
نسوان لاہور کئی سال سے خود خرید کرتی اور مضمون نگاری کا شغل رکھتی ہیں
فہم و فراست و ذہن و ذکاوت سے بصیرت نامہ حاصل ہے فنون سلیمہ شعاری
و خانہ داری میں مہارت خاص ہے ماہ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں آپ کا نکاح
سید مشیر الحسن صاحب سلمہ سے ہوا ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

طبقت نسوان ماضی و حال کا یہ مختصر تذکرہ ہے اس میں بھی صرف دو تین عجزات
ہمدوش علماء و فضلا ہیں بقیہ تعلیم جدید و تہذیب حال سے مزین۔ اب چونکہ زیادہ
نے کروٹا بدلی ہے اور تعلیم نسوان موجب عار و ننگ نہیں رہی اس لیے کم و بیش
ہر شہر و قصبہ میں اسکا چرچا پھیل گیا ہے البتہ بعض برائے خیال کے بزرگ
ہنوز لڑکیوں کو تعلیم دلانے اور انکی تعلیمی حالت ظاہر کرنے کو عیب سمجھتے ہیں

اس لیے میں اس حصہ کو زیادہ وسعت دینے سے معذور اور اعزہ سے معافی کا خواہشگار ہوں جو کچھ لکھا ہے اس سے میری غرض ترغیبِ تعلیم نسوان ہے اور میں اسکو ہرگز نہ مستحسن خیال کرتا ہوں اس لیے قریب زمانہ طبع کتاب یہ اضافہ کیا گیا۔

اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس بندہ ناچیز کے ضعیف ہاتھ سے ایک امر عظیم الشان انجام کو پہنچا دورانِ تالیف میں طرح طرح کے انقلابات زمانہ و حوادث ناگہانی رونما ہوئے غریبِ الوطنی میں خانہ بر باری و پریشانی نصیب ہوئی ویرینہ قیام گاہ اسے سین کی سکونت کا چھوڑنا اہلخانہ کی وفات اور اولاد کی جو انگریزی سے بنوی تعلقات کا بالکل منقطع ہو جانا کس میرسی کے روحانی صدقات بحرِ مصائب کی طوفانِ خیر موجوں کے نعلے اور تبدیل مقامات و بقعاری طبع کے تغیرات ضوفاً قوائے نظری و باطنی جملہ مراتب چھ سال میں طے ہو گئے لیکن مشیتِ الہی کو ایک حقیر ہستی سے جو کام لینا تھا وہ بہر حال لے لیا یہ اس بے نیاز کارساز کی قدرت کاملہ کا ثبوت ہے سچ ہے سچ اچھ دور و ہمت نیاید آن کند تا اس تالیف شریف کا سنگ بنیاد بمقام بھوپال آخر ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں رکھا گیا اور آخر ۱۳۳۶ھ ہجری میں مسودہ سے بیضیہ کی صورت جلوہ گر ہوئی سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۵

محمد عبد الباقی غفرلہ ذنوبہ وکان اللہ لہ تقویٰ مودودی حقیقی متوطن
سسوان ضلع بدایون - ربیع الاول ۱۳۳۲ھ - دسمبر ۱۹۱۲ء
مقام لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ احوال حضرت مصنف دام مجدہ و برکاتہ

اسم گرامی محمد عبدالباقی ہے یہ نام آپ کے والد ماجد رحم نے رکھا تھا آپ خلاصہ خاندان مصطفوی و سلالہ دوومان مرتضوی سادات بنی فاطمہ حسینی حسنی نقوی بن خواجہ خواجگان و سرخیل حشتیان حضرت مودود قطب الدین حسینی قدس کی اولاد و اجداد سے ہیں۔ قریب چار سو سال سے سسوان وطن آبا و اجداد ہے جو بجانب سلاطین لودھی و تیموری سرکار سسوان و سبھل میں لعمدہ حکومت و قضا مامور و معتمد رہے کتب تاریخ و فرامین ملوک و سلاطین و بارہ عطیات جاگیر و موافیات و تقریر مناصب جلیدہ شاہد ہیں۔ جب اولاد قاضی القضاة حضرت خواجہ سید محمد عبدالشکور شہید رحم چند شاخوں میں منقسم ہوئی تو آپ کے جد امجد فائز عمدہ افتا اور ان کے بڑے بھائی منصب قضا پر مامور ہوئے اور ان کی نسلیں بھی وارث عمدہ آبا رہیں اسوجہ سے آپ مفتی زارہ کہے جاتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد مولانا سید سراج احمد بن زبدة الاولیاء خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہا تھے جنکا تذکرہ خیر مندرج کتاب ہے آپ اپنے والد صاحب کی اولاد میں سب سے چھوٹے اور وقت وفات آنحضرت صغیر السن تھے۔ سال ولادت ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء سال غدر اول ہفتہ ماہ شوال روز پنجشنبہ ہے والدین کے کنارہ شفقت میں پرورش پائی مگر افسوس حضرت پدر بزرگوار رحم کا ظل عا طفت صغیرنی میں سر سے جدا ہو گیا آپ کے برادر بزرگ حاجی مولانا سید محمد عبید اللہ باری محدث رحم آپ سے آٹھ سال عمر میں بڑے اور ایک خواہر ان سے بزرگ اور

فائدہ ولادت زمان

اور دوسری صرف آپ سے بڑی اور ایک والدہ معظمہ کل پانچ نفوس سو گوار و غمزدہ
 تھے بالجملہ آپ کے بھائی صاحب علیہ الرحمہ نے بعد فراغ تحصیل علوم و کمالات
 فنون آپ کی تربیت و تعلیم میں سعی و بیانہ و توجہ بزرگانہ فرمائی ہر سفر و حضر میں
 آپ کو اپنے پاس رکھا بدایون جو بنور آگرہ دہلی بھوپال لکھنؤ وغیرہ میں بسلسلہ
 تعلیم ان کے ہمدم رہے۔ حسب ضابطہ کتب درسیہ نظم و نشر فارسی اور عربی صرف
 و نحو کے فراغ حاصل کیا شوق علم طبیعت میں پیدا ہو چلا اور مطالعہ و کتب بینی
 و تکرار و مذاکرہ سے دلچسپی ہوئی اور کتب درس نظامیہ منطق و حکمت و عربیت
 و کلام و اصول و فقہ و تفسیر وغیرہ پڑھ کر تحصیل علم تا درجہ فضیلت ختم کی۔ بعض
 متوسطات علوم خدمت حضرت مولانا سید محمد امیر حسن محدث سموانی ر ۶ و مولانا
 محمد بشیر محدث شمس العلماء و مولانا سید امیر احمد رحمہم اللہ تعالیٰ ابھی استفادہ
 فرمایا یہ سلسلہ آگرہ میں ۱۲۹۲ ہجری تک قائم رہا۔ پھر ۱۲۹۶ء کے آغاز میں
 ریاست بھوپال بخدمت حضرت برادر معظم ہو چکر کتب حدیث صحاح ستہ و بعض تفاسیر
 حضرت مولانا محمد بشر و شیخ حسین مینی جدیدی عرب و مولانا شیخ محمد صاحب
 پچھلی شہری قاضی بھوپال سے تکرار سماع و قراۃ حاصل کر کے سندلی بعد بعض
 کتب فن طب مثل نفیسی و شرح اسیاب و جمیات قانون افسر الاطباء ریاست
 حکیم مولوی محمد معزالدین لپٹاوری ر ۷ سے جو آپ کے بھائی صاحب کے خاص مشور
 میں تھے باقاعدہ پڑھیں اور تعلق ملازمت ریاست بتوسل اپنے برادر
 معظم ر ۸ حاصل کیا۔ ملازمت مدرسہ سلیمانہ کی حالت میں مشغلہ درس و تدریس
 طلبہ علوم روزانہ رہا علمی مجالس و مباحث و مذاکرات میں لائق تمام ہمیشہ
 شرکت فرمائی آپ کے فیض صحبت سے جمع کثیر نے استفادہ کیا۔ آپ کے
 فضل و کمال علمی کا پایہ بلحاظ تحقیق و وسعت نظر و اصابت رائے و ادراک منطق

بیت و حکمت

سفر بھوپال و ملازمت

علی (ترتر) (فرشتہ گری) بی تاریخی سماویں مطابق سال ۱۹۲۲ء اسکے اشعار تقریباً تین سو ہونگے۔

و مفہوم سخن بھی بلند ہے علمی مباحث و ملکی معلومات و اخبار ممالک و امصار سے
خاص دلچسپی اور مطالعہ کتب کا ذوق ہے۔ سخن سنجی و شعر گوئی کی طرف کبھی توجہ نہیں
فرمائی لیکن حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اب دو سال سے ہمزور و نیت خداداد و لفظین طبع
اس طرف مائل ہو کر کئی مشق شعر کی طرح قابلانہ شاعری کرتے ہیں ابتداءً مرتبہ
اہلخانہ خود و دختر مرحومہ بطور ثنوی لکھا جس کا نام تاریخی زاری نمکین ہے فیض آباد سے طبع
ہو کر سال ہوا جلد ۲۹ میں سال ۱۹۲۲ء میں ثنوی اپنے نامہ جس کا نام بھی نام دستہ مشرفہ علم
ہے اسے مذاق کے موافق نہایت پر لطف و با مزہ استعارات لطیفہ و تشبیہات
بدیعہ و مطاببات پاکیزہ سے مملو نصیحت کی اسکی تعداد ابیات تریب تین سو کے ہے
دوسری ثنوی تصویر مظالم جو حقیقتہً آئینہ کیاری و مکاری اور ظلم و تزویر کا نوٹ ہے
باتمضا کے تحریک زمانہ بابت آزادی قومی ملکی قوم کو مخاطب بنا کر لکھی ہے و آیت
بجوال تاریخ و سین جا بجا درج ہیں تعداد اشعار چھ سو سے زیادہ ہے اسکے سوا
فارسی اردو مختلف مضامین کی نظمیں اور غزلیات قطعات نینچہ فکر والا ہیں ایک ثنوی
فارسی بھی تحریر کی ہے مع از شرح کہنہ میوہ نورس عنایت ست طعمہ تصانیف
یہ تذکرہ علمائے سہسوان ہے اور ایک تاریخ راسین ضلع بھوپال ہے جو کماں و
نظر و جگر کاوی و محنت و ماغی و مطالعہ کتب تاریخ کا قیمتی ثمرہ ہے اس میں تاریخ
والیان ملک بھوپال و مالوہ و آثار قدیمہ شہر راسین و عمارات کہنہ و قلعہ کے
جدید و قدیم حالات بمشاہدہ خود و محققانہ بجوالہ کتب تواریخ مندرج ہیں غالباً
اسٹچ جز کی کتاب ہے دوسری تاریخ ملک مالوہ و دکن سمین زیادہ بحث و تحقیق
تحذنی و تہذیب ملکی اقوام و کن و فصائل مرد و زن سے کی گئی ہے اسے باب
میں بے نظیر ہے ہر بحث میں وجوہ و اسباب فلسفیانہ بیان کیے ہیں اور دیگر ممالک
و اقوام سے جا بجا مقابلہ کیا ہے یہ کتاب ہنوز مسودہ ہے خدا کرے کہ جلد

۱۱

عکس یہ ثنوی سلطان المطالع المصنوع سے سال ۱۹۲۲ء میں طبع ہو کر مقبول و مشہور عام ہو چکی انیسویں غلط

حیات حضرت مولف میں مطبوع و مقبول ہو آپ نے ایک رسالہ بابت حرمت
 سود و جواب مضمون مسٹر عطا محمد صاحب امرتسری مندرجہ اخبار وکیل مطبوع
 ۲۷۔ دسمبر ۱۹۱۳ء لکھا ہے جس سے بذریعہ قرآن مجید و حدیث شریف و آثار
 صحابہ و فقہ ثابت کیا ہے کہ ربوہ اکابر و قلیل و کثیر دونوں قطعی حرام ہیں نیز ان
 ربوہ انبیا کو احکام شرع سے حرام مطلق ثابت کیا ہے اور باولہ کلامیہ و کتاب
 و سنت مجوزین کے اقوال کو باطل ٹھہرایا ہے یہ حصہ علماء مصر و بعض مفتیان
 پنجاب کی تردید میں ہے دو مرتبہ رسالہ بطور قول فیصل حضرت داؤد علی بنیہ
 و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فقہ کی تفسیر و شرح سے جو پارہ ۳۳ سورہ
 ص رکوع ۲ کلام الہی میں واقع ہے روایت اور یا کی توضیح و غصبت
 شان رسالت و نبوت فرمائی ہے اختلافات مفسرین و روایات محدثین کی
 تطبیق میں کوشش بلوغ کی ہے اور منکرین قصہ کے شکوک کے جوابات
 دیئے ہیں ان رسائل کے طبع و اشاعت میں قلیل زمانہ باقی ہے۔ ایسا
 بھوپال میں بعد امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خان بہادر
 مرحوم و والیہ عالیہ حضور نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ مرحومہ ۱۲۹۶ھ ہجری سے
 آپ کا تعین ملازمت عہد الہما سے فوجداری ہو یوانی و مال میں رہا اور ہمیشہ ترقی
 منصب و مشاہرہ معزز خدمت پر مامور ہوتے رہے آخر محکمہ عالیہ وزارت
 ریاست میں بعد ہنیہ بت امیر نشی ممتاز کیے گئے انجام وہی خالص خدمت
 و قابلیت کارگزاری کے باعث حکام مافوق آپ کے مداح و معترف فضل و
 کمال رہنے رئیس و والی و وزراء کے ریاست کو سر امر میں آپ پر اعتماد کمال
 رہا اور قدر شناسی کے ساتھ آپ کی عظمت و عزت کرتے رہے۔ بعدہ آپ کا
 تقرر محکمہ وزارت میں آغاز ۱۳۰۳ھ میں بعد کرنیل اٹح وارڈ صاحب جو پنجاب

گورنمنٹ برٹش وزیر با اختیار ریاست مقرر ہوئے ابتداً ہوا تھا پھر بعد وزارت
 نئی محمد امین علی صاحب کا کوئی جو ماہ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ ہجری میں وزیر مقرر
 ہوئے اور پھر مولوی محمد عبدالجبار سی۔ ایس۔ آئی۔ جو ۱۳۱۲ھ ہجری میں سند
 وزارت پر رونق افروز ہوئے آپ بھی صیفہ وزارت میں تا ۱۳۲۲ھ مامور
 رہے اور جب ہرنائنس بیگم صاحبہ حال بالقاہانے تمکین و ساوہ ریاست ہو کر
 محکمہ وزارت کو شکست فرما کر دو شعبوں میں تقسیم کر دیا تو آپ نے بعد ملازمت
 ۳ سالہ آغاز خدمت حکومت بلکہ مدوہہ پتھر میں حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
 دام اقبالہا میں انقلاب رنگ زمانہ ملاحظہ فرما کر ریاست سے نشن کی دست
 کی اور باغ از و اختتام مقام رائے سین ضلع مشرق ریاست بھوپال میں بعد
 تقریر نشن قیام فرمایا ناظم و تحصیلدار و حکام ضلع و اہل اعیان شہر آپ کی بچہ ویت
 و حرمت کر کے اور حسن عقیدت رکھتے ہیں بارہ سال سے آپ کا قیام وہیں ہے
 گاہے گاہے بتقاضا سے مراسم سابقہ بھوپال بھی تشریف لے جاتے اور ریاست
 کے عمائد و حکام و علماء و اہل اصحاب جزا دگان سے چند روزہ ملاقات و تجدید میں
 صحبت فرما کر رائے سین کو مراجعت فرمایا ہوتے ہیں اور باوجود اصرار احباب
 وغیرہ کسی کے گھر پر مہمان نہیں ہوتے نواب سید علی حسن خان بہادر صنفی الدولہ
 حسام الملک نے بچہ ویت موانست قدیمہ آپ کو باصرار تمام لکھنؤ میں قدر و منزلت
 کے ساتھ رکھا ایک سال رہ کر رائے سین کو واپس تشریف لے گئے نواب صاحب
 مدوح کا اصرار سدراہ نہوا اورا بتک آپ کے بلانے کی کوشش جاری ہے
 (خاص تعلقات) ۱۳۳۱ھ ماہ رجب مطابق جون ۱۹۱۳ء میں آپ نے
 عقد ازدواج دختر سلیمہ کارائے سین میں کیا داماد صاحب آپ کے قریبی
 خواہزادہ و کفو ہیں اس تقریب پر راتم ترجمہ عفی عنہ معہ متعلقین وطن سے

جا کر شریک شادی ہوا اور وہاں قریب دو ماہ قیام کیا۔ بجز دسترخویز موصوفہ سلمہ اللہ
 از قسم ذکور و اناث آپ کے کوئی اور اولاد نہیں ہے بعدہ ^{۱۳۳۳ھ} ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ
 ربیع الاول مطابق ۱۵ اگست ۱۹۱۵ء فروری روز پنجشنبہ کو آپ کی اہلیخانہ مرحومہ نے
 بعد نماز صبح بمرض طاعون و بائی رائے سین میں انتقال فرمایا آپ بڑی عاقلہ و
 مدبرہ و تعلیم یافتہ علوم شرقیہ نیک مزاج تقویہ و دراندیش مطیع شوہر و مربی قبیایہ تھیں اس
 صدمہ سے آپ کے قواکے باطنی و دل و دماغ کو بہت نقصان پہنچا اور
 راحت و آسائش شمار و زری میں فرق آجانے سے طبیعت میں افسردگی و پریشانی
 پیدا ہو گئی لیکن اس بے اطمینانی و تکدر میں بھی آپ نے ترک قیام رائے سین
 فرمایا وہیں خانہ نشین معروف ذکر الہی و فکر عقوبی ہیں کاتب سطور غنی عنہ پر
 شفقت پدرانہ فرمائے اور اسکی فضول خواہشوں اور تمنائوں کو اپنی خوشی پر
 سجوش محبت مقدم رکھتے اور گستاخی و تقصیرات خدمت کو ہمیشہ معاف
 فرماتے رہتے ہیں ابھی اظہار عقاب و ناراضگی نہیں ہوتا عودہ و اقرار رب
 سے تعلقات الفت و انس و ہمدردی و صلہ رحم بدرجہ غایت رکھتے ہیں جب
 وطن سے دل مملو ہے و عام عادات حمیت و غیرت اس درجہ ہے کہ کسی
 امر میں ممنون خویش و بیگانہ بنا گوارا نہیں ہے کسی کے سامنے دست حاجت
 دراز نہیں ہوا استغنا جو کہ ارباب کمال کا خاصہ ہے جزو طبع شریف ہے
 وجہ کفاف و قدر ضرورت سے زیادہ مال و دولت کی کبھی خواہش نہیں کرتی
 و اولوالعزمی کا یہ حال ہے کہ مہمان نوازی میں ضرب المثل ہیں زائرین و تارین
 کو نزول رحمت خدا جانتے ہیں اور اکثر یہ شعر و زبان رہتا ہے
 رزق ما آید بیا کے مہمان از خوان غیب میں زبان ماست ہر کس میشود مہمان ما
 وطن میں جائد اور مکانات و معانیات معقول رکھتے ہیں اور اعزہ و اقارب

عام اخلاق

عہد افسوس کر اپنے اس معصومہ کی جو انگریزوں کی کاصدمہ بھی برداشت فرمایا اور اس سے قبل ۱۳۳۲ھ میں آپ کے حقیقی
 خواہر زادہ مولوی سید محمد یونس بن مولوی سید محمد میر جوم نے بغاڑہ آکلہ وہیں میں انتقال کیا تم بھی موجب
 صدمہ روحانی ہوا ۱۲ سید طیب حسن علی عنہ خواہر زادہ حضرت مصنف

خاندان کو اس سے بخوشی خاطر متمتع فرماتے ہیں گویا رقص اہل فراہ ہے
 خوش معاہدگی و راستی و راست گوئی آپ کا شعار ہے حق پرستی و صاف گوئی میں
 کمال جرات و بیباکی سے کام لیتے ہیں کسی کا رعب مانع انہما حق نہیں ہوتا
 حب و بغض لوجہ اللہ رکھتے ہیں تعصب و نفسانیت کو بالکل دخل نہیں ہوتا
 اتباع شرع و اقتداء کے کتاب و سنت و زہد و تقویٰ و ذکر و عبادت و کثرت دعا
 و انما نصب العین رہتا ہے رقت قلب و صفا کے باطن سے متصف سینہ کے کینہ
 خد و حسد سے پاک اور عنصر غفور مزاج عالی میں غالب ہے دشمن دیرینہ سے بھی انتقام
 بدی لینا گوارا نہیں فرماتے دوست دشمن سے چندہ پیشانی بخلاق و تواضع
 پیش آتے ہیں آپ کا رجحان طبع روز بروز تصوف کی طرف ہوتا جاتا ہے
 اہل باطن و اصحاب دل کی صحبت میں زیادہ اوقات بسر ہوتی ہے دنیا سے
 کچھ ایسا دل سر ہو گیا ہے کہ قصد ہجرت حرمین شریفین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ
 باحسن الوجوہ کامیاب فرمائے میں نے اس تذکرہ حیوۃ العلماء میں آپ کا ذکر خیر
 درج ہونے کے لیے بارہا عرض کی مگر ہضماً لنفسہ پسند نفرما کر ساکت رہے
 اور درخواست پر مطلق توجہ نفرمائی اب جبکہ کتاب اختتام کو پوخ کر مسودہ سے
 بیضہ ہو گئی تو احقر نے بضرورت تکمیل تتمہ احوال حضرت مصنف دَام فیضہ و مجدہ
 قلم برداشتہ تحریر کر کے جزو کتاب و تتمہ بنا دیا اس وقت عمر شریف ۹۵ برس
 کی ہے ادام اللہ برکاتہ و فیوضہ و معنی بطول بقایہ قیل و یقول رحمہ اللہ عبداً قال آہنیا
 (تصنیف) و حقیقت صورت حالات کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ
 آپ کو اس مقصد اہم و مهم عظیم میں بفضلہ سبب بڑی کامیابی ہوئی ایک طرف
 گنہگار و بے نشان جماعت کو اپنے زندہ جاوید بنا کر با یوسون سے روشناس
 کرا دیا دوسری طرف نامور و مشاہیر اکابر علماء و اطباء کے دھندلے کار ناموں

اور صفحہ ہستی سے سٹ جانے والے واقعات کو دوام کا خاست بخش و یا کتاب اول سے آخر تک سچے واقعات کا مرقع اور ماضی و حال کی تصویر کا البوم ہے مصنف نے حرف حرف اسمین ہے اصح نقطہ نقطہ ہے صحیح و ایک ایک صفحہ بلکہ ہر سطر محنت تلاش و مشقت کی شاہد ہے اتنا اہل علم و اہل قلم وطن بین سے کسی صاحب نے اس خدمت کی انجام دہی کی جرأت نہیں کی اور ہی وجہ حضرت مصنف دام فیضہ کی زیادہ جانفشانی و عرق ریزی کی ہوئی اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اس کار خیر کی توفیق بخشی اور بخیر و خوبی اس مہم کا سر انجام ہوا معزز معاصرین و لاحقین اگر اس تذکرہ میں کسی نام کی کمی محسوس فرمائیں تو التماس مندرجہ دیباچہ کتاب کے مطابق حضرت مصنف دام ظلہ و فضلہ کو ہدف طعن نہ بنا کر بصورت تہمتہ تحریر شائع فرمائیں اور حضرت کی سعی و جدوجہد موافق نظر کرتے ہوئے دعائے خیر سے یاد و شاد فرمائیں

سید اعجاز احمد نقوی مودودی عفا اللہ عنہ سہسوانی = مقام بدایون

جنوری ۱۹۱۶ء ۱۳۳۵ھ قادی



نسب نامہ سادات مودودیہ چشتیہ سہسوان مع شجرہ حقیر عنبر
 مولف کتاب حیوة العلماء

سید عبد الباقی بن مولانا سید سراج احمد بن سید آل احمد شاہ بن مفتی سید نظر محمد شاہ بن مفتی
 سید ابو محمد بن مفتی محمد عاقل بن مفتی عبد الغفور بن محمد غلام میران بن مفتی محمد فاضل بن
 قاضی سید محمد عبد الشکور شہید بن قاضی القضاة محمد اسماعیل ابن ملک العلماء خواجہ
 عطاء اللہ بن محمد ہمام معروف بہ بیان بزرگ بن خواجہ محمد خیر ثانی بن خواجہ محمود بن خواجہ محمد عطاء
 بن خواجہ مودود ثانی بن خواجہ خیر اول بن خواجہ محمد اشرف بن خواجہ اسد اللہ بن خواجہ
 محمد عبد اللہ بن خواجہ قطب الدین محمد ثانی بن خواجہ رکن الدین حسن بن خواجہ احمد بن خواجہ
 خواجگان قطب الاقطاب حضرت قطب الدین مودودی چشتی اول بن خواجہ ناصر الدین
 ابو یوسف بن سید محمد سمعان بن ابراہیم بن سید محمد بن حسین بن عبد اللہ بلقیس علی کبر
 بن امام علی نقی بن امام محمد تقی جوار بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق
 بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سید الشہداء بن ابی بکر
 زہراء رضوان اللہ علیہم بنت مسرور کائنات اشرف مخلوقات حضرت
 احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۱۱ لقب شریف ہر بریشہ ولایت ہر افراد اولیاء کاملین سے تھے فوارق و کرامات آپ کی حد تو ان کو پونجی بن ہفعل حالات درج ہو گئے ہیں
 ۱۲ آپ اولاً قاضی و حاکم سہسوان ہو کر بعد سلطان سکندر لودھی بمحبت حضرت ملک العلماء پد بزرگوار از خود بیان شریف لائے
 و مستقل سکونت اختیار فرمائی رضی اللہ عنہ ۱۳ آپ بعد سلطان جلال الدین چغتای تا بعد معزال دین کی قبضہ شکرین
 وزارت و بعد شاہ غیاث الدین بلبن۔ معتمد شاہان اتالیق شہزادگان رہے جیسا کہ تاریخ فرشتہ مقالہ دوم میں
 مفصل مذکور ہے ۱۴ آپ کی ذات قدسی صدقات سر شہنہ نبیوں و برکات و منبع خاندان چشتیہ و مرجع
 سادات مودودیہ ہے خواجہ خواجگان و قطب الاقطاب دوران تھے کتب سیرت مذکورہ اولیا و متضمن حالات
 آن حضرت ہیں رضی اللہ عنہ ۱۲

تقریر منظوم نتیجہ طبع و تقادح حکیم مولوی مولانا سید اعجاز احمد
صاحب معجز تقویٰ اسسوانی سلمہ پورہ

شوق و لم بسم اللہ آغاز کرو
وہم کہ پوید برہ گنہ ذات
سیرت عقل است کہ شد سترہ
وہ قدح ذوق مئے یاس ریخت
ثررت نگاہان کہ سخن گسترند
تلج سخن مدح محمد بود و بود
و حق منزل ہمہ فرمان اوست
پدیرہ مرغوب درود و سلام
اسے تو ز آثار سافت خوشہ چین
بخت تو از سیرت شان عبرت است
تازہ بخوان تذکرہ اہل علم
چشم کشا و نگرا وراق چسند
جلوہ کند در نظرت بیگان
خاک سسوان کہ بود کان فضل
چند پڑ و ہش کنی از حال شان
سیرت نیک قلمسار اہلین
سال وفات و سن میلاد شان
درس و تصانیف و صفات و خصائل

در مزملہ محمد خدا ساز کرو
سیرت سیرت خورد اندر صفات
ساختہ سامان تحیل تباہ
آبروے خامہ بقراطس ریخت
راہ پدین مرحلہ کستہ بر بند
فاتحہ مصحف مقصد بود
مطلع انوار خدا شان اوست
باو پزیرا بجنا بس مدام
پند بگیر از قصص او لین
دہن ترا صد سبق از حکمت است
جرعہ چشم از میکہ اہل علم
تا شوی از سیرت شان بہر مند
آینہ حالت پیشینان
تافت از وجوہ رخشان فضل
زندہ بہن طالعہ مرگان
فضل و کمال فضلا رہین
صورت علمیہ و نام و نشان
واچہ رسیدہ ہم از قیل و قال

<p>یاد دہر گشتہ و نو ما جسرا کلک مولف عجب این نقش لبست خامہ آن عینے بجز تبت جان بہ تن مردہ و مدد بدم راند خجستہ سخن از ہر سنی تاز علوم اصل و نشان باقی است ویدہ و ران چون نگردد این کتاب</p>	<p>حال شود حالت ما فی ترا رونق از رنگ نگارین شکست زندہ کنند مردہ صد سالہ را صور سرائیل صریح قلم خوشہ آور وہ ز ہر خرنسہ نامہ و نامش بجان باقی است باز شناسند خطا از صواب</p>
<p>نامہ فوج جو بیان رسید نام حیوة العلماء شد پدید</p>	
<p>قطرہ تالیف کتاب بی طبع مولانا مفتی محمد نعمت اللہ صاحب مدنی رئیس و جاگیر دار قدیم ریاست بھوپال</p>	
<p>کلک جا دورم جو لوی عبدالباقی سہسوان ست بگراں جو اہر پارہ شد بہر شکل بجا گنج معانی گفتن خفتگان عدم آباد زہ شرح قلمش سفتے چون نہ پزیرند فیقان وطن آن بزرگان کہ ہمہ قبلہ عالم بود</p>	<p>موشگانی چه نمود ست بند کرد ما کہ چنین لعل وز مر و شدہ از سہ سدا کہ ہویدا شد وہ فون شدہ در سہ گما گشت خیل علما جرمہ کش آسب بقا کہ ہون شدہ صد شکر حیات العلماء گشت این مرد خدا و حق ایشان خلی</p>
<p>از سر جدید بسا نش جو تفکر کردم آمد از غیب خوش آن و از جیات فضل ۳۳ ۱۳۳</p>	

<p>از ان بگوشت و سنیم ارغمان غسل بحق برتر و یکتا خداست عس و جل بین ما اثر ارباب علم و اهل عمل ۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸</p>	<p>خمی خلاوت مضمون کہ میتوان بفرست به نزد اہل خرد باد سعی تو مشکور نوشت خامہ نکبت بسال تاریخش</p>
--	---

ایضا قطعہ تاریخ سال طبع حیوة العلماء

<p>حادثی اخبار اخبار و وطن نور بخش دیدہ ارباب فن سر نہ چشم بصیرت سے سخن حرف حرفش منت سیر چین دیدنے بیند و گر چشم زمین چشمہ ہائے علم و دانش موجزن سہسوان دریند نجد اندر یمن چون درین سفر فصاحت مقتدرن</p>	<p>اللہ المنت کہ این نادر کتاب شد بعین انتظار از حسن طبع می توانش گفت از روشن سواد بر سر چشم تماشای نہد این چنین مجموعہ آثار علم بسکہ شد از خاک پاک سہسوان باشد اندر دیدہ اہل نظر یافت حال عالمانش از تمام</p>
--	--

<p>مطابق ۱۹۲۲ء</p>	<p>کتاب نکبت سال طبعش بر نگاشت دل فریب آثار اہل علم و فن ۱۳۷ ۱۳۸</p>
--------------------	--

قطعہ تاریخ عربی از مولوی سید نظر احمد ابوالعلاء سہسوانی سلمہ سدتھا

<p>ابدی شمساً فی سماء بیان یزدی بھاء قلائل العقیان ذکر ہی لاهل لعل و الاعیان ۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸</p>	<p>لہود مصنف علامتہ نظام اللالی فی نظام سطورہ اذہم ترتیباً بداتار نیجہ</p>
---	--

۱۵ اگر اعداد الف محدودہ... دوگزند ۱۳۳۷م شدہ سال تہذیب کتاب درست و صحیح می شود ۱۲

از مولوی سید اقدار احمد ساحر سلمہ اللہ تعالیٰ

چو این نامہ لغز گشته مزین پے سال ترتیب و تالیف ساحر	زا حوالہ ار باب فصل سہ سو ان نمودہ رقم رشتہ یاقوت و مرجان ۶۳۳ ۳۱۵
--	---

از عزیز ابوالاخیار سید ابوالاحمد نامی سلمہ ربیعہ

منت یزدان کہ حجتہ کتاب از دل نامی پے تاریخ جمع	حجتہ ترتیب کشیدہ یہ پر سرزودہ - ذکر علماء و کسب ۶۳۳ ۳۱۳
---	---

عہ لطف یہ کہ اس کتاب کا نام بھی یاقوت و المرجان ۱۲۵۶۔



۱۵ تاریخ شروع تصنیف کتاب مفتی صاحب نے ۱۳۳۲ھ میں لکھی اسکے بعد آغاز ترتیب و جمع کا سال تعلق
عربی سے ظاہر ہوتا ہے اور جب تہ دین و تالیف مرتب ہو گئی تو باقی قطعات میں اس کا نسخہ سال طرح ثبت کیا گیا
تعلق محل للایراد انہ سلمہ ربیعہ

الْيَا قُوتُ وَاللَّحْزَانُ فِي ذِكْرِ عُلَمَاءِ سَمَسَوَانِ

المعروف

حیوہ العلماء

مؤلفہ

مولانا سید محمد عبدالباقی سمسوانی دام فیضہ

باہتمام کیسری داس سٹیٹ پبلیشرز ٹرولڈ

دریں مطبعہ فہرشی فوکل شہر واقع کراچی

۱۹۲۲ء
۱۳۲۰ھ